تالیف

سید علی جعفری (ادیب فاضل، صدر الافاضل، ایم۔ اے)
ابن جناب مولانا سید محمد رضا صاحب قبلہ مرحوم ۔ للہ مقامہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(حصہ اوّل)

امام حسین علیہ السلام کی شخصیت

۱) امام حسین علیہ السلام کی شخصیت خداوند عالم کی نگاہ میں

۲) امام حسین علیہ السلام کی شخصیت رسولِ عالم کی نگاہ میں

۳) امام حسین علیہ السلام کی شخصیت انبیاؑ و مرسلینؑ کی نگاہ میں

۴) امام حسین علیہ السلام کی شخصیت رسولؐ و آلِ رسولؐ کی نگاہ میں

۵) امام حسین علیہ السلام کی شخصیت اصحاب و ازواجِ رسولؐ و ازواجِ اصحابِ رسولؐ کی نگاہ میں

۶) امام حسین علیہ السلام کی شخصیت اصحابِ حسینؑ کی نگاہ میں

۷) (الف) امام حسین علیہ السلام کی شخصیت مفکرینِ اسلام کی نگاہ میں

(ب) امام حسین علیہ السلام کی شخصیت مفکرینِ مغرب کی نگاہ میں

۸) امام حسین علیہ السلام کی شخصیت مخلوقاتِ عالم کی نگاہ میں

(حصہ دوم)

قاتلانِ امام حسینؑ کی حقیقت

۱) یزید بن معاویہ کی حقیقت خدا، رسولِ خداؐ اور اصحابِ رسولؐ کی نگاہ میں۔

۲) یزید بن معاویہ کی حقیقت علماء و مفکرینِ اسلام کی نگاہ میں

۳) یزید بن معاویہ کی حقیقت مفکرینِ مغرب کی نگاہ میں

۴) قاتلانِ امام حسین علیہ السلام کا انجام۔

اے خدا سینۂ مسلم کو عطا ہو وہ گداز
تھا کبھی حمزہؓ و حیدرؓ کا جو سرمایۂ ناز
پھر فضا میں تیری تکبیر کی گونجے آواز
پھر اس انجام کو دے گرمیٔ روحِ آغاز
نقش اسلام ابھر جائے جلی ہو جائے
ہر مسلمان حسینؑ ابن علیؑ ہو جائے

(جوش)

فہرست مضامین

	صفحات
تعارف :- از عالیجناب ڈاکٹر سید اعجاز حسین صاحب قبلہ جعفری (ایل۔ ایچ۔ ڈی لندن)	۱۸
حرف اول	۲۳
امام حسین علیہ السلام کی مختصر سوانح حیات	...
(حصہ اوّل)	۳۰
باب اوّل (آیات قرآنی)	۳۱

امام حسین علیہ السلام کی شخصیت خداوند عالم کی نگاہ میں

(۱) حضرت آدم کی توبہ کس طرح قبول ہوئی	۳۳
(۲) ظالم کبھی امام نہیں ہو سکتا۔	۳۵
(۳) آیہ مباہلہ	۳۶
(۴) حبل اللہ	۳۹
(۵) کن لوگوں سے حسد کیا گیا	۴۱
(۶) اہلِ ذکر	۴۳
(۷) ولایت اہل بیت	۴۵

(۸) حضرت رسولؐ کو خدا کا ایک اہم حکم ۴۷
(۹) آیۂ تطہیر ۴۹
(۱۰) آیۂ مودت ۵۱
(۱۱) امامت صلب امام حسین علیہ السّلام میں ۵۳
(۱۲) آسمان اور زمین صرف حضرت یحییٰؑ اور حضرت حسینؑ پر روئے ۵۵
(۱۳) ولادت حسینؑ کے متعلق ۵۷
(۱۴) لولؤ اور مرجان ۵۹
(۱۵) سورہ فجر امام حسین علیہ السّلام کا سورہ ہے ۶۱

باب دوم (احادیث) ۶۳

امام حسین علیہ السّلام کی شخصیت رسولِؐ عالم کی نگاہ میں

(۱۶) خدا اور ملائکہ کی رسولؐ کریم کو مبارکبادی ۶۵
(۱۷) حسنؑ اور حسینؑ گلہائے رسالت کی خوشبو ہیں ۶۹
(۱۸) حسنؑ اور حسینؑ جوانانِ اہل جنت کے سردار ہیں ۷۱
(۱۹) حسنؑ اور حسینؑ اہل جنت کے نام ہیں ۷۳
(۲۰) حسنؑ اور حسینؑ جنت کی زینت ہیں ۷۵
(۲۱) حسنؑ اور حسینؑ ذریعہ نجات ہیں ۷۷
(۲۲) حسینؑ حامل صفات رسولؐ ۷۹

۲۳	فضیلت، شرافت، منزلت اور ولایت رسولؐ اور ذریت رسول کے لیے	۸۱
۲۴	حسینؑ اور جبریلؑ	۸۳
۲۵	دشمنِ اہل بیت جہنمی ہے	۸۵
۲۶	رسولِ کریمؐ اور ایک فرشتہ کی گفتگو	۸۷
۲۷	سوارِ دوشِ رسولؐ	۸۹
۲۸	ایک کرامت کا مظاہرہ	۹۱
۲۹	رسول کریمؐ نے معراج میں کیا دیکھا	۹۳
۳۰	حسینؑ کا خون اور گوشت رسولؐ کا خون اور گوشت ہے	۹۵

باب سوم (احادیث و روایات)

۹۷

امام حسین علیہ السلام کی شخصیت انبیاءؑ و مرسلینؑ کی نگاہ میں

حضرت آدم علیہ السلام

۳۱	حضرت آدمؑ کا زمینِ کربلا پر گذر	۹۹

حضرت نوحؑ

۳۲	حضرت نوحؑ کی کشتی کا ایک منظر	۱۰۱

حضرت ابراہیمؑ

۳۳	حضرت ابراہیمؑ پر کربلا میں ایک حادثہ	۱۰۳

حضرت زکریاؑ

۳۴ کہیٰعص ۱۰۵

حضرت موسیٰؑ

۳۵ حضرت موسیٰؑ نے کس پر لعنت کی ۱۰۷

حضرت سلیمانؑ

۳۶ حضرت سلیمانؑ نے کیوں بد دعا کی ۱۰۹

حضرت محمدؐ

۳۷ حضرت حبیبؑ کے چند مخصوص صفات ۱۱۱

۳۸ بارگاہِ رسولؐ میں ایک فرشتہ کی آمد ۱۱۳

۳۹ شہادتِ حسینؑ کی پیشین گوئی ۱۱۵

۴۰ پیغمبر صلعم کی ایک تحریر ۱۱۷

باب چہارم (احادیث وروایات) ۱۱۹

امام حسین علیہ السّلام کی شخصیت رسولؐ وآلِ رسولؐ کی نگاہ میں

حضرت محمدؐ

۴۱ مسجدِ رسولؐ میں حسینؑ کا ماتم ۱۲۱

حضرت علیؑ

۴۲ حضرت علیؑ زمینِ کربلا پر بیٹھکر دیر تک روتے رہے ۱۲۳

حضرت فاطمہؑ

۴۳ بارگاہِ رسولؐ میں حضرت فاطمہؑ کا گریہ ۵

حضرت حسنؑ

۴۴ ایک اہم وصیت ۷

حضرت حسینؑ

۴۵ میں کون ہوں ۹

حضرت علی بن الحسینؑ

۴۶ دمشق کی مسجدِ جامع میں امام حسینؑ کا تعارف ۱

حضرت زینبؑ

۴۷ حسینؑ شہید راہ خدا ہیں

حضرت ام کلثومؑ

۴۸ جبرئیل و میکائیل حسینؑ کی گہوارہ جنبانی کرتے تھے ۱۲۵

حضرت سکینہؑ

۴۹ حسینؑ خدا کے برگزیدہ بندے تھے ۱۲۷

حضرت محمد بن الحنفیہ

۵۰ حسینؑ رسولؐ کریم کے حکم سے عراق کی طرف روانہ ہوئے ۱۲۹

باب پنجم (روایات)

امام حسین علیہ السلام کی شخصیت اصحاب و ازواج رسولؐ و ازواجِ اصحابِ رسولؐ کی نگاہ ۱۴۱

حضرت ابوبکر

۵۱ رسولؐ کی خوشی حسینؑ کے ساتھ حسنِ سلوک پر موقوف ہے ۱۴۳

حضرت عمر

۵۲ منبر رسولؐ کے حق دار کون لوگ ہیں۔ ۱۴۴

حضرت عائشہ

۵۳ جبرئیل نے کیا کہا کہ رسولؐ تڑپ اٹھے ۱۴۵

حضرت ام سلمہ

۵۴ حسینؑ کی خبرِ شہادت پر رسولؐ کا اضطراب ۱۴۷

حضرت ام الفضل

۵۵ ایک اہم خواب ۱۴۹

حضرت عبداللہ بن عباس

۵۶ دنیا کے ذرہ ذرہ پر غم حسینؑ کا اثر ۱۵۱

حضرت عبداللہ بن عمر

۵۷ ایک مسئلہ کا جواب ۱۵۳

حضرت حذیفہ

۵۸ حضرت یوسفؑ اور حضرت حسینؑ کے فضائل میں مساوات ۱۵۵

حضرت عبداللہ بن عفیف

۵۹ صحابی رسولؐ کی شہادت کا سبب ۱۵۷

حضرت زید بن ارقم

۶۰ سختی کا سختی سے جواب ۱۵۹

باب ششم (روایات واقوال) ۱۶۱

امام حسین علیہ السلام کی شخصیت اصحاب حسینؑ کی نگاہ میں

حضرت مسلم بن عقیل

۶۱ میرے امیر صرف حسینؑ ہیں ۱۶۳

امام حسینؑ کے بھائی، بھتیجے اور بھانجے

۶۲ ہم امام حسینؑ کا ساتھ ہرگز نہ چھوڑیں گے ۱۶۵

اولاد حضرت عقیل بن ابی طالب

۶۳ ہماری جانیں، ہمارے بچے؛ ہمارا مال سب حسینؑ پر قربان ۱۶۷

حضرت قیس بن مسہر

۶۴ دشمن حسینؑ کے سامنے حسینؑ پر درود و سلام ۱۶۹

حضرت حُر

۶۵ لشکر یزید سے خطاب ۱۷۱

حضرت حبیب ابن مظاہر

۶۶ ہم نواسۂ رسولؐ کی مدد ضرور کریں گے ۱۷۳

حضرت مسلم بن عوسجہ

۶۷ جوشِ جہاد ۱۷۵

حضرت زہیر بن قین

۶۸ نصرت حسینؑ کی طرف دعوت ۱۷۷

حضرت جون

۶۹ حسینؑ کی بندہ نوازی ۱۷۹

تمام اصحاب حسینؑ

۷۰ خلوص و عقیدت کا مظاہرہ ۱۸۱

باب ہفتم (اقوال) ۱۸۳

الف) امام حسین علیہ السلام کی شخصیت مفکرین اسلام کی نگاہ میں

حسن احمد البیرونی

۷۱ حسینؑ فخر انسانیت و مظہر صفات الوہیت ۱۸۵

علامہ علائلی

۷۲ اسلام کا دوسرا بانی ۱۸۷

محدث دہلوی

۷۳ حسینؑ کی شہادت رسولؐ کی شہادت ہے ۱۸۹

عباس محمود العقاد

۷۴ حسینؑ خود شہید، شہید کے فرزند اور شہدا کے باپ ہیں ۱۹۱

علامہ شہراوی

۷۵ فضائلِ حسینؑ کی عظمت ۱۹۳

(ب) امام حسین علیہ السّلام کی شخصیت مفکرینِ مغرب کی نگاہ میں ۱۹۵

گبن

واشنگٹن اروِنگ

۷۶ مذہبی پیغام ۱۹۶

کارلائل

۷۷ شہادت حسینؑ سے کیا سبق ملتا ہے ۱۹۷

گبن

۷۸ صبح عاشور ۱۹۹

۷۹ شہادت حسینؑ کے اثرات ۲۰۱

شلڈرک

۸۰ حسینؑ کا مقصد ۲۰۳

باب ہشتم (واقعات) ۲۰۵

امام حسین علیہ السّلام کی شخصیت مخلوقاتِ عالم کی نگاہ میں

۸۱ شہادت حسینؑ کے اثرات ۲۰۷

۸۲ غمِ حسینؑ میں آسمان سے خون کی بارش ۲۰۹

۸۳ آسمان کے سُرخ ہونے سے کیا مطلب ہے ۲۱۲

۸۴ ایک شعر ۲۱۳

۸۵ راہب نے کیا دیکھا ۲۱۵
۸۶ حضرت یحییٰؑ اور حضرت حسینؑ ۲۱۷
۸۷ جنوں کا نوحہ ۲۱۹
۸۸ ذوالجناح کی حالت ۲۲۱
۸۹ روضۂ رسولؐ پر ایک طائر کی فریاد ۲۲۳
۹۰ فرشتوں کو خدا کا حکم ۲۲۵

(حصہ دوم) ۲۲۷

باب اوّل (آیات، احادیث، روایات) ۲۲۹

یزید بن معاویہ کی حقیقت خدا، رسولِ خدا اور اصحابِ رسولؐ کی نگاہ میں

یزید خدا کی نگاہ میں

۱ ائمہ ہدایت و ائمہ ضلالت ۲۳۱
۲ یزید پر خدا کی لعنت ۲۳۳

یزید رسولؐ خدا کی نگاہ میں

۳ جس نے مدینہ پر چڑھائی کی اس پر خدا، ملائکہ اور تمام لوگوں کی لعنت ۲۳۵
۴ یزیدی لشکر کے مظالم اہلِ مدینہ پر ۲۳۷
۵ رسول اللہؐ نے یزید پر لعنت کی ۲۳۹

۶	یزید معاویہ بن ابو سفیان کی نگاہ میں		۲۴۱
۷	" امام حسینؓ بن علیؑ	"	۲۴۳
۸	" عبداللہ بن جعفرؓ	"	۲۴۵
۹	" عبداللہ بن عباس	"	۲۴۷
۱۰	" عبدالرحمن بن ابو بکر	"	۲۴۹
۱۱	" عبداللہ بن عمر	"	۲۵۱
۱۲	" سعید بن عثمان	"	۲۵۳
۱۳	" عبداللہ بن زبیر	"	۲۵۵
۱۴	" احنف بن قیس	"	۲۵۷
۱۵	" ابوہریرہ	"	۲۵۹

باب دوم (روایات واقوال) ۲۶۱

یزید بن معاویہ کی حقیقت علماء و مفکرین اسلام کی نگاہ میں

۱۶	یزید علمائے اہل سنت کی نگاہ میں		۲۶۳
۱۷	" اہل مدینہ	"	۲۶۵
۱۸	" اہل مکہ	"	۲۶۷
۱۹	" عبداللہ بن حنظلہ	"	۲۶۹
۲۰	" حضرت عمر بن عبدالعزیز	"	۲۷۱

۳۴ شمر بن ذی الجوشن	۳۰۳
۳۵ خولی بن یزید	۳۰۵
۳۶ حرملہ بن کاہل	۳۰۷
۳۷ سنان بن انس	۳۱۱
۳۸ قتلِ امام حسینؑ میں مدد کرنے والا دنیا ہی میں جل گیا	۳۱۲
۳۹ خونِ حسینؑ کا انتقام	۳۱۵
۴۰ ایک بدبخت کی موت	۳۱۷
۴۱ ایک خوفناک خواب	۳۱۹
۴۲ قاتلانِ امام حسینؑ کے متعلق رسولِ کریم کی پیشین گوئی	۳۲۱
۴۳ امام حسینؑ کے قاتل کو کیا ملا	۳۲۱
۴۴ عذابِ الٰہی کا ایک منظر	۳۲۳
۴۵ امام مظلوم کی لاش پر گھوڑے دوڑانے والوں کا انجام	۳۲۵
ماخذ کتاب	۳۲۶

تعارف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عالم علوم مشرقی و مغربی فاضل لوذعی مولانا سید علی صاحب جعفری کی ذات کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے آپ حضرت مولانا سید محمد رضا صاحب قبلہ مرحوم اعلی اللہ مقامہ کے صاحبزادے اور خلف الصدق ہیں۔ آپ کا آبائی وطن موضع شمس پور ضلع اعظم گڈھ۔ اتر پردیش۔ ہندوستان ہے لیکن عرصہ سے مشرقی پاکستان میں مہاجرت کرکے قیام فرما ہیں۔ آپ کے والد مرحوم اعلی اللہ مقامہ اپنے وقت کے عدیم المثال اور یکتائے زمانہ خطیب تھے اور سارے ہندوستان میں تقریباً ۲۵۔۳۰ سال تک وہ مجلسیں پڑھیں جنھیں آج تک زمانہ نہیں بھولا۔ جناب مغفور لکھنؤ کے مشہور و معروف جامعہ سلطانیہ و سلطان المدارس میں منطق و فلسفہ کے مدرس تھے۔ اور بہت سے موجودہ زمانے کے افاضل کو آپ سے شرف تلمذ حاصل کرنے کا آج تک فخر ہے۔ بحمدہ بفحوائے الولد سر لابیہ ہمارے نوجوان مولانا اپنے والد ماجد کے قدم بقدم خدمت دین میں مشغول ہیں بلکہ ایک قدم ان مرحوم سے بھی آگے بڑھ گئے ہیں۔ علوم عربیہ میں تکمیل کرکے صدر الافاضل کی سند جامعہ سلطانیہ

لکھنؤ سے سند حاصل کر چکے ہیں اس کے بعد علوم مغربی کی بھی تکمیل کی۔ اردو، عربی، اسلامیات وغیرہ میں ایم۔ اے۔ کی ڈگریاں ڈھاکہ یونیورسٹی سے حاصل کر کے جامع الریاستین ہو گئے۔ قدرت نے صحیح معنوں میں ان کو ان کے والد مرحوم طاب ثراہ کی وراثتِ خطابت بھی عطا فرمائی برسوں سے مجلسیں پڑھتے ہیں۔ ڈھاکہ میں آپ کی عشرہ محرم کی مجلسیں برسوں سے مومنین سن رہے ہیں اور اشتیاق کم نہیں ہوتا۔ مضامین نہایت مفید اور پراز معلومات ہوتے ہیں اور فضائل و مصائب میں مستند و صحیح روایات بیان فرماتے ہیں۔ ماشاء اللہ ہمارے جوان سال مولانا جعفری سلمہ اللہ تعالیٰ گھنٹوں منبر پر جس طلاقت و فصاحت و بلاغت سے تقریر فرماتے ہیں اس سے پورا اندازہ ہوتا ہے کہ ان کا مستقبل بہت درخشاں ہوگا اور وہ دن دور نہیں کہ بجا طور پر تمام مومنین پاکستان کو ان کی ذات پر فخر ہوگا۔ قدرت نے صاحب زبان کے ساتھ ساتھ آپ کو صاحب قلم بھی بنایا ہے اور عربی و انگریزی کے جامع الریاستین ہونے کے ساتھ ساتھ آپ تقریر و تحریر کے بھی جامع الریاستین ہیں۔ آپ کی خطابت کا شہرہ آپ کو مشرقی پاکستان سے کراچی لے گیا اور اب عشرہ محرم میں آپ کی سحر بیانی کا فیض کراچی پہونچ رہا ہے اور ڈھاکہ محروم ہے۔ اب پہلے پہل آپ کے زورِ قلم کا بھی مظاہرہ مومنین کے سامنے آرہا ہے آپ نے نہایت کاوش فکر و جدو جہد و تحقیقات کر کے ایک ساتھ تین کتابیں تصنیف و تالیف کی ہیں بلاشبہ

آپ نے عربی و انگریزی معلومات و قابلیت سے پورا پورا فائدہ اٹھایا ہے اور صحیح معنی میں وہ کام کیا ہے جو ریسرچ اسکالر کیا کرتا ہے۔

یہ کتابیں "المرتضیٰؑ" "الشہید" اور "مقصد حسینؑ" ہیں۔ ان کتابوں پر ریویو کرنا مقصود نہیں ورنہ اس تعارفی مضمون کو بہت طول ہو جائے گا۔ اس کی خوبیاں خود پڑھنے والوں پر ظاہر ہو جائیں گی عنوانات تینوں کتابوں میں بالکل اچھوتے ہیں، سرخیاں نئی ہیں اور مولانا کی قوتِ تخیل کی بلندی کا پتہ دیتی ہیں۔ المرتضیٰؑ میں مولائے کائنات حضرت علی علیہ السلام کے متعلق وہ امور ظاہر کئے ہیں جن کو پڑھ کر دیدۂ دل منور ہو جائیں گے۔

الشہید میں سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام کی وہ تمام خصوصیتیں نمایاں ہیں جنھوں نے فرزند رسولؐ کے کارناموں کو غیر فانی بنا دیا ہے۔ مقصد حسینؑ تو اپنی شان کی پہلی کوشش ہے اور اس کے عنوان ہی سے پتہ چلتا ہے کہ اس مقصد عظیم پر جس قدر شکوک و شبہات وساوسِ شیطانی سے وارد کرنے کی کوشش کی جا سکتی ہے۔ مقصدِ حسینؑ میں سب کا جواب موجود ہے۔ نہج البلاغۃ کے خطبوں کے ترجمہ میں مولانا موصوف نے انتہائی احتیاط برتی ہے اور تحت کلام الخالق و فوق کلام المخلوق خطبوں کا ترجمہ اردو جیسی کم مایہ زبان میں نہایت لطیف پیرایہ میں کیا ہے۔ اسی طرح الشہید اور مقصد حسینؑ میں حضرت امام حسینؑ اور حضرت امام زین العابدینؑ کے معرکۃ الآرا خطبوں کا ترجمہ اور برمحل

انتخاب مولانا کی قوت متخیلہ کا شاہکار ہے۔ اور پھر ان کا ترجمہ جس صحیح طریقہ سے فرمایا ہے اس سے تقریباً وہی جذبات و اثرات پڑھنے والوں کے دلوں میں بھی پیدا ہوتے کا یقین ہے جو سامعین کو ہوئے ہوں گے۔ اسی طرح مخدرات عصمت و طہارت حضرت زینبؑ و حضرت ام کلثومؑ و حضرت فاطمہؑ بنت الحسینؑ و حضرت سکینہ بنت الحسینؑ سلام اللہ علیہن کے دل ہلا دینے والے خطبے جنھوں نے تمام عالم اسلام میں قیامت برپا کردی اور ننگ انسانیت یزید کی سلطنت کی چولیں ہلا دیں اور دشمنوں اور مخالفوں کی آنکھوں سے اشکوں کی بارش برسا دی اور خانوادۂ رسول کریمؐ کی فصاحت و بلاغت ہی نہیں بلکہ حقانیت و خداپرستی کا اقرار کرا لیا۔ ہمارے مولانا نے بڑی خوش اسلوبی سے جمع کئے ہیں اور ان کے ترجموں میں اپنی کمال علمیت و جامعیت و احتیاط کا ثبوت پیش کیا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ تینوں شاہکار سرکار مرتضوی اور سرکار حسینی میں قبول ہوں گے۔ یہ تینوں کتابیں جدید طرز تحریر کی آئینہ بردار ہیں۔ جن کا ہر مومن و دوستدار اہل بیت اطہار کے گھر میں رہنا باعث برکت دینی و دنیوی ہوگا۔

میری پر خلوص دعا ہے کہ رب العزت مولانا کی عمر و اقبال و عزت میں ترقی عطا فرمائے اور ان سے ہمیشہ تحریری و تقریری دین حق کی نصرت ہوتی رہے۔

احقر العباد۔ اعجاز حسین جعفری

ڈھاکہ۔ ۱۵ اپریل سنہ ۱۹۶۱ء

حرفِ اوّل

امت مسلمہ اچھی طرح جانتی ہے کہ جب کبھی اسلام پر کوئی نازک وقت آیا تو آلِ محمدؐ ہی اسکی حفاظت کرنے والے اور اسکی بنیادوں کو استوار کرنے والے رہے۔ دین و شریعت کی حفاظت میں انھوں نے اپنے مال، اپنی اولاد اور اپنی جانوں تک کو عزیز نہ رکھا۔ خود شہید ہو گئے لیکن اسلام کو حیات ابدی بخشی۔

تاریخ گواہ ہے کہ آنحضرتؐ کے وصال کے بعد اسلام نہایت نازک ادوار سے گذرتا رہا اور مسائل اسلام مختلف بدعتوں کا شکار ہوتے رہے۔ یہانتک کہ سنہ ۶۱ھ میں انسانیت کش یزید تخت دمشق پر متمکن ہوا اور کھلم کھلا بھرے دربار میں اسلام و بانیٔ اسلام کی اہانت اور فسق و فجور کا ارتکاب شروع کر دیا۔ اسلام ہر طرح سے یزید کے ظلم و استبداد کا شکار تھا لیکن تمام مسلمانوں میں بنی امیہ کی طاقت اور یزید کا جبر و استبداد سے ٹکرانے کی کسی مسلمان کو ہمت نہ ہوئی۔

حسینؑ فرزند رسولؐ، نور نگاہ بتولؑ، پسر علی مرتضیٰؑ، برادر حسن مجتبیٰؑ اسی وقت کے منتظر تھے۔ آپ نے اسلام کی آواز پر لبیک کہا۔ خود شہید ہو گئے لیکن یزیدیت کو فنا کر دیا اور اسلام کی بنیادوں کو قیامت تک کیلئے استوار کر دیا۔

سخت ضرورت تھی کہ امام حسینؑ کی شخصیت اور قاتلانِ امام حسینؑ خصوصاً یزید کی حقیقت پر صحیح تبصرہ کیا جائے۔ اسی غرض کے ماتحت یہ کتاب لکھی گئی۔ اس کے

دو حصے ہیں۔ حصہ اول میں امام حسینؑ کی شخصیت اور حصہ دوم میں قاتلانِ امام حسینؑ کی حقیقت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

خدا سے دعا ہے کہ وہ ہم تمام مسلمانوں کو توفیق عطا فرمائے کہ ہم امام حسینؑ کی شخصیت اور یزید کی حقیقت کو سمجھیں اور حق و باطل کا فیصلہ کریں۔

سید علی جعفری
چاٹگام۔ ۱۰ اپریل ۱۹۶۱ء

امام حسین علیہ السلام کی مختصر سوانح حیات

شجرہ نسب

فہر (قریش)

حارث — غالب — محارب

لوئی

عامر — قریبہ — کعب — سعد — جشم

بنو معیص — بنو حصل — مرہ — حصیص — عدی

تیم — کلاب — یقظہ

زہرہ — قصی

عبدالدار — عبد مناف — عبدالعزیٰ

عبدالشمس — ہاشم — نوفل

عبدالمطلب
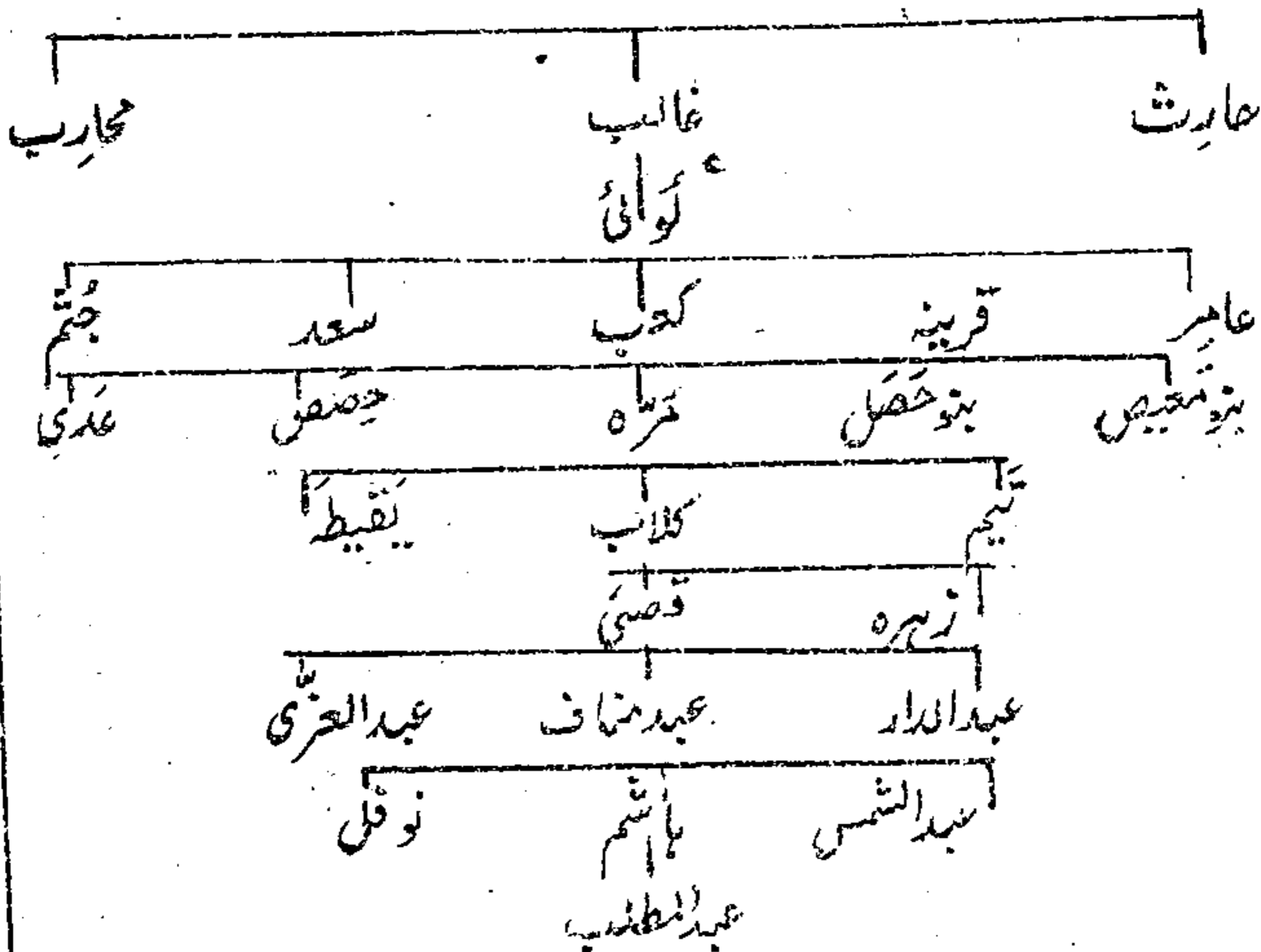
حجل۔ قثم۔ ابولہب۔ حضرت عباس حضرت عبداللہ۔ حضرت ابوطالب حضرت حمزہ۔ زبیر۔ مقوم۔ ضرار

حضرت محمدؐ — حضرت علیؑ

حضرت فاطمہؑ

حضرت امام حسینؑ

مختصر سوانح حیات

امام حسین علیہ السلام کا اسم گرامی شبیر اور حسینؑ، کنیت ابو عبداللہ اور مشہور لقب سید الشہداء ہے۔ آپ کے پدر بزرگوار حضرت علیؑ ابن ابی طالب اور مادر گرامی حضرت فاطمہؑ بنت حضرت محمد مصطفےٰ تھیں۔ آپ کا سلسلہ نسب باپ اور ماں دونوں طرف سے حضرت اسمٰعیل بن حضرت ابراہیم تک پہنچتا ہے ساری دنیا میں آپ اور آپکے بھائی بہنوں سے بڑھکر نجیب الطرفین کوئی پیدا نہیں ہوا۔

آپ تیسری شعبان سنہ ۴ھ کو مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کی ولادت چھ مہینے میں ہوئی۔ اور یہ خصوصیت اور شرف صرف آپ کو اور حضرت یحییٰ بن زکریا کو حاصل ہوا۔ جب حضرت رسولؐ کو اپنے نواسہ کی ولادت کی خبر ملی تو آپ تشریف لائے۔ بچے کو گود میں لیا۔ اپنی زبانِ مبارک بچہ کے دہن میں دی اور پہلی غذا جو اس بچہ کے دہن میں پہونچی وہ آپ کا لعاب دہن تھا۔ آنحضرتؐ نے حکم خدا سے اس بچہ کا نام حسینؑ رکھا۔

امام حسین علیہ السّلام کے بچپن کا زمانہ آغوش رسولؐ میں گذرا۔ رسول اللہ نے آپ کی تعلیم و تربیت کا ہر طرح لحاظ رکھا اور آپ کو اپنے اوصاف و کمالات کا آئینہ بنا دیا۔ رسولؐ کریم نے آپ کی ہر طرح سے دلداری کی کبھی آپ کو اپنے کاندھے پر بٹھاتے، کبھی آپکے ساتھ گھٹنوں چلتے۔

کبھی آپ کے لئے ناقہ بنتے اور اگر کبھی حسینؓ حالتِ نماز میں آپ کی پشت مبارک پر سوار ہو جاتے تو آپ سجدہ کو طول دے دیتے مگر حسینؓ کو اپنی پشتِ مبارک سے خود نہ ہٹاتے۔ اگر حسینؓ کبھی روتے تو رسولؐ اسلام کو سخت تکلیف ہوتی۔ ایک دفعہ رسولؐ اللہ حضرت فاطمہؑ کے گھر کے قریب سے گذرے تو آپ نے حضرت حسینؑ کے رونے کی آواز سنی۔ آپ گھر میں تشریف لائے اور بیٹیؑ سے فرمایا "کیا تمھیں نہیں معلوم کہ مجھے اس بچہ کے رونے سے سخت تکلیف پہونچتی ہے"

جنابِ رسالتمآبؐ کی وفات کے بعد اہل بیت رسولؐ پر طرح طرح کے مصائب ڈھائے گئے۔ رسول کریم کی اکلوتی اور چہیتی بیٹی حضرت فاطمہؑ پر مصائب کے پہاڑ توڑے گئے حضرت علیؑ کے حقوق کو غصب کر لیا گیا اور آل محمدؐ کو ذلیل و رسوا کرنے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی گئی۔ مگر امام حسین علیہ السلام نہایت خاموشی اور صبر و سکون کے ساتھ ان تمام واقعات کا مطالعہ کرتے رہے ۴۰ھ میں حضرت علی علیہ السلام شہید کر دیئے گئے اور ۵۰ھ میں امام حسن علیہ السلام کو زہر سے شہید کیا گیا لیکن امام حسین علیہ السلام نہایت صبر و سکون کے ساتھ اپنے نانا محمد مصطفےٰؐ کے روضہ مبارک کی مجاوری کرتے رہے اور عبادت الہی اور دین اسلام کی ترویج میں مشغول رہے یہاں تک کہ ۶۰ھ میں یزید بن معاویہ تخت دمشق پر متمکن ہوا۔ وہ یزید جس نے دین اسلام کی صورت کو مسخ کر دینا چاہا۔ وہ یزید جو فاسق و فاجر اور تارک الصلوۃ تھا۔ وہ یزید جس کا مشغلہ شراب پینا اور کتوں

اور بندروں کے ساتھ لہو ولعب کرتا تھا۔ وہ یزید جس کی تربیت مسیحیت پر ہوئی تھی۔ وہ یزید جو اپنی خواہشاتِ نفسانی کو پورا کرنے کے لئے بڑے سے بڑے گناہ کے ارتکاب سے کبھی نہ ہچکچاتا تھا۔ وہ یزید جو اپنی ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں سے ناجائز تعلقات رکھتا تھا۔ وہ یزید جو بھرے دربار میں حضرت محمدؐ اور دینِ اسلام کا مذاق اڑاتا تھا۔ ایسے ظالم اور ارکاریہ کے پنجہ میں ارکانِ اسلام دم توڑ رہے تھے۔

اہل بیت رسولؐ ہمیشہ خاموش رہ کر عبادت الہی میں مشغول رہے۔ لیکن جب اسلام پر کوئی آفت آئی تو اٹھ کھڑے ہوئے اور بڑی سے بڑی طاقت سے ٹکرانے کے لئے تیار ہو گئے۔ دشمنانِ اسلام کو ملیا میٹ کر دیا۔ بہ ظاہر خود مصائب کا شکار ہوئے مگر اسلام کو حیاتِ ابدی بخشی۔

یزید کی انسانیت کشی اور دینِ اسلام کی تباہی و بربادی کو دیکھ کر امام حسینؑ اسلام کو بچانے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ وہ حسینؑ جن کے باپ علیؑ مرتضیٰ وصی رسولؐ دادا ابو طالب مددگارِ رسولؐ، ماں فاطمہ بنت رسولؐ، نانا محمدؐ مصطفےٰ سیدالانبیاء، دادی فاطمہ بنت اسد جن کو آنحضرتؐ ماں کہا کرتے تھے، نانی خدیجۃ الکبریٰ زوجہ رسولؐ اور بھائی حسنؑ مجتبیٰ نورنگاہِ رسولؐ۔

اسلام کو یزید کے پنجۂ ظلم وستم میں دم توڑتے ہوئے دیکھ کر حسینؑ ابن علیؑ تڑپ اٹھے۔ آپ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے جس کی پیشین گوئیاں کی جا چکی تھیں اور خود آنحضرتؐ نے مختلف مقامات پر

آنے والے واقعات کی خبر دی تھی۔ نا عاقبت اندیش اشخاص میں سے بعض نے ہمدردانہ طور سے اور بعض نے سیاست دنیویہ کے پیش نظر امام حسینؑ کو روکنا چاہا لیکن حسینؑ اپنے نانا رسولؐ خدا کے حکم پر قائم رہے اور آنحضرتؐ کی ہدایت کے مطابق اپنے اعزا، اصحاب اور مخدرات عصمت و طہارت کے ایک چھوٹے سے قافلہ کو ساتھ لے کر روانہ ہو گئے دوسری محرم کو زمین کربلا پر وارد ہوئے لشکر یزید پے در پے آتا رہا مگر حسینؑ اور حسینؑ کے بہادر اصحاب کے چہروں پر کوئی اضمحلال نہیں۔ ساتویں محرم سے آل محمدؐ پر پانی بند کر دیا گیا مگر حسینؑ سجدہ شکر ادا کرتے رہے۔ یہاں تک کہ صبح عاشور خیامہائے حسینی سے نعرہ تکبیر کی آواز بلند ہوئی حسینؑ اور اصحاب حسینؑ نے نماز صبح ادا کی۔ مجاہدین راہ خدا جہاد میں مشغول ہو گئے۔ حسینؑ تین دن کے بھوکے پیاسے ہر شہید کی لاش پر پہونچے۔ جب تمام اصحاب و انصار شہید ہو چکے تو حسینؑ خود جہاد کے لئے نکلے رسولؐ کے گھوڑے پر سوار اور ہاتھ میں ذوالفقار۔ ایسا جہاد کیا کہ لشکر یزید سے الامان کی صدائیں بلند ہوئیں۔ اب وقت ختم ہو چکا تھا۔ جنت آراستہ کی جا چکی تھی، حضرت محمدؐ، حضرت فاطمہؑ، حضرت علیؑ، حضرت حسنؑ، انبیائے کرامؑ اور فرشتے سب کے سب حسینؑ کے منتظر تھے حسینؑ نے تلوار نیام میں رکھ لی، ذوالجناح کی پشت پر رکوع کیا اور زمین کربلا پر وقت عصر آخری سجدہ ادا کیا۔ اور وہ آفتاب امامت جو ۳ شعبان سنہ ۴ھ کو مشرق مدینہ سے طالع ہوا تھا۔ ۱۰ محرم سنہ ۶۱ھ کو مغرب کربلا میں

اپنے چہرہ پر خون ملے ہوئے غروب کر گیا۔

حسینؑ بظاہر دنیا سے اٹھ گئے مگر قیامت تک کے لئے اسلام کی بنیادوں کو استوار کر گئے۔ آج شرق سے غرب اور شمال سے جنوب تک ہر طرف حسینؑ کی یاد باقی ہے اور قیامت تک زبانوں پر حسینؑ حسینؑ کی صدائیں بلند ہوتی رہیں گی۔

خواجہ معین الدین چشتی اجمیری اپنی مشہور رباعی میں اسی نکتہ کی طرف اشارہ فرماتے ہیں۔

شاہ ہست حسینؑ بادشاہ ہست حسینؑ ؛ دین ہست حسینؑ دین پناہ ہست حسینؑ
سر داد و نداد دست در دستِ یزید ؛ حقا کہ بنائے لا الہ ہست حسینؑ

جو دہکتی آگ کے شعلوں میں سویا وہ حسینؑ
جس نے اپنے خون سے عالم کو دھویا وہ حسینؑ
جو جواں بیٹے کی میت پر نہ رویا وہ حسینؑ
جس نے سب کچھ کھو کے پھر بھی کچھ نہ کھویا وہ حسینؑ

مرتبہ اسلام کا جس نے دوبالا کر دیا ؛ خون نے جس کے دو عالم میں اجالا کر دیا

(جوش)

حصّہ اوّل

امام حسین علیہ السّلام کی شخصیت، خدا، رسولؐ خدا، انبیاءؑ ومرسلینؑ، آلِ رسولؐ، اصحاب وازواجِ رسولؐ، ازواجِ اصحابِ رسولؐ، اصحاب حسینؑ، مفکرین اسلام، مفکرین مغرب، اور مخلوقاتِ عالم کی نگاہ میں۔

باب اوّل (آیات قرانی)

امام حسین علیہ السّلام کی شخصیت خداوند عالم کی نگاہ میں،

اخرج الحاکم من طرق متعددہ انہ صلی اللہ علیہ وسلم قال قال جبرئیلؑ قال اللہ تعالےٰ "انی قتلت بدم یحیٰ بن زکریا سبعین الفًا و انی قاتل بدم الحسینؑ بن علی سبعین الفًا،

○

"حاکم نے متعدد طریقوں سے روایت کی ہے کہ خدا نے حضرت جبرئیل سے اور حضرت جبرئیل نے حضرت رسولؐ سے کہا (خدا نے فرمایا) "میں نے یحیٰ بن زکریا کے خونِ ناحق کے عوض ستر ہزار (نفوس) قتل کیے اور حسینؑ بن علیؑ کے خونِ ناحق کے عوض ستر ہزار (نفوس) کو قتل کروں گا،،

(صواعق محرقہ ص ۱۹۶)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(۱)

قولہ تعالیٰ :- فَتَلَقّٰی اٰدمُ مِن رَّبِّہ کَلِمَاتٍ فَتَابَ عَلَیہِ اِنَّہ ھُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیمُ ○

(پارہ۔ ۱۔ بقرہ۔ آیت ۳۷)

○

اخرج ابن النجار عن ابن عباس قال "سئل رسول اللہ صلعم عن الکلمات التی تلقاھا آدمؑ من ربہ فتاب علیہ" فقال (ع) سأل بحق محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ والحسنؑ والحسینؑ فتاب علیہ"

(تفسیر درمنثور جلد۔ ۱)

○

عن سعید بن جبیر عن ابن عباس قال سئل النبی صلعم عن الکلمات التی تلقاھا آدمؑ من ربہ فتاب علیہ قال "سئلہ بحق محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ والحسنؑ والحسینؑ فتاب علیہ و غفر لہ"

(ینابیع المودۃ ص۹۷)

پہلی آیت

(حضرت آدمؑ کی توبہ کس طرح قبول ہوئی)

خدا فرماتا ہے:۔ "پھر حضرت آدمؑ نے اپنے پروردگار سے (معذرت کے) چند الفاظ سیکھے۔ پس خدا نے (ان الفاظ کی برکت سے) حضرت آدمؑ کی توبہ قبول کی۔ بے شک وہ بڑا معاف کرنے والا مہربان ہے"۔

○

ابن نجار نے حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم سے ان کلمات کے متعلق دریافت کیا گیا جن کو حضرت آدمؑ نے خدا سے سیکھا تھا (اور جن کے واسطہ سے توبہ کی تھی) اور خدا نے ان کی توبہ قبول کی تھی۔ آنحضرت نے فرمایا کہ (حضرت آدمؑ نے) محمدؐ علی فاطمہ حسن اور حسین علیہم السلام کا واسطہ دیکر خدا سے توبہ کی تو خدا نے آپ کی توبہ قبول فرمائی"۔

(تفسیر درمنثور جلد ۔ ۱)

○

سعید بن جبیر حضرت ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ سے ان کلمات کے متعلق دریافت کیا گیا جنکو حضرت آدمؑ نے خدا سے سیکھا تھا اور (جن کے واسطے سے توبہ کی تھی تو) خدا نے ان کی توبہ قبول فرمائی تھی۔ آپ نے جواب دیا "حضرت آدمؑ نے محمدؐ علیؑ فاطمہؑ حسنؑ اور حسینؑ کا واسطہ دیکر خدا سے سوال کیا خدا نے آپ کی توبہ قبول کی اور آپ کو معاف کردیا"۔

(ینابیع المودۃ ص ۹۷)

۲

قوله تعالیٰ:۔ واذا ابتلیٰ ابراہیم ربّہ بکلماتٍ فاتمھنّ قال انی جاعلک للناس اماما قال ومن ذریتی قال لاینال عہدی الظالمین ○

(پارہ ۱۔ بقرہ۔ آیت ۱۲۴)

○

عن المفضل قال سئلت جعفر الصادقؑ عن قوله عزوجل واذا ابتلیٰ ابراہیم ربہ بکلماتٍ الآیۃ۔ قال ہی الکلمات التی تلقاہا آدم من ربّہ فتاب علیہ وہوانہ قال یارب اسالک بحق محمدؐ وعلیؑ وفاطمۃؑ والحسنؑ والحسینؑ الا تبت علیّ فتاب علیہ انہ ہوالتوّاب الرّحیم فقیل لہ یا بن رسول اللہؐ فما یعنی یقولہ عزوجل فاتمہنّ قال یعنی اتمہن الی القائم اثنی عشر اماما تسعۃ من ولد الحسینؑ۔"

(تفسیر صافی وینابیع المودۃ ص۹۷)

دوسری آیت

(ظالم کبھی امام نہیں ہو سکتا)

خدا فرماتا ہے :- "(اے رسولؐ وہ وقت بھی یاد دلاؤ) جب حضرت ابراہیمؑ کو ان کے پروردگار نے چند باتوں میں آزمایا اور انھوں نے پورا کر دیا تو خدا نے فرمایا میں تم کو (لوگوں کا) پیشوا بنانے والا ہوں"۔ (حضرت ابراہیم نے) عرض کیا اور میری اولاد میں سے فرمایا (ہاں۔ مگر) میرے اس عہدہ پر ظالموں میں سے کوئی شخص فائز نہیں ہو سکتا"۔

○

مفضل کے سوال کے جواب میں امام جعفر صادقؑ نے فرمایا "کہ خدا نے جو فرمایا ہے کہ جب ابراہیمؑ کو ان کے پروردگار نے چند باتوں میں آزمایا تو یہ باتیں وہی باتیں تھیں جو حضرت آدمؑ نے خدا سے سیکھی تھیں اور (جن کے واسطہ سے) خدا نے ان کی توبہ قبول فرمائی تھی۔ اس کی صورت یہ تھی کہ حضرت آدمؑ نے عرض کیا تھا "اے پروردگار میں تجھے محمدؐ، علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ کا واسطہ دیتا ہوں۔ تو میری توبہ قبول فرما" تو خدا نے ان کی توبہ قبول فرمائی۔ اور بیشک وہ بڑا معاف کرنے والا مہربان ہے (انھیں باتوں میں ابراہیمؑ کو بھی آزمایا گیا) پوچھا گیا فرزند رسولؐ۔ اتمھن (انھوں نے پورا کر دیا) کے کیا معنی ہوں گے؟ فرمایا "اس کے معنی یہ ہیں کہ جب حضرت ابراہیمؑ آزمائش میں کامیاب ہوئے تو خدا نے) حضرت قائمؑ تک بارہ امام پورے کر دیئے (حضرت علیؑ حضرت حسنؑ حضرت حسینؑ کے علاوہ) نو امام اولاد امام حسینؑ میں سے ہوں گے (اسطرح بارہ امام پورے ہو گئے)"

(تفسیر صافی وینابیع المودۃ ص۹۷)

(۳)

قولہ تعالیٰ:۔ فمن حاجّک فیہ من بعد ما جاءک من العلم فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتہل فنجعل لعنت اللہ علی الکاذبین ۝

(پارہ ۳۔ آل عمران آیت ۶۱۔)

○

قال فی الکشاف " لا دلیل اقوی من ھذا علی فضل اصحاب الکساء وھم علیؑ وفاطمۃؑ والحسنانؑ لانہا لما نزلت دعاھم [ص] فاحتضن الحسینؑ واخذ بید الحسنؑ ومشت فاطمۃؑ خلفہ وعلیؑ خلفھما فعلم انھم المراد من الآیۃ"

(صواعق محرقہ ص۱۵۳)

○

وقد غدا (ص) محتضناً الحسینؑ اخذ ابید الحسنؑ وفاطمۃؑ تمشی خلفہ وعلیؑ خلفھا ویقول" اذا انا دعوت فامّنوا"

(تفسیر صافی)

تیسری آیت

(آیہ مباہلہ)

خدا فرماتا ہے: "(اے رسول) جب آپ کے پاس علم (قرآن) آچکا اس کے بعد اگر آپ سے کوئی (نصرانی حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں) حجت کرے تو کہہ دیجئے آؤ ہم اپنے بیٹوں کو بلائیں تم اپنے بیٹوں کو اور ہم اپنی عورتوں کو (بلائیں) اور تم اپنی عورتوں کو اور ہم اپنی جانوں کو (بلائیں) اور تم اپنی جانوں کو اس کے بعد ہم سب مل کر (خدا کی بارگاہ میں) گڑگڑائیں اور جھوٹوں پر خدا کی لعنت کریں"

○

(علامہ زمخشری) تفسیر کشاف میں لکھتے ہیں کہ اصحاب کساء یعنی حضرت علیؑ، حضرت فاطمہؑ، حضرت حسنؑ اور حضرت حسینؑ کے فضائل و مناقب پر اس آیت سے بڑھ کر کوئی دوسری قوی دلیل نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو آنحضرتؐ نے حضرت حسینؑ کو گود میں لیا حضرت حسنؑ کا ہاتھ پکڑا حضرت فاطمہؑ آنحضرتؐ کے پیچھے چلیں اور حضرت علیؑ ان دونوں کے پیچھے چلے۔ اس سے معلوم ہوا کہ انہیں حضرات کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی"

(صواعق محرقہ ص۱۵۳)

○

(دوسرے دن) صبح کو آنحضرتؐ نے حضرت حسینؑ کو گود میں لیا، حضرت حسنؑ کا ہاتھ پکڑا حضرت فاطمہؑ آنحضرتؐ کے پیچھے چلیں اور حضرت علیؑ حضرت فاطمہؑ کے پیچھے چلے آنحضرتؐ نے ان حضرات سے فرمایا "جب میں بد دعا کروں تو تم سب آمین کہنا"

(تفسیر صافی)

۲

قولہ تعالیٰ:۔ واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا ○

(پارہ ۴۔ آل عمران آیت ۱۰۳)

○

عن الباقرؑ آل محمد ہم حبل اللہ المتین الذی امر بالاعتصام به فقال واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا۔"

(تفسیر صافی)

○

اخرج الثعلبی فی تفسیرها عن جعفر الصادقؑ انه قال "نحن حبل اللہ الذی قال اللہ فیه واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً ولا تفرقوا۔"

(صواعق محرقہ ص ۱۴۹)

چوتھی آیت

(حبل اللہ)

خدا فرماتا ہے :۔ "اور تم سب کے سب (مل کر) خدا کی رسّی مضبوطی سے تھامے رہو اور آپس میں پھوٹ نہ ڈالو"

○

حضرت امام محمد باقرؑ علیہ السّلام فرماتے ہیں کہ آلِ محمدؐ ہی اللہ کی وہ مضبوط رسّی ہیں جس سے وابستہ رہنے کا خدا نے حکم دیا ہے اور فرمایا ہے "تم سب کے سب خدا کی رسّی مضبوطی سے تھامے رہو اور آپس میں پھوٹ نہ ڈالو"

(تفسیر صافی)

○

ثعلبی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام نے فرمایا "ہم ائمہ اہلبیت ہی خدا کی وہ مضبوط رسی ہیں جس کے متعلق خدا نے فرمایا ہے کہ "تم سب کے سب خدا کی رسی مضبوطی سے تھامے رہو اور آپس میں تفرقہ نہ ڈالو"

(صواعق محرقہ صفحہ ۱۴۹)

۵

قوله تعالیٰ :- ام یحسدون الناس علیٰ ما اتاھم اللہ من فضلہ فقد اٰتینا اٰل ابراھیم الکتاب والحکمۃ واٰتیناھم ملکا عظیماً ○

(پارہ ۵ - نساء آیت ۵۴)

○

فی الکافی عنھم "نحن المحسودون الذین قال اللہ علیٰ ما اٰتانا اللہ من الامامۃ"

(تفسیر صافی)

○

"اخرج ابوالحسن المغازلی عن الباقرؑ انہ قال "فی ھذہ الآیۃ نحن الناس واللہ"

(صواعق محرقہ ص۱۵۰)

پانچویں آیت

(کن لوگوں سے حسد کیا گیا)

خدا فرماتا ہے "یا خدا نے جو اپنے فضل سے (تم) لوگوں کو عطا فرمایا ہے اس کے رشک پر چلے جاتے ہیں (تو اس کا کیا علاج ہے) ہم نے تو ابراہیم کی اولاد کو کتاب اور عقل کی باتیں عطا فرمائی ہیں اور ان کو بہت بڑی سلطنت بھی دی"

○

کافی میں ائمہ طاہرین علیہم السّلام سے روایت ہے "ہم (ائمہ طاہرین ہی) وہ لوگ ہیں جن کا ذکر خدا نے اس آیت میں کیا ہے۔ کیونکہ خدا نے ہم (ائمہ طاہرین) کو امامت کے عہدہ پر سرفراز فرمایا اس لئے لوگ ہم سے حسد کرتے ہیں"

(تفسیر صافی)

○

ابوالحسن مغازلی روایت کرتے ہیں کہ امام محمد باقر علیہ السّلام نے فرمایا "بخدا اس آیت میں ہم ہی وہ لوگ ہیں (جن سے لوگ حسد کرتے ہیں)"

(صواعق محرقہ ص۱۵۰)

قولہ تعالیٰ :۔ فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون ○

(پارہ - ۱۴ - نحل - آیت ۴۳)

○

عن جابر بن عبد اللہ قَالَ قَالَ علیٌ بن ابی طالب " نحن اھل الذکر "

(ینابیع المودۃ صـ ۹۷)

○

عن علی بن موسیٰ قال " نحن اھل الذکر لان الذکر رسولُ اللہ (ص) و نحن اھلہ حیث قال تعالیٰ فی سورۃ الطلاق " فاتقوا اللہ یا اولی الالباب الذین امنوا قد انزل اللہ الیکم ذکراً رسولاً یتلوعلیکم ایات اللہ بینات "

(ینابیع المودۃ صـ ۱۷۸)

چھٹی آیت

(اہل ذکر)

خدا فرماتا ہے :- "اگر تم خود نہیں جانتے ہو تو اہل ذکر (ائمہ طاہرین اور اُن کے قائم مقام عالموں) سے پوچھو"

○

حضرت جابر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ حضرت علیؑ بن ابی طالب نے فرمایا "اس آیت میں (اہل ذکر سے مراد) ہم (ائمہ طاہرین) ہیں"

(ینابیع المودۃ ص ۹۷)

○

حضرت علی بن موسیٰ علیہما السّلام فرماتے ہیں "ہم (اہل بیت رسولؐ) ہی اہل ذکر ہیں - کیونکہ رسول اللہؐ ذکر ہیں اور ہم ان کے اہل (بیت) ہیں - آنحضرتؐ کے ذکر ہونے کی دلیل یہ ہے کہ خداوند عالم نے سورہ طلاق میں فرمایا ہے "اے صاحبان عقل جو ایمان لا چکے ہو - خدا سے ڈرو - بیشک خدا نے تم سب کی طرف ذکر (یعنی) رسول کو بھیجا جو تم لوگوں میں آیات خدا کی تلاوت کرتا ہے"

(ینابیع المودۃ ص ۱۴۸)

۷

قولہ تعالیٰ:۔ "وانی لغفار لمن تاب وآمن وعمل صالحاً ثم اھتدیٰ ○

(پارہ۔۱۶۔ ط۔ آیت ۸۲)

○

قال ثابت البنانی "اھتدیٰ الیٰ ولایہ اھل بیتہ صلعم"

○

اخرج احمد انہ صلی اللہ علیہ وسلم اخذ بید الحسنینؑ وقال "من احبنی واحب ھذین وابا ھما وامھما کان معی فی درجتی یوم القیامہ"

(صواعق محرقہ صـ۱۵۱)

○

ساتویں آیت

(ولایت اہل بیت)

خدا فرماتا ہے :- "اور جو شخص توبہ کرے اور ایمان لائے اور اچھے اچھے کام کرے پھر ثابت قدم رہے تو ہم اس کو ضرور بخشنے والے ہیں"۔

ثابت البنانی کہتے ہیں کہ اس آیت کا مقصد یہ ہے کہ جو اہل بیت رسول علیہم السّلام کی ولایت پر ثابت قدم رہے (تو بے شک خدا اس کو ضرور بخشنے والا ہے)

○

احمد نے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے حضرت حسنؑ اور حضرت حسینؑ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا "جو شخص مجھ سے اور ان دونوں سے اور ان دونوں کے باپ (حضرت علیؑ) سے اور ان دونوں کی ماں (حضرت فاطمہؑ) سے محبت رکھتا ہے وہ قیامت کے دن میرے ساتھ میرے درجہ میں ہوگا"۔

(صواعق محرقہ ص ۱۵۱)

قولہ تعالیٰ:۔ " وامر اھلک بالصلوۃ واصطبر علیھا لانسئلک رزقًا نحن نرزقک والعاقبۃ للتقوٰی ۝

(پارہ۔ ۱۶۔ طٰہٰ۔ آیت ۱۳۲)

وفی مودۃ القربیٰ عن انس بن مالک عن زید بن علیؑ بن الحسینؑ عن ابیہ عن جدہ رضی اللہ عنہم قال کان النبیؐ یاتی کل یوم باب فاطمہؑ عند صلوۃ الفجر فیقول " الصّلوۃ یا اھل بیت النبوۃ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا" تسعۃ اشھر بعد ما نزلت وامر اھلک بالصلوۃ واصطبر علیھا وروی ھذا الخبر اکثر من ثلثمأۃ صحابیۃ۔

(ینابیع المودۃ صـ۱۷۴)

آٹھویں آیت

(حضرت رسولؐ کو خدا کا ایک اہم حکم)

خدا فرماتا ہے :۔(اے رسول) "اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دیجئے اور خود بھی اس کے پابند رہئے۔ ہم آپ سے روزی تو طلب کرتے نہیں (بلکہ) ہم تو خود آپ کو روزی دیتے ہیں اور پرہیزگاری کا انجام تو بخیر ہے"

○

انس بن مالک نے حضرت زید سے، انھوں نے اپنے پدر بزرگوار حضرت علیؑ ابن الحسینؑ سے، انھوں نے اپنے جد سے روایت کی ہے کہ اس آیت (کہ اے رسولؐ اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دیجئے اور خود بھی اس کے پابند رہئے) کے نازل ہونے کے بعد آنحضرتؐ نو مہینے تک (برابر) نماز صبح کے وقت حضرت فاطمہؑ کے دروازہ پر آتے تھے اور فرماتے تھے "اے اہل بیت نبوت نماز پڑھو بے شک خدا چاہتا ہے کہ تم کو ہر طرح کی برائیوں سے دور رکھے اور جو پاک و پاکیزہ رکھنے کا حق ہے ویسا ہی پاک و پاکیزہ رکھے" اس حدیث کو تین سو سے زیادہ صحابہ نے بیان کیا ہے۔

(ینابیع المودۃ ص ۱۶۴)

○

۹

قولہ تعالیٰ :- انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا ۝

(پارہ ۔ ۲۲ ۔ احزاب ۔ آیت ۳۳)

○

عن الباقرؑ نزلت ھذہ الآیۃ فی رسول اللہؐ وعلیؑ بن ابیطالب وفاطمۃؑ والحسنؑ والحسینؑ وذلک فی بیت ام سلمۃ زوجۃ النبیؐ فدعا رسول اللہ امیر المومنینؑ وفاطمۃؑ والحسنؑ والحسینؑ ثم البسھم کساءلہ خیبریا و دخل معھم فیہ ثم قال " اللھم ھؤلاء اھل بیتی الذین وعدتنی فیھم ما وعدتنی اللھم اذھب عنھم الرجس وطھرھم تطھیرا" فقالت ام سلمۃ وانا معھم یا رسول اللہ" قال " البشری یا ام سلمۃ فانک الی خیر"

(تفسیر صافی)

○

اخرج احمد عن ابی سعید الخدری " انھا نزلت فی خمسۃ النبیؐ وعلیؑ وفاطمۃؑ والحسنؑ والحسینؑ"

(صواعق محرقہ ص ۱۴۱)

نویں آیت

(آیۂ تطہیر)

خدا فرماتا ہے:۔ "اے پیغمبر کے اہل بیت خدا تو بس یہ چاہتا ہے کہ تم کو ہر طرح کی برائی سے دور رکھے اور جو پاک و پاکیزہ رکھنے کا حق ہے ویسا ہی پاک و پاکیزہ رکھے"۔

○

حضرت امام محمد باقرؑ فرماتے ہیں کہ یہ آیت رسولؐ اللہ، علیؑ بن ابی طالب، فاطمہؑ، حسنؑ اور حسینؑ علیہم السّلام کی شان میں نازل ہوئی۔ یہ آیت آنحضرتؐ کی زوجہ ام المومنین حضرت ام سلمہ کے گھر میں نازل ہوئی (جب یہ آیت نازل ہوئی) تو آنحضرتؐ نے امیر المومنینؑ، حضرت فاطمہؑ، حضرت حسنؑ اور حضرت حسینؑ کو بلایا اور اپنی خیبری چادر ان کو اڑھائی اور خود بھی ان حضرات کے ساتھ اس چادر میں داخل ہوئے اور فرمایا "اے خدایہی میرے اہل بیت ہیں جن کے بارے میں تو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے جو کچھ بھی تو نے وعدہ کیا ہے۔ اے خدا ان کو ہر طرح کی برائی سے دور رکھ اور ان کو پاک و پاکیزہ رکھ جو حق ہے پاک و پاکیزہ رکھنے کا" حضرت ام سلمہ نے پوچھا "یا رسول اللہ کیا میں بھی ان حضرات کے ساتھ (اہل بیت میں داخل) ہوں؟" آنحضرت نے فرمایا (نہیں لیکن) "اے ام سلمہ تم کو خوش خبری ہے کہ تمہارا انجام بخیر ہے" (تفسیر صافی)

○

حضرت ابو سعید خدری روایت کرتے ہیں کہ یہ آیت پانچ حضرات (یعنی) حضرت نبیؐ حضرت علیؑ حضرت فاطمہؑ، حضرت حسنؑ اور حضرت حسینؑ کی شان میں نازل ہوئی۔

(صواعق محرقہ ص ۱۲۱)

۱۹

قولہ تعالیٰ :- "قل لا اسئلکم علیہ اجرًا الا المودۃ فی القربیٰ ۝"
(پارہ ۲۵ - شوریٰ آیت ۲۳)

۝

فی الکافی عن الصادقؑ "انہا نزلت فینا خاصۃً فی اھل البیت فی علیؑ و فاطمہؑ والحسنؑ والحسینؑ اصحاب الکساء"
(تفسیر صافی)

۝

الحاکم عن ابن عباس ان ھذہ الآیۃ لما نزلت قالوا یارسول اللہ من قرابتک ھؤلاء الذین وجبت علینا مودتہم قال علیؑ و فاطمہؑ و ابناھما"

(صواعق محرقہ ص ۱۶۸)

۝

دسویں آیت

(آیۂ مودت)

خدا فرماتا ہے: "(اے رسولؐ! مسلمانوں سے) کہہ دیجئے کہ میں اس تبلیغ رسالت کا اپنے قرابت داروں (اہل بیت) کی محبت کے سوا تم سے کوئی صلہ نہیں مانگتا"

کافی میں حضرت امام جعفر صادقؑ سے روایت ہے (آپ نے فرمایا) "یہ آیت خاص طور سے ہم اہل بیت کی شان میں نازل ہوئی۔ (یہ آیت) اہل بیت اور اصحاب کساء یعنی حضرت علیؑ، حضرت فاطمہؑ، حضرت حسنؑ، اور حضرت حسینؑ کی شان میں نازل ہوئی۔

(تفسیر صافی)

حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو لوگوں نے پوچھا "یا رسولؐ اللہ آپ کے وہ کون سے قرابت دار ہیں جن کی محبت ہم سب پر فرض ہے؟" آنحضرت نے فرمایا "وہ علیؑ، فاطمہؑ، اور ان دونوں کے بیٹے (حسنؑ اور حسینؑ) ہیں"

(صواعق محرقہ صہ ۱۶۸)

(۱۱)

قولہ تعالیٰ:- وجعلها كلمةً باقيةً في عقبه لعلهم يرجعون ۝

(پارہ ۲۵- زخرف آیت ۲۸)

○

في المناقب ان النبیؐ سئل عن هذه الآية فقال "الامامة في عقب الحسینؑ يخرج من صلبه تسعة من الائمة منهم مهدي هذه الامة "

(تفسیر صافی)

○

عن ثابت الثمالي عن علي بن الحسینؑ قال "جعل الامامة في عقب الحسینؑ الى يوم القيامة "

(ینابیع المودة ص۱۱۷)

○

گیارہویں آیت

(امامت صلب امام حسینؑ میں)

خدا فرماتا ہے:۔ "اور اسی ایمان کو ابراہیمؑ اپنی اولاد میں ہمیشہ باقی رہنے والی بات چھوڑ گئے تاکہ وہ خدا کی طرف رجوع کریں"

○

حضرت نبیؐ سے اس آیت کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا۔ "امامت حضرت حسینؑ کی صلب میں (باقی) رہے گی۔ اور آپ کی صلب سے نو امام پیدا ہوں گے جن میں سے آخری اس امت کے مہدیؑ ہوں گے"

(تفسیر صافی)

○

ثابت ثمالی نے حضرت علی بن الحسینؑ سے روایت کی ہے کہ (خدا نے) امامت کو امام حسینؑ کی صلب میں قیامت تک کے لئے قرار دیا ہے

(ینابیع المودۃ ص۱۱۷)

○

۱۲

قولہ تعالیٰ:۔"فما بکت علیہم السّماء والارض وما کانوا منظرین۝"

(پارہ ۲۵۔ دخان۔ آیت ۲۹)

عن امیرالمومنینؑ قال "ما بکت السّماء والارض الّا علی یحیی بن زکریا وعلی الحسین بن علی"، وفی المجمع عن الصادقؑ قال "بکت السّماء علی یحیی بن زکریا وعلی الحسین بن علی اربعین صباحاً ولم تبک الّا علیہما" قیل "فما بکاءہما؟" قال "کانت تطلع حمراء وتغیب حمراء"

(تفسیر صافی)

بارہویں آیت

(آسمان اور زمین صرف حضرت یحییٰؑ اور حضرت حسینؑ پر روئے)

خدا فرماتا ہے: "تو ان لوگوں پر آسمان اور زمین کو بھی رونا نہ آیا اور نہ ہی انھیں مہلت دی گئی"

(اس آیت کی تفسیر میں صحیح مسلم میں لکھا ہے کہ جب حضرت امام حسینؑ شہید ہوئے تو اس مصیبت پر آسمان بھی رویا اور آسمان کا رونا اس کا سرخ ہو جانا ہی)

○

حضرت امیرالمومنینؑ سے روایت ہی کہ "آسمان اور زمین صرف حضرت یحییٰؑ ابن زکریا اور حضرت حسینؑ ابن علیؑ پر روئے"، حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا "آسمان چالیس روز تک حضرت یحییٰؑ ابن زکریاؑ اور حضرت حسینؑ بن علیؑ پر رویا کیا اور ان دونوں حضرات کے علاوہ اور کسی پر نہیں رویا"، لوگوں نے پوچھا "آسمان کے رونے سے کیا مطلب ہے؟" فرمایا "آسمان کے رونے سے مراد اس کا سرخ ہونا ہے۔ اسی لئے سورج کے نکلتے اور ڈوبنے کے وقت اس کا رنگ سرخ رہتا ہے۔"

(تفسیر صافی)

(۱۳)

قولہ تعالیٰ:۔ ووصینا الانسان بوالدیہ احسانا حملتہ امہ کرہا ووضعتہ کرہا وحملہ وفصالہ ثلثون شہرا حتی اذا بلغ اربعین سنۃً قال رب اوزعنی ان اشکر نعمتک التی انعمت علی وعلی والدی وان اعمل صالحًا ترضہ واصلح لی فی ذریتی انی تبت الیک وانی من المسلمین ٥

(پارہ ۔ ۲۶ ۔ احقاف آیت ۱۵)

عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال لما حملت فاطمۃ علیہا السلام بالحسینؑ جاء جبرئیل الی رسول اللہؐ فقال ان فاطمۃ تلد غلاماً تقتلہ امتک من بعدک فلما حملت فاطمۃ بالحسینؑ کرہت حملہ وحین وضعتہ کرہت وضعہ۔ ثم قال ابو عبد اللہ لم ترفی الدنیا ام تلد غلامًا تکرہہ ولکنہا کرہتہ لما علمت انہ سیقتل وفیہ نزلت ہذہ الآیۃ " ووصینا الانسان بوالدیہ احسانا۔ حملتہ امہ کرہا ووضعتہ کرہا وحملہ وفصالہ ثلثون شہرًا "

(تفسیر صافی)

تیرھویں آیت
(ولادت حسینؑ کے متعلق)

خدا فرماتا ہے :۔ "اور ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرنیکا حکم دیا (کیونکہ) اسکی ماں نے رنج ہی کی حالت میں اس کو پیٹ میں رکھا اور رنج ہی سے اس کو جنا اور اس کا پیٹ میں رہنا اور اس کی دودھ بڑھائی کے تیس مہینے ہوئے یہاں تک کہ جب اپنی پوری جوانی کو پہونچتا اور چالیس برس (کے سن) کو پہونچتا ہے تو (خدا سے) عرض کرتا ہے۔ پروردگار تو مجھے توفیق عطا فرما کہ تونے جو احسانات مجھ پر اور میرے والدین پر کیے ہیں۔ میں ان احسانوں کا شکریہ ادا کروں۔ اور یہ (بھی توفیق دے) کہ میں ایسا نیک کام کروں جسے تو پسند کرے اور میرے لئے میری اولاد میں صلاح و تقوی پیدا کر میں تیری طرف رجوع کرتا ہوں اور میں یقیناً فرمانبرداروں میں ہوں"

(۵)

حضرت صادق آل محمد علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب امام حسینؑ حضرت فاطمہؑ کے بطن مبارک میں تشریف لائے تو جبرئیل امینؑ حضرت رسولؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا "یا رسول اللہ! حضرت فاطمہؑ سے ایک فرزند ہوگا جس کو آپ کی امت آپ کے بعد شہید کر ڈالے گی۔ چنانچہ جب امام حسینؑ حضرت فاطمہ کے بطن مبارک میں تشریف لائے تو آپ کو بہت شاق گذرا اور جب امام حسینؑ پیدا ہوئے اس وقت بھی آپ بہت رنجیدہ ہوئیں۔ امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں دنیا میں کوئی ماں اپنے بچے کی پیدائش پر رنجیدہ نہیں ہوتی لیکن حضرت فاطمہ (امام حسینؑ کی پیدائش پر) رنجیدہ ہوئیں۔ کیونکہ آپ جانتی تھیں کہ امام حسینؑ شہید کر دیئے جائینگے۔ اسی سلسلہ میں (امام حسینؑ کی شان میں) یہ آیت نازل ہوئی۔

(تفسیر صافی)

(۱۴)

قولہ تعالیٰ :" مرج البحرین یلتقیان ہ بینہما برزخ لا یبغیان ہ فبای الاء ربکما تکذبان ہ

(پارہ - ۲۷ ، رحمٰن ، آیت - ۱۹)

في المجمع عن سلمان الفارسی " ان البحرین علیؑ وفاطمہؑ و البرزخ محمدؐ واللؤلوء والمرجان الحسنؑ والحسینؑ "

(تفسیر صافی)

عن انس بن مالکؓ فی قولہ تعالےٰ مرج البحرین یلتقیان قال علیؑ وفاطمہ رضی اللہ عنہما یخرج منہما اللولوء والمرجان قال الحسنؑ والحسینؑ " (رواہ صاحب کتاب الدرر؟)

(نور الابصار ص ۱۱۲)

چودہویں آیت

(لولوء اور مرجان)

خدا فرماتا ہے :۔ "اس نے دو دریا بہائے جو باہم مل جاتے ہیں۔ دونوں کے درمیان ایک حد فاصل (آڑ) ہے جس سے تجاوز نہیں کر سکتے۔ (اے جن وانس) تم دونوں اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے۔ ان دونوں دریاؤں سے موتی اور مونگے نکلتے ہیں،،

○

حضرت سلمان فارسی سے روایت ہے کہ "دو دریا حضرت علیؑ اور حضرت فاطمہؑ، برزخ حضرت محمدؐ اور موتی اور مونگے حضرت حسنؑ اور حضرت حسینؑ ہیں۔

(تفسیر صافی)

○

حضرت انس بن مالک اس آیت کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ "دونوں دریا سے مراد حضرت علیؑ اور حضرت فاطمہؑ ہیں اور موتی اور مونگے سے مراد حضرت حسنؑ اور حضرت حسینؑ ہیں،، (اس روایت کو صاحب کتاب درر نے نقل کیا ہے)

(نورالابصار ص ۱۱۲)

(۱۵)

قولہ تعالیٰ :- یاآیتہا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی ۝

(پارہ- ۳۰- فجر- آیت ۳۰-۲۷)

○

عن الصادقؑ اقرؤا سورۃ الفجر فی فرائضکم ونوافلکم فانہا سورۃ الحسین بن علیؑ من قراہا کان معہ الحسینؑ یوم القیامۃ فی درجتہ من الجنۃ،،

(تفسیر صافی)

(۲)

(پندرھویں آیت)

(سورہ فجر امام حسینؑ کا سورۃ ہے)

خدا فرماتا ہے:۔ "اے اطمینان پانے والی جان اپنے پروردگار کی طرف چل تو اس سے خوش وہ تجھ سے راضی تو میرے (خاص) بندوں میں شامل ہو جا اور میری بہشت میں داخل ہو جا"

حضرت صادقؑ آل محمدؐ نے (لوگوں سے) فرمایا " اپنی واجبی اور سنتی نمازوں میں سورہ فجر پڑھا کرو کیونکہ یہ سورہ حضرت حسینؑ بن علیؑ کا سورہ ہے۔ جو اس سورہ کو پڑھے گا وہ قیامت کے دن جنت میں حضرت امام حسینؑ کے ساتھ ان کے درجہ میں ہوگا۔

(تفسیر صافی)

باب دوم (احادیث)

امام حسین علیہ السلام کی شخصیت رسولؐ عالم کی نگاہ میں

عن جابر بن عبد اللہ قال سمعت رسولؐ اللہ یقول "من سرّہ ان ینظر الی سید شباب اھل الجنۃ فلینظر الی الحسینؑ بن علیؑ"

حضرت جابر بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت رسولؐ کو فرماتے ہوئے سُنا "جو اہل جنت کے سردار کو دیکھ کر خوش ہونا چاہیے اس کو چاہیے کہ حسینؑ بن علیؑ کو دیکھے"

(نور الابصار صہ ۱۲۶)

(۱۶)

ابن عباس والصادقؑ ان الحسینؑ لما ولد امر اللہ جبرئیل ان یہبط فی الف من الملائکۃ فیہنی رسول اللہؐ من اللہ تعالیٰ ومن جبرئیل قال فہبط جبرئیل فمر علی جزیرۃ فی البحر فیہا ملک یقال لہ فطرس فکان من الحملۃ فبعثہ اللہ فی شی فابطاء علیہ فکسر جناحہ والقاہ فی تلک الجزیرۃ فعبد اللہ سبعمائۃ عام حتی ولد الحسینؑ فقال الملک لجبرئیل این ترید قال ان اللہ عزوجل انعم علی محمد بنعمۃ فبعث اہنیہ من اللہ ومنی فقال یا جبرئیل احملنی معک لعل محمداً یدعو لی قال فحمل فلما دخل جبرئیل علی النبیؐ ہناہ من اللہ ومنہ واخبرہ بحال فطرس فقال لہ النبیؐ قل یتمسح بہذا المولود وعد الی مکانک قال فتمسح فطرس بالحسینؑ وارتفع"

(مناقب جلد۲ صفحہ۸۰)

○

۱۶

(خدا اور ملائکہ کی رسولؐ کریم کو مبارکبادی)

حضرت ابن عباس اور حضرت صادق آل محمدؐ سے روایت ہے کہ جب حضرت حسینؑ پیدا ہوئے تو خدا نے حضرت جبرئیل کو حکم دیا کہ وہ ایک ہزار فرشتوں کو ساتھ لے کر بارگاہ رسولؐ میں جائیں اور خدا کی طرف سے اور اپنی طرف سے رسول کریمؐ کو مبارکبادی پیش کریں۔ جبرئیل (گروہ ملائکہ کے ساتھ) زمین کی طرف آرہے تھے کہ ان کا گذر سمندر کے ایک جزیرہ کی طرف سے ہوا۔ اس جزیرہ میں ایک فرشتہ تھا جس کا نام فطرس تھا جو حاملان عرش سے تھا۔ اس کو خدا نے کسی کام کے لئے بھیجا تھا لیکن اس نے تعمیل حکم میں تاخیر کی اس لئے (اس پر عتاب ہوا) خدا نے اس کے بازو توڑ دیئے اور اس جزیرہ میں پھینک دیا۔ وہ (فرشتہ) سات سو برس تک خدا کی عبادت کرتا رہا یہانتک کہ امام حسینؑ پیدا ہوئے تو اس نے حضرت جبرئیل (کو گروہ ملائکہ کے ساتھ زمین پر اترتے ہوئے دیکھ کر ان) سے پوچھا "کہاں جا رہے ہو؟" حضرت جبرئیل نے جواب دیا "خداوند عالم نے حضرت محمدؐ کو اپنی نعمت سے سرفراز فرمایا ہے (حضرت محمدؐ کے نواسہ حضرت حسینؑ پیدا ہوئے ہیں) خدا نے مجھے بھیجا ہے کہ میں خدا کی طرف سے اور اپنی طرف سے

حضرت محمدؐ کی خدمت میں مبارک بادی پیش کروں" فطرس نے کہا "اے جبرئیل اپنے ساتھ مجھے بھی لے چلو۔ امید ہے کہ حضرت محمدؐ میرے لیئے دعا فرمائیں گے"، حضرت جبرئیل نے اس فرشتہ کو اپنے ساتھ لے لیا اور رسول کریمؐ کی بارگاہ میں پہونچ کر (ولادت حسینؑ کی خوشی میں) خدا کی طرف سے اور اپنی طرف سے مبارک بادی پیش کی اور فطرس کی حالت بھی بیان کی۔ حضرت نبیؐ نے فرمایا "فطرس سے کہو اپنا جسم اس مولود (حضرت حسینؑ) کے جسم سے مس کرے اور (ملاء اعلیٰ میں) اپنی جگہ پر واپس جائے" فطرس نے اپنے جسم کو امام حسینؑ کے جسم سے مس کیا اور (یہ کہتا ہوا کہ کون میری برابری کر سکتا ہے۔ میں تو حسینؑ کا آزاد کردہ ہوں) پرواز کر گیا۔

(مناقب جلد ۴ صـ۸۰)

○

(۱۷)

اخرج البخاری عن ابن عمر قال قال رسول اللہ ؐ ھما ریحانتای من الدنیا یعنی الحسنؑ والحسینؑ "

○

انس بن مالک یقول سئل رسول اللہ ای اھل بیتک احب الیک قال "الحسنؑ والحسینؑ" وکان یقول لفاطمۃ "ادعی لی ابنی" فیشمھما ویضمھما '

○

عن یعلی بن مرّہ قال قال رسول اللہ[۱۵] "حسینؑ منی وانا من الحسینؑ احب اللہ من احب حسینا"

(ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۲۴)

۱۷

(حسنؑ اور حسینؑ گلہائے رسالت کی خوشبو ہیں)

بخاری نے حضرت ابن عمر سے روایت کی ہے کہ حضرت نبیؐ نے فرمایا "حسنؑ اور حسینؑ میری دنیا کی خوشبو ہیں"

انس بن مالک روایت کرتے ہیں کہ رسولؐ اللہ سے پوچھا گیا کہ اہل بیت میں کون سب سے زیادہ آپ کو محبوب ہے؟" فرمایا "حسنؑ اور حسینؑ" آپ اکثر حضرت فاطمہؑ سے فرمایا کرتے تھے "میرے دونوں بیٹوں کو لاؤ" (جب حسنؑ اور حسینؑ آجاتے تھے تو) آپ ان کی خوشبو سونگھتے تھے اور ان کو سینہ سے لگاتے تھے۔

یعلی ابن مرہ کہتے ہیں کہ رسولؐ اللہ نے فرمایا "حسینؑ مجھ سے ہیں اور میں حسینؑ سے ہوں۔ جو حسینؑ کو دوست رکھتا ہے۔ اس کو خدا دوست رکھتا ہے"

(ترمذی جلد دوم صفحہ ۲۴۰)

۱۸

عن ابی سعید الخدری قال قال رسول اللہ " الحسن و الحسین سید اشباب اہل الجنۃ"

(ترمذی - جلد ۲ ص۲۲۰)

اخرج احمد والترمذی والنسائی وابن حبان عن حذیفۃ ان النبی قال لہ "اما رأیت العارض الذی عرض لی قبل ذلک ھو ملک من الملائکۃ لم یہبط الی الارض قط قبل ھذہ اللیلۃ استاذن ربہ عزوجل ان یسلم علی ویبشرنی ان الحسن والحسین سید اشباب اہل الجنۃ وان فاطمۃ سیدۃ نساء اہل الجنۃ"

(صواعق محرقہ ص۱۸۹)

(۱۸)

(حسنؑ اور حسینؑ جوانانِ اہل جنت کے سردار ہیں)

ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا "حسنؑ اور حسینؑ جوانان اہل جنت کے سردار ہیں"

(ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۲۱)

احمد، ترمذی، نسائی، اور ابن حبان حضرت حذیفہ سے روایت کرتے ہیں۔ (حضرت حذیفہ کہتے ہیں) کہ ان سے حضرت نبیؐ نے فرمایا "کیا تم نے اس آنے والے کو نہیں دیکھا جو (کچھ دیر) پہلے میرے پاس آیا تھا۔ وہ فرشتوں میں سے ایک فرشتہ تھا جو اس رات سے پہلے کبھی زمین پر نہ اترا تھا۔ اس فرشتہ نے خدا سے اجازت مانگی کہ وہ (زمین پر آکر) مجھے سلام کرے اور خوش خبری دے کہ حسنؑ اور حسینؑ جوانانِ اہل جنت کے سردار ہیں اور حضرت فاطمہؑ جنت کی عورتوں کی سردار ہیں"

(صواعق محرقہ صفحہ ۱۸۹)

۱۹

عن عمران بن سلیمان قال الحسنؑ والحسینؑ اسمان من اسماء اھل الجنۃ ما سمیت العرب بھما فی الجاھلیۃ

(صواعق محرقہ ص۱۹۰)

○

عن ابی ھریرۃ قال قدم راھب فقال "دلونی الی منزل فاطمۃؑ قال فدلوہ علیھا فقال لھا یا بنت رسول اللہ اخرجی الی ابنیک فاخرجت الیہ الحسن والحسین فجعل یقبلھما ویبکی ویقول اسمھما فی التوراۃ شبر وشبیر، وفی انجیل طاب وطیب، ثم سئل عن صفۃ النبیؐ فلما ذکروہ قال" اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمداً رسول اللہ"۔

(مناقب جلد ۲ ص۲۲۰)

(۱۹)

(حسنؑ اور حسینؑ اہل جنت کے نام ہیں)

عمران بن سلیمان سے روایت ہے کہ (رسولؐ نے فرمایا) "حسنؑ اور حسینؑ جنت کے ناموں میں سے دو نام ہیں۔ عرب زمانۂ جاہلیت میں (ان دونوں ناموں سے ناواقف تھے اور) حسنؑ اور حسینؑ کسی کا نام نہیں رکھتے تھے"۔

(صواعق محرقہ صـ۱۹۰)

○

ابوہریرہ سے روایت ہے کہ ایک راہب آیا اور اس نے کہا "لوگو مجھے حضرت فاطمؑ کے گھر کا پتہ بتاؤ" لوگوں نے پتہ بتا دیا (وہ حضرت فاطمہؑ کے عصمت کدہ پر حاضر ہوا اور آواز دی) "اے رسولؐ اللہ کی صاحبزادی۔ اپنے دونوں بیٹوں کو میرے پاس بھیج دیجئے" حضرت فاطمہؑ نے حسنؑ اور حسینؑ کو راہب کے پاس بھیج دیا۔ راہب نے دونوں کی پیشانی کا بوسہ دیا اور رویا اور کہنے لگا "ان دونوں کے نام توریت میں شبر و شبیر ہیں اور انجیل میں طاب و طیب"، پھر اس نے حضرت نبیؐ کے صفات پوچھے۔ جب لوگوں نے ذکر کیا تو (وہ مسلمان ہو گیا اور) کہا "میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے اور محمدؐ اللہ کے رسول ہیں"۔

(مناقب جلد ۳، صـ۷۲)

○

۲۰

فی روایہ ابی لہیعۃ المصری قال سالت الجنۃ ربہا ان یزین ارکانہا فاوحی اللہ تعالیٰ الیہا انی قد زینتک بالحسنؑ والحسینؑ فزادت الجنۃ سروراً بذالک،،

(مناقب جلد ۴ صـ۷۱)

عن ابن عمر قال قالؐ اذا کان یوم القیامۃ زین عرش رب العالمین بکل زینۃٍ ثم یوتیٰ بمنبرین من نورٍ فیوضع احدہما عن یمین العرش والاخر عن یسار العرش ثم یوتیٰ بالحسنؑ والحسینؑ فیقوم الحسنؑ علی احدہما والحسینؑ علی الاخر یزین الرب تبارک و تعالیٰ بہما عرشہ،

(مناقب جلد۔۴۔صـ۷۱)

۲۰

(حسنؑ اور حسینؑ جنت کی زینت ہیں)

ابی لھیعہ مصری سے روایت کی ہے کہ جنت نے خدا سے عرض کیا کہ وہ اس کے ارکان کو آراستہ کر دے خدا نے فرمایا "(اے جنت) میں نے تجھے حسنؑ اور حسینؑ سے آراستہ کیا"، (یہ سنکر) جنت کی خوشی کی انتہا نہ رہی

حضرت عبداللہ بن عمر کہتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا "قیامت کے دن عرش خدا سنوارا جائے گا۔ پھر دو نور کے منبر ایک عرش کے داہنے جانب اور دوسرا بائیں جانب رکھ دیئے جائیں گے۔ پھر حضرت حسنؑ اور حضرت حسینؑ تشریف لائیں گے۔ ایک منبر پر حضرت حسنؑ اور دوسرے پر حضرت حسینؑ جلوہ افروز ہوں گے۔ اس طرح خدا ان دونوں سے عرش کی زینت دے گا"

(مناقب جلد ۲۔ ص ۲۱)

(۲۱)

عن محمد بن علی قال اذنب رجل ذنباً فی حیوٰۃ رسول اللہ فتغیب حتی وجد الحسنؑ والحسینؑ فی طریق خال فاخذ ہما فاحتملھما علی عاتقیہ واتی بہما النبیؐ فقال یا رسول اللہ انی مستجیر باللہ وبہما فضحک رسول اللہؐ حتی رد یدہ الی فمہ ثم قال للرجل اذھب فانت طلیق وقال للحسنؑ و الحسینؑ قد شفعتکما فیہ فانزل اللہ تعالےٰ " ولو انہم اذ ظلموا انفسہم جاؤک فاستغفروا اللہ واستغفر لہم الرسول لوجدوا اللہ تواباً رحیما "

(بحار جلد ۱۰ ص۸۹)

○

(۲۱)

(حسنؑ اور حسینؑ ذریعہ نجات ہیں)

حضرت محمد بن علی سے روایت ہے کہ زمانۂ حیات رسولؐ میں ایک شخص نے ایک جرم کا ارتکاب کیا اور (رسولؐ کی خدمت میں حاضر ہونیکی جرأت نہ ہوئی اسلئے) روپوش ہوگیا۔ (ایک روز) اس نے حضرت حسنؑ اور حضرت حسینؑ کو تنہا راستہ میں پایا۔ دونوں شہزادوں کو اپنے کاندھے پر بٹھا کر آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا "یا رسول اللہ میں خدا اور ان دونوں شہزادوں کا واسطہ دے کر پناہ مانگتا ہوں۔" (یہ سن کر) رسول اللہؐ ہنس پڑے یہاں تک کہ آپ نے اپنا دست مبارک اپنے منہ پر رکھ لیا اور اس شخص سے فرمایا "جا تو آزاد ہے"۔ اور حضرت حسنؑ اور حضرت حسینؑ سے فرمایا "میں نے تم دونوں کو اس شخص کی شفاعت کا ذریعہ بنایا۔" اس واقعہ پر خدا نے یہ آیت نازل فرمائی "(اے رسولؐ) اگر یہ لوگ اپنے نفسوں پر ظلم کریں اور آپ کے پاس آئیں اور اللہ اور رسولؐ سے مغفرت طلب کریں تو بے شک وہ خدا کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے۔"

(بحار جلد ۱۰ ص ۸۹)

۴۲

اخرج الطبرانی عن فاطمۃؓ ان النبیؐ قال" اما حسنؑ فله هیبتی وسودتی واما حسینؑ فان له جرأتی وجودی "

(صواعق محرقہ ص ۱۹۰)

روی ابن عساکر عن فاطمۃؓ بنت رسولؐ الله انها اتت بابنیها فقالت یارسولؐ الله هذان ابناك فورثهما شیئاً فقال" اما الحسنؑ فقد نحلته حلمی وهیبتی واما الحسینؑ فقد نحلته نجدتی وجودی "

(نور الابصار ص ۱۲۶)

عن هانی بن هانی عن علیؑ قال" کان الحسنؑ اشبه برسولؐ الله ما بین الصدر الی الراس والحسینؑ اشبه برسولؐ الله ما کان اسفل من ذلك "

(ترمذی جلد ۲ ص ۲۲۰)

(۲۲)

(حسینؑ حامل صفات رسولؐ)

طبرانی نے حضرت فاطمہؑ سے روایت کی ہے کہ نبیؐ نے فرمایا "حسنؑ میں میری ہیبت اور سیادت ہے اور حسینؑ میں میری جرأت اور سخاوت ہے"

(صواعق محرقہ صفحہ ۱۹۰)

○

ابن عساکر نے حضرت فاطمہؑ بنت رسولؐ اللہ سے روایت کی ہے کہ حضرت فاطمہؑ اپنے دونوں بیٹوں کو لے کر رسولؐ اللہ کی خدمت میں تشریف لائیں اور عرض کیا "اے خدا کے رسولؐ یہ دونوں آپ کے فرزند ہیں ان دونوں کو اپنے صفات کا وارث بنائیے" آنحضرت نے فرمایا "میں نے حسنؑ کو اپنا حلم اور اپنی ہیبت عطا کی اور حسینؑ کو اپنی شجاعت اور اپنی سخاوت سے سرفراز کیا"

(نور الابصار صفحہ ۱۱۱)

○

ہانی بن ہانی حضرت علیؑ سے روایت کرتے ہیں (حضرت علی نے) فرمایا "حسنؑ سر سے لیکر سینہ تک رسولؐ اللہ سے مشابہ تھے اور حسینؑ سینہ سے لے کر نیچے (قدم) تک رسولؐ اللہ سے مشابہ تھے"

(ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۲۰)

(۲۳)

اخرج ابو الشیخ " ایھا الناس ان الفضل والشرف والمنزلۃ والولایہ لرسول اللہ وذریتہ فلاتذھبن بکم الاباطیل"

(صواعق محرقہ ص۱۷۲)

○

وورد انہ صلی اللہ علیہ وسلم قال "من احب ان ینساء ای یوخر فی اجلہ وان یمتع بما خولہ اللہ فلیخلفنی فی اھلی خلافۃ حسنۃ فمن لم یخلفنی فیھم بترعمرہ وورد علی یوم القیامۃ مسودًا وجھہ"

(صواعق محرقہ ص۱۸۲)

○

٢٣

فضیلت، شرافت، منزلت اور ولایت رسولؐ اور ذریت رسولؐ کیلئے ہے

ابو شیخ نے نقل کیا ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا "اے لوگو! فضیلت، شرافت، منزلت اور ولایت (صرف) رسول اللہؐ اور ان کی ذریت کے لئے ہے لہذا کہیں باطل تم کو گمراہ نہ کر دے"!

(صواعق محرقہ ص ١٧٢)

ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا "جو چاہتا ہو کہ اس کی موت دیر میں آئے اور وہ نعمات خداوندی سے فائدہ اٹھاتا رہے اس کو چاہئے کہ میرے اہل بیت کے ساتھ اچھا سلوک کرے (ان کی حیات میں ان کی پیروی کرے اور ان کے وصال کے بعد ان کے بتائے ہوئے طریقوں پر چلے) جس نے میرے اہل بیت کے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا اس کی عمر کم ہو جائے گی اور قیامت میں وہ میرے پاس اس طرح آئے گا کہ اس کا چہرہ سیاہ ہوگا"!

(صواعق محرقہ ص ١٨٢)

(۴۲)

عن طاؤس الیمانی ان الحسینؑ بن علیؑ کان اذا جلس فی المکان المظلم یھتدی الیہ الناس ببیاض جبینہ و نحرہ فان رسول اللہ کان کثیرا ما یقبل جبینہ و نحرہ وان جبرئیل نزل یوماً فوجد الزھراءؑ نائمۃ والحسین فی مھدہ یبکی فجعل یناغیہ و یسلیہ حتی استیقظت فسمعت صوت من یناغیہ فالتفتت فلم ترا احداً فاخبرھا النبیؐ انہ کان جبرئیل"

(بحار جلد ۱۰ صـ ۱۴۲)

(۲۴)

حسینؑ اور جبرئیل!

طاؤس یمانی روایت کرتے ہیں کہ اگر حضرت حسینؑ بن علیؑ کسی تاریک جگہ پر تشریف رکھتے تو (وہاں اجالا ہو جاتا اور) لوگ آپ کے چہرہ اور گردن کی روشنی سے آپ تک پہونچ جاتے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ رسولؐ اللہ اکثر آپ کی پیشانی اور گردن کے بوسہ لیا کرتے تھے۔ ایک روز جبریل امین (خانہ حضرت فاطمہؑ میں) آئے۔ دیکھا حضرت فاطمہؑ محو خواب ہیں اور حضرت حسینؑ گہوارہ میں رو رہے ہیں۔ جبریل نے حضرت حسینؑ کو بہلانا اور تسلی دینا شروع کیا۔ جب حضرت فاطمہؑ بیدار ہوئیں تو سنا کہ کوئی حضرت حسینؑ کو بہلا رہا ہے آپ نے ادھر ادھر دیکھا مگر کسی کو نہ پایا۔ حضرت نبیؐ نے آپ کو بتایا کہ "وہ (حسین کے بہلانے والے) جبریل امین تھے"۔

(بحار جلد ۱۰ صفحہ ۱۲۲)

۲۵

صح انہ صلعم قال "والذی نفسی بیدہ لا یبغضنا اہل البیت احد الا ادخلہ اللہ النار"۔ "واخرج احمد "من ابغض اہل البیت فہو منافق"

(صواعق محرقہ ص ۱۷۲)

اخرج الترمذی وابن ماجہ وابن حبان والحاکم ان رسولؐ اللہ قال "انا حرب لمن حاربہم وسلم لمن سالمہم"

(صواعق محرقہ ص ۱۸۵)

عن یزید بن ارقم ان رسولؐ اللہ قال لعلیؑ وفاطمہؑ و الحسنؑ والحسینؑ انا حرب لمن حاربتم وسلم لمن سالمتم"

(ترمذی ص ۲۷۶)

(۲۵)

(دشمن اہل بیت جہنمی ہے)

حضرت رسول اللہ نے فرمایا" اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ ہم اہل بیت سے جو بھی دشمنی کرے گا۔ خدا اسے جہنم میں بھیجے گا" اور احمد نے روایت کی ہے کہ (آنحضرتؐ نے فرمایا) جو اہل بیت سے بغض رکھے گا وہ منافق ہے"

(صواعق محرقہ ص۱۷۲)

○

ترمذی، ابن ماجہ، ابن حبان اور حاکم نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا "میں اس کے لئے جنگ ہوں جو میرے اہل بیت سے جنگ کرے اور اس کے لئے صلح ہوں جو ان کے ساتھ صلح و آشتی سے رہے۔ (صواعق محرقہ ص۱۸۵)

○

زید بن ارقم کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے حضرت علیؑ، حضرت فاطمہؑ، حضرت حسنؑ اور حضرت حسینؑ سے فرمایا "میں جنگ ہوں اس کے لئے جو تم سے جنگ کرے اور صلح ہوں اس کے لئے جو تم سے صلح کرے۔ (ترمذی ص۴۷۶)

○

(آخری حدیث جو ترمذی نے نقل کی ہے۔ اس میں آنحضرت کا خطاب صرف حضرت علیؑ، حضرت فاطمہؑ، حضرت حسنؑ اور حضرت حسینؑ سے ہے۔ یہ دلیل ہے کہ اہل بیت سے مراد یہی ذوات مقدسہ ہیں اور اہل بیت میں ازواج رسولؐ داخل نہیں۔ لہذا مذکورہ بالا حدیثوں میں جہاں جہاں کہیں اہل بیت کا لفظ ہے اس سے مراد یہی چار ذوات مقدسہ ہیں) (مؤلف)

(۳۶)

في كتاب بغداد ان ملكاً نزل من السماء على صفة الطير فقعد على يد النبي فسلم عليه بالنبوة وعلى يد علي فسلم عليه بالوصية وعلى يد الحسن والحسين فسلم عليهما بالخلافة فقال رسول الله لم لا تقعد على يد فلان فقال انا لا اقعد في ارض عصي عليها الله فكيف اقعد على يد غضب الله۔

(مناقب جلد ۲ ص۲۹)

○

قال رسول الله صلعم من احب الحسن والحسين فقد احبني ومن ابغضهما فقد ابغضني"

(سنن ابن ماجه ص۱۳)

○

(۴۶)

(رسول کریم اور ایک فرشتہ کی گفتگو)

کتاب معالم میں ہے کہ ایک فرشتہ ایک طائر کی شکل میں (زمین پر) اترا اور آنحضرت کے ہاتھ پر بیٹھ گیا اور آپ کو نبی کہکر سلام کیا۔ پھر حضرت علیؑ کے ہاتھ پر بیٹھا اور ان کو وصی کہکر سلام کیا پھر حضرت حسنؑ اور حضرت حسینؑ کے ہاتھوں پر بیٹھا اور ان کو خلیفہ کہکر سلام کیا" (ایک صحابی وہاں بیٹھے ہوئے تھے ان کو دیکھکر) آنحضرت نے (اس فرشتہ سے) پوچھا "تم فلاں شخص کے ہاتھ پر کیوں نہ بیٹھے؟" فرشتہ نے جواب دیا "میں اس زمین پر نہیں بیٹھتا جس پر خدا کی نافرمانی کی گئی ہو تو میں اس ہاتھ پر کیسے بیٹھ سکتا ہوں جس پر خدا کا غضب ہے"

(مناقب جلد ۴ ص۳۹)

○

آنحضرتؐ نے فرمایا "جس نے حسنؑ اور حسینؑ سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے ان دونوں سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا"

(سنن ابن ماجہ ص۱۳)

(۲۷)

عن جابر قال دخلت على النبیؐ والحسنؑ والحسینؑ علی ظهره وهو یجثوا بهما ویقول "نعم الجمل جملکما ونعم العدلان انتما"

○

عن عمر بن الخطاب قال رایت الحسنؑ والحسینؑ علی عاتقی رسول الله صلعم، فقلت نعم الفرس لکما فقال رسولؐ الله "ونعم الفارسان هما"

○

عن ابن مسعود قال حمل رسولؐ الله الحسنؑ والحسینؑ علی ظهره الحسنؑ علی اضلاعه الیمنی والحسینؑ علی اضلاعه الیسری ثم مشی وقال "نعم المطی مطیکما ونعم الراکبان انتما وابوکما خیر منکما"

(مناقب جلد ۴ ص۲۷)

○

(۲۷)

(سوارِ دوشِ رسولؐ)

حضرت جابر بن عبداللہ کہتے ہیں "میں (ایک روز) حضرت رسولؐ کی خدمت میں حاضر ہوا (دیکھا) حسنؑ اور حسینؑ آپ کی پشت پر سوار ہیں۔ آپ ان کو بہلاتے جاتے ہیں اور فرماتے جاتے ہیں "تم دونوں کا اونٹ کتنا بہترین اونٹ ہے اور تم دونوں کتنے اچھے سوار ہو"

○

حضرت عمر بن خطاب کہتے ہیں "میں نے حسنؑ اور حسینؑ کو رسول اللہ (ص) کے دوشہائے مبارک پر دیکھ کر کہا "تم دونوں کی سواری کتنی اچھی ہے" آنحضرت نے (فوراً حضرت عمر کو ٹوکا) فرمایا "اور یہ دنوں سوار بھی تو بہت اچھے ہیں"

○

ابن مسعود سے روایت ہے کہ (ایک روز) رسول اللہ نے حسنؑ اور حسینؑ کو اپنی پشت مبارک پر اٹھایا۔ حسنؑ داہنی طرف اور حسینؑ بائیں طرف تھے، پھر یہ کہتے ہوئے چلے "کتنی اچھی تم دونوں کی سواری ہے اور کتنے اچھے تم دونوں سوار ہو اور تمھارے پدر بزرگوار (حضرت علی) تم دونوں سے بہتر ہیں"

(مناقب جلد ۴ ص۳۷)

○

(۲۸)

عن ابی ہریرۃ وعن امیرالمومنین ان الحسنؑ والحسینؑ کانا یلعبان عند النبیؐ حتی مضیٰ عامۃ اللیل ثم قال لہما " انصرفا الی امکما فبرقت برقۃ فمازالت تضئ لہما حتی دخلا علی فاطمہؑ والنبیؐ ینظر الی البرقہ وقال " الحمد للّٰہ الذی اکرمنا اہل البیت "

(مناقب جلد ۴ ص ۳۸)

○

قال رسول اللّٰہؐ " من احب ان ینظر الی احب اہل الارض الی السماء فلینظر الی الحسینؑ " (رواہ الطبرانی فی الولایۃ والسمعانی فی الفضائل)

(مناقب جلد ۴ ص ۸۰)

○

۴۸

(ایک کرامت کا مظاہرہ)

حضرت ابوہریرہ اور حضرت امیرالمومنینؑ سے روایت ہے کہ حسنؑ اور حسینؑ رسول اللہؐ کے پاس کھیل رہے تھے۔ یہانتک کہ رات کا خاصہ حصہ گذر گیا۔ آنحضرت نے ان دونوں شہزادوں سے فرمایا "اپنی ماں کے پاس چلے جاؤ" (دونوں شہزادے چلے) دفعتاً ایک روشنی چمکی اور (راستہ میں) دونوں شہزادوں کے سامنے اجالا کرتی رہی یہانتک کہ شہزادے حضرت فاطمہؑ کے پاس پہونچ گئے۔ حضرت رسولؐ اس روشنی کو دیکھ رہے تھے۔ آپ نے فرمایا "خدا کا شکر ہے کہ اس نے ہم اہل بیت کو بلند اور برگزیدہ قرار دیا"۔

(مناقب جلد ۴ صفحہ ۳۸)

O

حضرت رسولؐ کریم نے فرمایا "جو شخص ایسے انسان کو دیکھنا چاہے جو آسمان والوں کو تمام زمین والوں میں سب سے زیادہ محبوب ہو اس کو چاہیئے کہ حسینؑ کی زیارت کرے"۔

(مناقب جلد۔ صفحہ ۸۰)

O

(۲۹)

عن ابن عباس قال قال رسول اللہؐ "لیلۃ عرج بی الی السماء رایت علی باب الجنۃ مکتوبًا لا الہ الا اللہ محمدؐ رسول اللہ علیؑ حبیب اللہ الحسنؑ والحسینؑ صفوۃ اللہ فاطمۃؑ امۃ اللہ علی باغضیہم لعنۃ اللہ"

(بحار جلد ۱۰ ص۸۵)

(۳۰)

عن النبیؐ ان الجنۃ قالت "یا رب اسکنتنی الضعفاء والمساکین" فقال اللہ تعالیٰ "الا ترضین انی زینت ارکانک بالحسنؑ والحسینؑ"

(مناقب جلد ۴ ص۷۱)

رسول کریمؐ نے معراج میں کیا دیکھا

"حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا" شب معراج جب میں آسمان پر لے جایا گیا تو جنت کے دروازہ پر لکھا ہوا دیکھا "نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے اور محمدؐ خدا کے رسول ہیں، علیؑ خدا کے حبیب ہیں، حسنؑ اور حسینؑ خدا کے دوست ہیں فاطمہؑ خدا کی کنیز ہیں اور ان سب کے دشمنوں پر خدا کی لعنت ہے"

(بحار جلد ۱۰ ص۸۵)

حضرت نبیؐ سے روایت ہے کہ جنت نے خدا سے عرض کیا "اے خدا تو نے مجھے کمزوروں اور مسکینوں سے آباد کیا"، خدا نے فرمایا "اے جنت کیا تو خوش نہیں کہ میں نے تجھ کو حسنؑ اور حسینؑ سے زینت دی ہے"

(مناقب ۔ جلد ۔۴ ۔ ص۷۱)

(۳۰)

عن ابی عبداللہ قال لم یرضع الحسینؑ من فاطمہؑ ولا من انثی کان یوتی بہ النبیؐ فیضع ابہامہ فی فیہ فیمص منہا ما یکفیہ الیومین والثلث فنبت لحم الحسینؑ من لحم رسول اللہؐ ودمہ ولم یولد لستۃ اشہر الا عیسی بن مریم والحسین بن علیؑ"

بحار۔ جلد۔ ۱۰ ص ۱۴۵

○

"روی عن علیؑ قال عطش المسلمون عطشا شدیدا فجاءت فاطمہؑ بالحسنؑ والحسینؑ الی النبیؐ فقالت یا رسول اللہ انہما صغیران لا یحتملان العطش فدعا الحسنؑ فاعطاہ لسانہ فمصّہ حتی ارتوی ثم دعا الحسینؑ فاعطاہ لسانہ فمصّہ حتی ارتوی"

(مناقب۔ جلد۔ ۴ ص ۳۶)

○

(۱۰۵)

(حسینؑ کا خون اور گوشت رسولؐ کا خون اور گوشت ہے)

حضرت ابو عبداللہ فرماتے ہیں کہ امام حسینؑ کو نہ حضرت فاطمہؑ نے دودھ پلایا اور نہ کسی عورت نے آپ کو پیغمبر کی خدمت میں لایا جاتا تھا۔ پیغمبرؐ اپنا انگوٹھا آپ کے منہ میں ڈال دیتے تھے اور آپ اس کو چوستے تھے (یہ غذا) دو تین روز کے لئے کافی ہوتی تھی اس طرح امام حسینؑ کا گوشت رسولؐ کے گوشت اور خون سے تیار ہوا۔ اور چھ مہینے میں صرف حضرت عیسیٰؑ بن مریم اور حضرت حسینؑ بن علیؑ پیدا ہوئے"

(بحار جلد ۱۰ صفحہ ۱۴۵)

حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ (ایک مرتبہ) تمام مسلمان سخت پیاس میں مبتلا ہوئے۔ حضرت فاطمہؑ، حضرت حسنؑ اور حضرت حسینؑ کو لے کر رسولؐ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور فرمایا "یا رسول اللہ یہ دونوں بہت چھوٹے ہیں اور پیاس کی تکلیف برداشت نہیں کر سکتے" آنحضرت نے حضرت حسنؑ کو بلایا اور ان کے دہن میں اپنی زبان دی۔ آپ نے زبان رسولؐ چوسی اور سیراب ہو گئے۔ پھر حضرت حسینؑ کو بلایا، اپنی زبان ان کے منہ میں دی۔ آپ نے زبان رسولؐ چوسی اور سیراب ہو گئے"

(مناقب۔ جلد۔ ۴۔ صفحہ ۳۶)

باب سوم (احادیث)

"امام حسین علیہ السّلام کی شخصیت انبیاءؑ و مرسلینؑ کی نگاہ میں"

عن المصطفیٰؐ انہ قال " قاتل الحسینؑ فی تابوت من نارٍ علیہ نصف عذاب اہل الدنیا "

آنحضرتؐ نے فرمایا "حسینؑ کا قاتل آگ کے ایک تابوت میں ہوگا۔ جتنا عذاب تمام دنیا والوں پر ہوگا اس کا نصف صرف اسی پر ہوگا "

(نور الابصار ص ۱۳۷)

(۳۱)

روی انّ آدمؑ لما ھبط الی الارض لم یرحوآء فصار یطوف الارض فی طلبھا فمرّ بکربلاء فاغتمّ وضاق صدرہ من غیر سبب وعثر فی الموضع الذی قتل فیہ الحسینؑ حتی سأل الدم من رجلہ فرفع راسہ الی السماء وقال " الٰھی قد حدث منی ذنب آخر فعاقبتنی بہ فانی طفت جمیع الارض وما اصابنی سوء مثل ما اصابنی فی ھذہ الارض " فاوحی اللہ الیہ " یا آدم ما حدث منک ذنب ولکن یقتل فی ھذہ الارض ولدک الحسینؑ ظلماً فسأل دمک موافقۃ لدمہ " فقال آدم " یارب ایکون الحسینؑ نبیاً ؟ " قال " لا ولکنّہ سبط النبی محمد " فقال " ومن القاتل لہ ؟ " قال تعالیٰ " قاتلہ یزید لعین اھل السموات والارض " فقال آدم " فای شیٔ اصنع یا جبرئیل ؟ " فقال العنہ یا آدم " فلعنہ اربع مرّاتٍ ومشی خطواتٍ الجبل عرفات فوجد حوّاء ھناک۔

(بحار الانوار جلد - ۱۰ صـ۱۵۵)

(۱۳)

حضرت آدمؑ

(حضرت آدمؑ کا زمین کربلا پر گذر)

روایت کی گئی ہے کہ جب حضرت آدم زمین پر تشریف لائے تو آپ نے حضرت حوا کو (زمین پر) نہ پایا۔ آپ حضرت حوا کی تلاش میں زمین کا چکر لگانے لگے یہانتک کہ زمین کربلا سے گذرے (زمین کربلا پر پہونچکر) آپ کو بلا سبب بہت رنج پہونچا۔ آپ کا دل تنگ ہوا اور جس جگہ امام حسینؑ شہید ہوئے وہاں آپ لڑکھڑا کر گر پڑے اور آپ کے پاؤں سے خون جاری ہوگیا۔ آپ نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا اور مناجات کی "خدایا کیا مجھ سے کوئی دوسری چوک ہوئی جس کی تو نے مجھے سزا دی۔ کیونکہ میں نے تمام زمین کا چکر لگایا اور کہیں بھی مجھے تکلیف نہ پہونچی جو اس زمین پر پہونچی، خدا نے وحی فرمائی "اے آدم تم سے کوئی ترک اولی نہیں ہوا۔ لیکن اس زمین پر تمہارے فرزند حسینؑ بن علیؑ ظلم و ستم سے شہید کیے جائیں گے۔ تمہارا خون حسینؑ کے خون کی موافقت (اور ہمدردی) میں جاری ہوا۔" حضرت آدم نے عرض کیا "خدایا کیا حسینؑ نبی ہوں گے؟" خدا نے فرمایا "نہیں لیکن وہ حضرت محمدؐ کے نواسے ہیں"۔ حضرت آدم نے پوچھا "ان کا قاتل کون ہوگا؟" فرمایا "ان کا قاتل یزید ہوگا جس پر تمام آسمانوں اور زمین والے لعنت کریں گے" پھر حضرت آدم نے پوچھا "اے جبرئیل مجھے کیا کرنا چاہیئے؟" جبرئیل نے کہا "آپ بھی یزید پر لعنت کیجئے"، حضرت آدم نے یزید پر چار مرتبہ لعنت کی اور چند قدم عرفات کی پہاڑی کی طرف بڑھے اور وہاں حضرت حوا کو پایا۔"

(بحار الانوار جلد ۱۰ صفحہ ۱۵۵)

(۳۲)

روی ان نوحاً لما رکب فی السفینۃ طافت بہ جمیع الدنیا فلما مرت بکربلاء اخذتہ الارض وخاف نوح الغرق فدعیٰ ربّہ وقال "الٰھی طفت جمیع الدنیا وما اصابنی فزع مثل ما اصابنی فی ھذہ الارض" فنزل جبرئیل وقال "یا نوح فی ھذا الموضع یقتل الحسینؑ سبط محمدؐ خاتم الانبیاء وابن خاتم الاوصیاء" فقال "ومن القاتل لہ یا جبرئیل؟" قال "قاتلہ لعین اھل سبع سماوات و سبع ارضین" فلعنہ نوح اربع مرّاتٍ فسارت السفینۃ حتی بلغت الجودی واستقرت علیہ۔

(بحار ۔ جلد ۱۰ ص ۱۵۶)

۳۲

حضرت نوحؑ

(حضرت نوح کی کشتی کا ایک منظر)

روایت ہے کہ جب (عذاب الٰہی طوفان کی شکل میں آگیا اور) حضرت نوحؑ کشتی پر سوار ہوئے تو کشتی نے تمام زمین کا چکر لگایا لیکن جب کربلا کی زمین پر سے گذری تو ٹھہر گئی (اور اس طرح ڈگمگانے لگی کہ) حضرت نوح کو ڈوب جانے کا خوف پیدا ہوا۔ آپ نے خدا کی بارگاہ میں دعا کی اور عرض کیا "خدایا میں نے تمام دنیا کا چکر لگایا مجھے کہیں اتنا خوف نہ محسوس ہوا جتنا اس زمین پر محسوس ہوا" حضرت جبرئیلؑ نازل ہوئے اور فرمایا "اے نوح اس جگہ حضرت محمدؐ خاتم الانبیاء کے نواسے اور (حضرت علیؑ) خاتم الاوصیاؑ کے فرزند حضرت حسینؑ شہید کئے جائیں گے" حضرت نوح نے پوچھا "اے جبرئیل ان کا قاتل کون ہوگا؟" جواب دیا۔ "ان کا قاتل وہ ہوگا جس پر ساتوں آسمانوں اور زمینوں کے رہنے والے لعنت کریں گے" (یہ سنکر) حضرت نوحؑ نے اس (قاتل امام حسینؑ) پر چار مرتبہ لعنت کی۔ پھر آپ کی کشتی روانہ ہوئی۔ یہانتک کہ جودی پہاڑ پر پہونچی اور وہیں ٹھہر گئی"

(بحار جلد ۱۰ ص ۱۵۶)

روی ان ابراهیمؑ مرّ فی ارض کربلاء وهو راکب فرسًا فعثرت به وسقط ابراهیمؑ وشج راسه وسال دمه فاخذ فی الاستغفار وقال "الٰهی ای شیٍٔ حدث منّی؟" فنزل الیه جبرئیل وقال "یا ابراهیم ما حدث منک ذنب ولکن هنا یقتل سبط خاتم الانبیاء وابن خاتم الاوصیاء فسال دمک موافقۃً لدمه" قال "یا جبرئیل ومن یکون قاتله؟" قال "لعین اهل السمٰوات والارضین والقلم جری علی اللوح بلعنه" فرفع ابراهیم یدیه ولعن یزید لعنًا کثیرًا"

(بحار - جلد ۱۰ ص ۱۵۶)

(۲۳)

حضرت ابراہیمؑ

(حضرت ابراہیم پر کربلا میں ایک حادثہ)

روایت ہے کہ حضرت ابراہیم کربلا کی زمین پر سے گذرے۔ آپ گھوڑے پر سوار تھے۔ کہ (اچانک) گھوڑا لڑکھڑایا اور آپ زمین پر گر پڑے۔ آپ کے سر میں سخت چوٹ آئی اور اس سے خون جاری ہوگیا۔ حضرت ابراہیم استغفار کرنے لگے اور مناجات کی "خدایا مجھ سے کون سی لغزش ہوئی؟" حضرت جبرئیل آئے اور کہا "اے ابراہیم آپ سے کوئی لغزش نہیں ہوئی۔ لیکن (یہ) زمین کربلا ہے (اور) یہاں خاتم انبیاءؐ (حضرت محمدؐ) کے نواسے اور خاتم اوصیاء (حضرت علیؑ) کے فرزند شہید کئے جائیں گے۔ آپ کے سر سے خون۔ ان (حسینؑ) کے خون کی موافقت (اور ہمدردی) میں جاری ہوا" حضرت ابراہیم نے پوچھا "اے جبرئیل ان کا قاتل کون ہوگا؟" جبرئیل نے جواب دیا "ان کا قاتل وہ ہوگا جس پر تمام آسمانوں اور زمینوں والے لعنت کریں گے اور لوح محفوظ پر قلم قدرت نے اس پر لعنت لکھ دی ہے" (یہ سنکر) حضرت ابراہیم نے اپنے ہاتھوں کو بلند کیا اور دیر تک یزید پر لعنت کرتے رہے"

(بحار جلد ۱۰ ص ۱۵۱)

(۳۴)

عن سعد بن عبد الله عن تاویل کھیعص قال ھذہ الحروف من انباء الغیب اطلع الله علیھا عبدہ زکریا ثم قصھا علیٰ محمدؐ وذلک ان زکریاؑ سئل ربہ ان یعلمہ اسماء الخمسۃ فاھبط علیہ جبرئیلؑ فعلمہ ایاھا فکان زکریا اذا ذکر محمداً و علیاً و فاطمۃ والحسنؑ سری عنہ ھمہ وانجلی کربہ و اذا ذکر اسم الحسینؑ خنقتہ العبرۃ فقال ذات یوم الھی مالی اذا ذکرت اربعۃ منھم تسلیت باسمائھم من ھمومی واذا ذکرت الحسینؑ تدمع عینی فانباہ الله عن قصتہ وقال کھیعص فالکاف اسم کربلا والھاء ھلاک العترۃ الطاھرۃ والیاء یزید وھو ظالم الحسینؑ و العین عطشہ والصاد صبرہ فلما سمع ذلک زکریا لم یفارق مسجدہ ثلاثۃ ایام ومنع فیھن الناس من الدخول علیہ واقبل علی البکاء والنحیب"

(بحار جلد ۱۰ ص ۱۵۱)

(۳۷)
حضرت زکریاؑ
(کھیعص)

سعد بن عبداللہ کھیعص کی تفسیر کے سلسلہ میں بیان کرتے ہیں کہ یہ (پانچوں) حروف غیب کی خبروں پر مشتمل ہیں۔ خدا نے حضرت زکریا کو ان غیبی خبروں سے مطلع فرمایا تھا اور پھر ان خبروں کو حضرت محمدؐ سے بیان فرمایا۔ اس کا واقعہ یہ ہے کہ حضرت زکریا نے خدا کی بارگاہ میں عرض کیا کہ وہ انھیں پانچوں اسماء کی تعلیم دے حضرت جبرئیل نازل ہوئے اور آپ کو ان (پانچ اسماء) کی تعلیم دی۔ تو حضرت زکریا جب محمدؐ، علیؑ، فاطمہؑ اور حسنؑ علیہم السلام کا نام لیتے تو ان کا رنج وغم دور ہو جاتا اور جب حسینؑ کا نام لیتے تو آنسو گلوگیر ہو جاتا۔ اس لئے ایک روز آپ نے مناجات کی "خدایا کیا وجہ کہ جب میں ان چار ناموں کو ذکر کرتا ہوں تو (مجھے سکون ہوتا ہے اور) میرا رنج دور ہو جاتا ہے اور جب میں حسینؑ کو یاد کرتا ہوں تو میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں" تو خدا نے اس واقعہ کو اس طرح بیان فرمایا "کھیعص میں کاف سے مراد کربلا، ہا سے مراد (حضرت محمدؐ کی) عترتِ پاک کی ہلاکت اور تباہی، یا سے مراد یزید جس نے حسینؑ پر ظلم کیا، عین سے مراد عطش (پیاس) اور ص سے مراد حسینؑ کا صبر" جب حضرت زکریا نے سنا تو تین روز تک مسجد سے علیحدہ نہیں ہوئے اور ان ایام میں لوگوں کو اپنے پاس آنے سے منع کر دیا اور گریہ و بکا میں مشغول رہے

(بحار، جلد ۱۰، ص ۱۵۱)

(۴۲)

روی ان موسیٰ کان ذات یوم سائراً ومعہ یوشع بن نون فلما جاء الیٰ ارض کربلاء انخرق نعله وانقطع شراکه و دخل الحسک فی رجلیہ و سال دمه فقال "الٰهی ای شیٍٔ حدث منی؟" فاوحی الله "ان ھنا یقتل الحسینؑ وھنا یسفک دمہ فسال دمک موافقۃ لدمہ" فقال "رب ومن یکون الحسینؑ؟" فقیل له "ھو سبط محمدؐ المصطفیٰ وابن علی المرتضیٰ" فقال "ومن یکون قاتله؟" فقیل "ھو لعین السمک فی البحار والوحوش فی القفار والطیر فی الھواء" فرفع موسی یدہ ولعن یزید ودعا علیہ وامّن یوشع بن نون علیٰ دعائہ ومضیٰ لشانہ۔

(بحار جلد ۱۰ صفحہ ۱۵۶)

○

(۳۵)

حضرت موسیٰ

(حضرت موسیٰ نے کس پر لعنت کی)

روایت ہے کہ ایک روز حضرت موسیٰ حضرت یوشع بن نون کے ساتھ تشریف لیجا رہے تھے۔ جب آپ کربلا کی زمین پر پہونچے تو (آپ لڑکھڑائے) آپ کی جوتی پھٹ گئی (آپ پھسل گئے) عمامہ پیر پر گر پڑا اور آپ کے پیروں سے خون جاری ہو گیا۔ آپ نے مناجات کی "خدایا مجھ سے کون سی ایسی بات (تیری مرضی کے خلاف) ظاہر ہوئی (جس کی وجہ سے مجھے اس مصیبت میں گرفتار ہونا پڑا)" خدا نے وحی فرمائی "اے موسیٰ یہاں حسینؑ ابن علیؑ شہید کئے جائینگے اور ان کا خون بہایا جائے گا۔ آپ کا خون ان کے خون کی موافقت (اور ہمدردی) میں جاری ہوا" حضرت موسیٰ نے پوچھا "خدایا حسینؑ کون ہیں؟" فرمایا "حسینؑ حضرت محمدؐ مصطفےٰ کے نواسے اور حضرت علیؑ مرتضیٰ کے فرزند ہیں" حضرت موسیٰ نے دریافت کیا "اور ان کا قاتل کون ہوگا؟" جواب ملا "ان کا قاتل وہ ہوگا جس پر مچھلیاں سمندروں میں، درندے جنگلوں میں اور طائر ہوا میں لعنت کریں گے" حضرت موسیٰ نے ہاتھ بلند کیا اور یزید پر لعنت کی اور یزید کے لئے بددعا کی آپ کی بددعا پر حضرت یوشع بن نون نے آمین کہا پھر حضرت موسیٰ وہاں سے روانہ ہو گئے۔

(بحار جلد ۱۰ ص ۱۵۶)

(۴۶)

روی ان سلیمان کان یجلس علیٰ بساطہ ویسیر فی الهواء فمرّ ذات یوم وهو سائر فی ارض کربلا فادارت الریح بساطہ ثلث دورات حتی خاف السقوط فسکنت الریح ونزل البساط فی ارض کربلاء فقال سلیمان للرّیح "لم سکنت؟" فقالت ان ههنا یقتل الحسینؑ" فقال "ومن یکون الحسین؟" فقالت "هو سبط محمد المختار وابن علیؑ الکرار" فقال "ومن قاتله؟" قالت "لعین اهل السموات والارض یزید" فرفع سلیمان یدیه ولعنه ودعیٰ علیه وامّن علیٰ دعائہ الانس والجن فهبت الریاح وسار البساط"

(بحار جلد-۱۰ ص۱۵۶)

۴۶

حضرت سلیمانؑ

(حضرت سلیمانؑ نے کیوں بددعا کی)

روایت ہے کہ حضرت سلیمان تخت پر بیٹھ کر ہوا میں سیر کیا کرتے تھے ایک روز آپ کا گذر زمین کربلا پر سے ہوا۔ ہوا نے آپ کے تخت کو تین ایسے جھٹکے دیئے کہ آپ کو (زمین پر) گر جانے کا خوف پیدا ہوا۔ (کچھ دیر کے بعد) ہوا میں سکون پیدا ہوا اور تخت زمین کربلا پر اترا۔ حضرت سلیمان نے ہوا سے پوچھا " تو کیوں ٹھہر گئی ؟" ہوا نے جواب دیا " یہاں حسینؑ شہید کئے جائیں گے " حضرت سلیمان نے پوچھا " حسینؑ کون ہیں ؟" ہوا نے جواب دیا " محمدؐ مختار کے نواسے اور علیؑ کرار کے فرزند ہیں " آپ نے پوچھا " ان کا قاتل کون ہے ؟" جواب دیا " یزید جس پر تمام آسمانوں اور زمین والے لعنت کریں گے " حضرت سلیمان نے اپنے ہاتھ بلند کئے، یزید پر لعنت کی اور اس کے لئے بددعا کی اور تمام انسانوں اور جنوں نے آمین کہا۔ پھر ہوا چلی اور آپ کا تخت (دوش ہوا پر) اڑا۔

(بحار جلد ۱۰ صفحہ ۱۵۶)

فی مودۃ القربیٰ عن سلمان الفارسی قال دخلت علی النبیؐ فاذا الحسینؑ بن علیؑ علی فخذیہ وھو یقبل خدیہ ویلثم فاہ ویقول "انت سید، ابن سید، اخو سید وانت امام، ابن امام، اخو امام، وانت حجۃ، ابن حجۃ، اخو حجۃ وانت ابو حجج تسعۃ تاسعھم قائمھم"

(ینابیع المودۃ ص ۱۶۸)

حضرت محمدؐ

(حضرت حسینؑ کے چند مخصوص صفات)

حضرت سلمان فارسی کہتے ہیں (ایک روز) میں حضرت نبیؐ کی خدمت میں حاضر ہوا (دیکھا) حضرت حسینؑ ابن علیؑ آپ کے گھٹنے پر (بیٹھے) ہیں آپ ان کے رخسار اور دہن کا بوسہ لیتے جاتے ہیں اور فرماتے جاتے ہیں: "(اے حسینؑ) تم خود سردار، سردار کے فرزند، سردار کے بھائی اور خود امام، امام کے بیٹے، امام کے بھائی اور خود حجت خدا، حجت خدا کے فرزند اور حجت خدا کے بھائی ہو اور تم نو حجتِ خدا کے باپ ہو۔ ان میں کے نویں قائم (مہدی) ہوں گے"

(ینابیع المودۃ ص ۱۶۸)

۳۰۸

عن ام الفضل بنت الحارث ان النبیؐ قال" اتانی جبرئیل فاخبرنی ان امتی ستقتل ابنی ھذا یعنی الحسین واتانی بتربۃ من تربۃ حمراء" واخرج احمد لقد دخل علی البیت ملک لم یدخل علی قبلھا فقال لی" ان ابنک ھذا حسینا مقتول وان شئت اریتک من تربۃ الارض التی یقتل بھا قال فاخرج تربۃ حمراء

(صواعق محرقہ ص ۱۹۰)

۳۸

(بارگاہ رسولؐ میں ایک فرشتہ کی آمد)

حضرت ام الفضل بنت حارث کا بیان ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا "میرے پاس جبرئیل آئے اور مجھے خبر دی کہ میری امت عنقریب میرے اس بیٹے حسینؑ کو شہید کر دے گی۔ جبرئیل میرے پاس سرخ مٹی بھی لائے،،
احمد نے روایت کی ہے (کہ آنحضرت نے فرمایا) "میرے گھر میں ایک ایسا فرشتہ آیا جو پہلے کبھی نہ آیا تھا اور اس نے مجھ سے کہا "(یا رسول اللہ) آپ کے یہ فرزند حسینؑ شہید کر دیئے جائیں گے اور اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو اس زمین کی مٹی دکھا دوں جس پر یہ شہید کئے جائیں گے (آنحضرتؐ فرماتے ہیں) پھر اس فرشتہ نے سرخ مٹی نکالی (اور دکھائی)

(صواعق محرقہ ص ۱۹۰)

عن انس بن الحارث قال سمعت رسول الله صلعم يقول "ان
ابنی ھذا (یعنی الحسین) یقتل بارض یقال کربلاء فمن
شھد ذلک منکم فلینصرہ" فخرج انس بن الحارث الی کربلاء
فقتل بھا مع الحسین رضی اللہ عنہ وعمن معہ

(ینابیع المودۃ ص ۳۱۸)

عن عائشۃ ان النبی قال "اخبرنی جبرئیل ان ابنی
الحسین یقتل بعدی بارض الطف وجاءنی بھذہ التربۃ
فاخبرنی ان فیھا مضجعہ"

(صواعق محرقہ ص ۱۹۰)

(شہادت حسینؑ کی پیشین گوئی)

حضرت انس بن حارث کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ کو فرماتے ہوئے سنا (حضرت نے فرمایا) "میرا یہ فرزند (حسینؑ) ایک زمین پر جس کو کربلا کہا جاتا ہے شہید کر دیا جائے گا۔ لہٰذا تم میں سے جو کوئی (اس وقت) وہاں موجود ہو وہ حسینؑ کی مدد کرے۔ (رسولؐ کی اس ہدایت کے مطابق) حضرت انس ابن حارث کربلا گئے اور امام حسینؑ (کی مدد کرتے ہوئے ان) کے ساتھ شہید ہو گئے"

(ینابیع المودۃ ص۳۱۸)

حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ حضرت نبیؐ نے فرمایا "مجھے جبرئیل نے خبر دی ہے کہ میرا بیٹا حسینؑ میرے بعد کربلا کی زمین پر شہید کر دیا جائے گا۔ جبرئیل میرے پاس یہ مٹی لائے اور کہا کہ اس مٹی (زمین) پر حسینؑ کی خوابگاہ (قتل گاہ) ہے"

۴۰

عن امیرالمومنینؑ قال قال رسول اللہؐ یا علی اکتب ما املی علیک فقلت یا رسول اللہ اتخاف علی النسیان قال لا وقد دعوت اللہ عزوجل ان یجعلک حافظا ولکن اکتب لشرکائک الائمۃ من ولدک بہم تسقی امتی الغیث وبہم یستجاب دعائہم وبہم یصرف اللہ عن الناس البلاء وبہم تنزل الرحمۃ من السماء وہذا اولہم واشار الی الحسنؑ ثم قال وہذا ثانیہم واشار الی الحسینؑ ثم قال والائمۃ من ولدہ رضی اللہ عنہم"

(ینابیع المودۃ ص۲۰)

۷۰

(پیغمبرؐ کی ایک تحریر)

حضرت امیرالمومنینؑ سے روایت ہے کہ حضرت رسولؐ نے فرمایا "اے علیؑ جو کچھ میں لکھنے کو کہوں لکھو" (حضرت علیؑ فرماتے ہیں) میں نے عرض کیا "یا رسولؐ اللہ کیا آپ کو خوف ہے کہ میں بھول جاؤں گا؟" فرمایا "نہیں میں نے تو خدا سے دعا کی ہے کہ وہ تم کو (غیر معمولی) حافظہ عنایت فرمائے۔ لیکن ان اماموں کے لئے لکھ لو جو تمھاری اولاد میں (پیدا) ہوں گے جن کے علوم کی بارش سے میری امت سرسبز و شاداب ہوگی اور جن کے واسطے سے لوگوں کی دعائیں قبول ہوں گی اور جن (کی برکت) سے خدا لوگوں سے مصیبتوں کو دور کرے گا اور جن کے (وجود) سے آسمان سے رحمت نازل ہوگی اور یہ ان اماموں میں اول ہیں اور اشارہ امام حسنؑ کی طرف کیا پھر فرمایا اور یہ ان اماموں میں دوسرے ہیں اور اشارہ امام حسینؑ کی طرف کیا۔ پھر فرمایا اور (باقی) ائمہ ان (حسینؑ) کی اولاد میں سے ہوں گے"

(ینابیع المودۃ صـ۲۰)

باب چہارم (احادیث وروایات)

امام حسین علیہ السّلام کی شخصیت رسولؐ وآلِ رسولؑ کی نگاہ میں

عن حذیفة ان النبیؐ قال "لو لم یبق من الدنیا الا یوم واحد لطول اللّٰه ذلک الیوم حتی یبعث رجلاً من ولدی اسمہ کاسمی" فقال سلمان "من ای ولدک یا رسول اللّٰه؟" قال "من ولدی ھذا وضرب بیدہٖ علی الحسینؑ"

حضرت حذیفہ سے روایت ہے کہ حضرت نبیؐ نے فرمایا "اگر دنیا کے فنا ہونے (اور قیامت کے آنے) میں ایک دن بھی باقی رہ جائے گا تو خدا اس دن کو بڑا کر دے گا۔ یہانتک کہ میری اولاد میں سے ایک ذات مقدس (حضرت امام مہدی) کو (لوگوں کی ہدایت کے لئے دنیا میں) بھیجے گا جس کا نام میرے نام پر (محمدؐ) ہوگا" حضرت سلمان نے پوچھا "یا رسول اللہؐ وہ (امام) آپ کے کس فرزند (کی ذریت میں) سے ہوں گے؟" آنحضرتؐ نے امام حسینؑ (کے شانے) پر ہاتھ رکھکر فرمایا "میرے اس فرزند (حسینؑ کی ذریت) سے"

(ذخائر عقبی ص۱۳۷)

(۲۱)

فصعد المنبر فخطب ووعظ والحسینؑ بین یدیه مع الحسنؑ فلما فرغ من خطبته وضع یده الیمنیٰ علی راس الحسینؑ ورفع راسهٔ الی السماء وقال "اللهم انی محمدؐ عبدك ونبیك وهذان اطائب عترتی وخیار ذریتی وارومتی ومن اخلفهما من امتی اللهم وقد اخبرنی جبرئیل بان ولدی هذا مقتول مخذول اللهم فبارك لی فی قتله واجعله سادات الشهداء انك علیٰ كل شیءٍ قدیر اللهم ولاتبارك فی قاتله وخاذله" قال فضج الناس فی المسجد بالبكاء فقال النبیؐ اتبكون ولاتنصرونه اللهم فكن له انت ولیاً وناصراً"

(مقتل الحسین ص۱۶۲)

(۴۷۱)

حضرت محمدؐ

(مسجد رسولؐ میں حسینؑ کا ماتم)

حضرت رسول کریمؐ منبر پر تشریف لے گئے، خطبہ پڑھا، وعظ ونصیحت کی اور حضرت حسینؑ حضرت حسنؑ کے ساتھ آپ کے سامنے تشریف رکھتے تھے۔ جب آپ خطبہ پڑھ چکے تو آپ نے اپنا داہنا ہاتھ امام حسینؑ کے سر پر رکھا اور اپنا سر آسمان کی طرف بلند کیا اور فرمایا "خدایا میں محمدؐ تیرا بندہ اور تیرا نبی ہوں اور یہ دونوں بچے (حسنؑ اور حسینؑ) میری عترت کے پاک وپاکیزہ اور میری ذریت ونسل کے بہترین افراد ہیں۔ میں ان دونوں کو اپنی امت میں چھوڑتا ہوں۔ اے خدا مجھے جبرئیل نے خبر دی ہے کہ میرا یہ فرزند تنہا چھوڑ دیا جائے گا اور شہید کردیا جائے گا۔ اے خدا اس فرزند کی شہادت پر مجھے (صبر کی توفیق اور) برکت عطا فرما اور اس (فرزند کو) شہیدوں کا سردار قرار دے۔ بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے۔ اے خدا تو حسینؑ کے قاتل کو اور ان کو تنہا چھوڑ دینے والوں کو برکت نہ دے" (آنحضرتؐ کا یہ فرمانا تھا کہ) مسجد میں تمام لوگ ڈاڑھیں مار مار کر رونے لگے (یہ دیکھکر) آنحضرتؐ نے فرمایا "اے لوگو آج میرے سامنے تو تم روتے ہو اور (کل جب حسینؑ تنہا ہوں گے اور مددگار کو پکار رہے ہوں گے تو) تم ان کی مدد نہ کرو گے۔ اے خدا تو ہی حسینؑ کا والی اور مددگار ہے"

(مقتل الحسین ص ۱۶۲)

(۴۲)

اخرج ابن سعد عن الشعبی قال مرّ علیؓ رضی اللہ عنہ بکربلاء عند مسیرہ الی صفین وحاذی نینوی - قریۃ علی الفرات - فوقف وسأل عن اسم ھذہ الارض فقیل کربلاء فبکی حتی بل الارض من دموعہ ثم قال "دخلت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھو یبکی" فقلت "ما یبکیک؟" قال کان عندی جبرئیل آنفا واخبرنی ان ولدی الحسینؑ یقتل بشاطی الفرات بموضع یقال لہ کربلاء ثم قبض جبرئیل قبضۃ من تراب شممنی ایاہ فلم املک عینی ان فاضتا"

(صواعق محرقہ ص ۱۹۱)

حضرت علیؑ

(حضرت علیؑ زمین کربلا پر بیٹھ کر دیر تک روتے رہے)

ابن سعد نے شعبی سے روایت کی ہے کہ میدان صفین کی طرف جاتے وقت حضرت علیؑ زمین کربلا کی طرف سے گذرے اور جب دریائے فرات کے کنارے قریہ نینویٰ کے مقابل پہونچے تو ٹھہر گئے اور اس زمین کا نام پوچھا۔ کہا گیا کہ اس زمین کا نام کربلا ہے۔ (یہ معلوم کر کے) آپ اتنا روئے کہ آپ کے آنسوؤں سے زمین بھیگ گئی۔ پھر فرمایا (ایک روز) میں رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ دیکھا آپ گریہ فرما رہے تھے۔ میں نے رونے کا سبب پوچھا۔ آنحضرت نے فرمایا "میرے پاس ابھی ابھی جبرئیل آئے تھے اور خبر دے گئے ہیں کہ میرا فرزند حسینؑ دریائے فرات کے کنارے کربلا کی زمین پر شہید کر دیا جائے گا۔ پھر جبرئیل نے مجھے ایک مٹھی مٹی دکھائی اور اس کی خوشبو سونگھائی۔ میں (شہادت حسینؑ کی خبر سنکر) اپنے کو نہ روک سکا اور میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے"۔

(صواعق محرقہ ص ۱۹۱)

۴۳

لما اخبر النبیؐ ابنتہ فاطمۃؑ بقتل ولدہا الحسینؑ وما جری علیہ من المحن بکت فاطمۃؑ بکاء شدیداً وقالت "یا ابت متی یکون ذلک؟" قال "فی زمانٍ خالٍ منی ومنکِ ومن علیؑ" فاشتدت بکاؤہا وقالت "یا ابت فمن یبکی علیہ ومن یلتزم باقامۃ العزاء لہ؟" فقال النبی صلعم "یا فاطمۃ ان نساء امتی تبکین علی نساء اھل بیتی ورجالھم یبکون علی رجال اھل بیتی ویجدد ون العزاء جیلاً بعد جیل فی کل سنۃٍ فاذا کان یوم القیامۃ تشفعین انت للنساء وانا اشفع للرجال وکل من بکی منھم علی مصاب الحسینؑ اخذنا بیدہٖ وادخلناہ الجنۃ"

(بحار جلد ۱۰ ص ۱۶۴)

(۴۳)

حضرت فاطمہؑ

(بارگاہ رسولؐ میں حضرت فاطمہؑ کا گریہ)

جب حضرت نبیؐ نے حضرت فاطمہؑ کو آپ کے فرزند حسینؑ کی شہادت اور ان پر پڑنے والے مصائب کی خبر دی تو حضرت فاطمہؑ دیر تک روتی رہیں۔ پھر عرض کیا "اے بابا حسینؑ کب شہید ہوں گے؟" فرمایا "اس وقت جب نہ میں ہوں گا نہ تم ہوں گی اور نہ علیؑ ہوں گے" (یہ سن کر) آپ کا گریہ اور بڑھا۔ آپ نے پوچھا "اے بابا پھر کون حسینؑ پر روئے گا اور کون حسینؑ کی عزا قائم کرے گا؟" آنحضرت نے جواب دیا "اے فاطمہؑ میری امت کی عورتیں میرے اہل بیت کی عورتوں پر روئیں گی اور مرد میرے اہل بیت کے مردوں پر روئیں گے اور ہر دور میں ہر سال حسینؑ کی عزا قائم کرتے رہیں گے۔ (یہانتک کہ قیامت آجائے گی) پھر قیامت کے دن تم ان عورتوں کی شفاعت کرو گی (جو حسینؑ کی عزاداری قائم کریں گی) اور میں ان مردوں کی شفاعت کروں گا (جو حسینؑ پر روئیں گے) اور جو کبھی حسینؑ کی مصیبت کو یاد کرکے روئے گا ہم اس کا ہاتھ پکڑیں گے اور اس کو جنت میں داخل کر دیں گے"

(بحار جلد ۱۰ ص ۱۶۲)

(۴۲)

یا ولدی یا قاسم اذا رأیت عمک الحسین بکربلاء وقد احاطہ الاعداء فلا تترک البراز والجہاد لاعداء اللہ واعداء رسول اللہ ولا تبخل علیہ بروحک وکلما نہاک عن البراز عاودہ لیاذن لک"

(ریاض القدس جلد ۲ ص [illegible])

○

(۴۴)

حضرت حسنؑ

(ایک اہم وصیّت)

"اے میرے فرزند، اے قاسم جب تم اپنے چچا حسینؑ کو کربلا میں دشمنوں کے نرغہ میں گھرا ہوا دیکھنا تو دشمنانِ خدا و دشمنانِ رسولِ خدا سے جہاد کو نہ ترک کرنا اور حسینؑ پر اپنی جان قربان کرنے میں بخل نہ کرنا اور اگر تم کو حسینؑ جہاد کرنے سے روکیں تو تم اصرار کرنا یہانتک کہ وہ تم کو جہاد کی اجازت دے دیں"

(ریاض القدس جلد ۲ صــ۳۶)

○

(امام حسنؑ علیہ السّلام اگر موجود ہوتے تو خود امام حسینؑ علیہ السلام کے ساتھ جہاد میں شریک ہوتے۔ آپ نے اپنے فرزند قاسم کو نصرت امام حسینؑ کی وصیت فرمادی۔ یہ دلیل ہے کہ امام حسن علیہ السّلام کی نظر میں امام حسین علیہ السلام کی شخصیت کیا تھی۔ (مؤلف)

۲۵

فبات الامام تلک اللیلۃ فلما اصبح نظر الی القوم واذا ہم قد نہضوا الیہ فدعا براحلتہ فرکبہا واقبل علی القوم ونادی باعلی صوتہ "ایہا الناس انصتوا الی فانصتوا فحمد اللّٰہ و اثنی علیہ وذکر النبیؐ فصلی علیہ ثم قال ایہا الناس انسبونی من انا ثم راجعوا انفسکم ہل یحل لکم قتلی و انا ابن بنت نبیکم وابن صفیہ اول المومنین والمصدق باللہ و رسولہ بما جاء بہ من عند اللّٰہ تعالٰی الیس حمزۃ سید الشہداء عم ابی اولیس جعفر الطیار فی الجنۃ عمی اوما بلغکم قول جدی لی ولاخی الحسنؑ ہذان سیدا شباب اہل الجنۃ وقالؐ انی مخلف فیکم الثقلین کتاب اللّٰہ وعترتی اہل بیتی فان صدقتمونی وہو الحق والا فاسئلوا جابر بن عبد اللّٰہ الانصاری و ابا سعید الخدری وسہل بن الساعدی وزید بن ارقم وانس بن مالک انہم سمعوا ذلک من جدی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم۔

(مقتل ابو مخنف ص ۵۷)

(۷۵) حضرت حسینؑ

(میں کون ہوں)

امام حسینؑ نے (عاشورہ کی) تمام رات (عبادت خدا میں) گذاری۔ جب صبح ہوئی تو لشکر یزید کی طرف نظر دوڑائی (دیکھا) سب کے سب آپ سے جنگ کے لئے تیار ہیں۔ آپ نے سواری طلب کی۔ گھوڑے پر بیٹھے۔ یزیدی لشکر کی طرف آئے اور بلند آواز سے فرمایا "اے لوگو خاموشی سے میری باتیں سنو"۔ سب کے سب خاموش ہو گئے۔ امام حسینؑ نے خدا کی حمد و ثنا کی، حضرت رسولؐ کا ذکر کیا، ان پر درود پڑھا اور پھر فرمایا "اے لوگو! بتاؤ میں کون ہوں۔ پھر خود سوچو کیا تمہارے لئے مجھے قتل کرنا جائز ہے۔ (کیا تم نہیں جانتے کہ) میں تمہارے نبیؐ کا نواسہ اور ان کے وصی کا فرزند ہوں۔ جو خدا اور رسولؐ پر ایمان لانے والوں اور خدا اور رسولؐ اور جو کچھ خدا کی طرف سے رسولؐ لے کر آئے اس کی تصدیق کرنے والوں کی صف اول میں تھے، کیا حضرت حمزہ سید الشہداء میرے باپ کے چچا نہ تھے۔ کیا حضرت جعفر جو جنت میں پرواز کرتے ہیں میرے چچا نہیں۔ کیا میرے نانا (رسول اللہ) کی حدیث تم کو یاد نہیں جو آپ نے میرے لئے اور میرے بھائی امام حسنؑ کے لئے فرمائی تھی کہ یہ دونوں (حسنؑ اور حسینؑ) جوانانِ اہل جنت کے سردار ہیں۔ آپ نے یہ بھی فرمایا تھا "اے لوگو! میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑتا ہوں ایک اللہ کی کتاب اور دوسرے میری عترت یعنی اہل بیت" تو اگر تم لوگ میری باتیں سچ سمجھتے ہو تو حق ہے (کیونکہ میری باتیں سچی ہیں) ورنہ پوچھ لو۔ جابر بن عبد اللہ، ابو سعید خدری، سہل بن ساعدی، زید بن ارقم، انس بن مالکؓ یہ سب اصحاب رسولؐ موجود ہیں۔ ان سب نے مذکورہ حدیثیں میرے نانا رسول اللہ صلعم سے سنی ہیں"

(مقتل ابو مخنف ص۴۵)

۲۶

"ایہا الناس انا ابن المقتول ظلماً انا ابن المجزوۃ الراس من القفا انا ابن العطشان حتی قضی انا ابن الطریح بکربلاء انا ابن مسلوب العمامۃ والرداء انا ابن من بکت علیہ ملائکۃ السماء انا ابن من ناحت علیہ الجن فی الارض والطیر فی الھواء انا ابن من راسہ علی السنان یہدیٰ انا ابن من حرمہ من العراق الی الشام تسبیٰ انا ابن صریع کربلاء انا ابن من راحت انصارہ تحت الثریٰ انا ابن من ذبحت اطفالہ من غیر سویٰ انا ابن من اضرم الاعداء فی خیمتہ لظی انا ابن لا لہ غسل ولا کفن یریٰ" فلما سمع الناس کلامہ ضجوا بالبکاء والنحیب وعلت الاصوات فی الجامع

(ریاض القدس جلد ۲ ص ۳۲۹)

○

(۴۶) حضرت علیؑ بن الحسینؑ

(دمشق کی مسجد جامع میں حسینؑ کا تعارف)

(دمشق کی مسجد میں شامیوں سے بھری ہوئی ہے۔ یزید بیٹھا ہوا ہے، امام زین العابدینؑ منبر پر تشریف لے جاتے ہیں۔ ایک فصیح و بلیغ خطبہ کے بعد اپنے تعارف کا ذریعہ امام حسینؑ کی بلند شخصیت اور آپ کی مظلومیت و شہادت کو قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں) "اے لوگو! میں اس کا فرزند ہوں جس کو ظلم سے شہید کردیا گیا، میں اس کا فرزند ہوں جس کا گلا پسِ گردن سے کاٹا گیا، میں اس کا بیٹا ہوں جو پیاسا ہی دنیا سے اٹھ گیا، میں اس کا بیٹا ہوں جس کی لاش میدان کربلا میں چھوڑ دی گئی، میں اس کا فرزند ہوں جس کا عمامہ اور جس کی ردا چھین لی گئی، میں اس کا فرزند ہوں جس پر آسمان کے فرشتے روئے، میں اس کا فرزند ہوں جس پر زمین پر جنات اور ہوا میں طائر روئے، میں اس کا بیٹا ہوں جس کا سر نوکِ نیزہ پر پھرایا گیا۔ میں اس کا فرزند ہوں جس کے حرم عراق سے شام تک قید کرکے لائے گئے، میں اس کا بیٹا ہوں جو کربلا میں ذبح کر دیا گیا، میں اس کا فرزند ہوں جس کے انصار زمین (قتلگاہ) میں جاگزیں ہو گئے، میں اس کا فرزند ہوں جس کے تمام چھوٹے چھوٹے بچے ذبح کر ڈالے گئے، میں اس کا فرزند ہوں جس کے خیمہ میں دشمنوں نے آگ لگادی، میں اس کا فرزند ہوں جس کو نہ غسل دیا گیا اور نہ کفن پہنایا گیا"، (امام زین العابدینؑ کی) اس تقریر کو سن کر تمام لوگ ڈاڑھیں مار مار کر رونے لگے اور مسجد جامع میں لوگوں کے گریہ و بکا کی آواز بلند ہوگئی (جس سے یزید گھبرایا اور اس نے فوراً موذن کو اذان دینے کا حکم دیا)

(ریاض القدس جلد ۲ ص ۳۲۹)

۴۷

ثم ادخلت علیہ زینب بنت علی رضی اللہ عنہما وعلیہا ارذل ثیابہا فجلست ناحیۃ وقد حفت بہا اماؤہا فقال ابن زیاد لہا " الحمد للہ الذی فضحکم وقتلکم " فقالت زینب " الحمد للہ الذی اکرمنا بنبیہ محمد ؐ وطہرنا من الرجس تطہیرا انما یفتضح الفاسق ویکذب الفاجر وھو انت یا عدو اللہ وعدو رسولہ " فقال لہا کیف رأیت صنع اللہ باخیک الحسین واھل بیتہ " فقالت " ان اللہ کتب علیہم القتال فتبادروا الی مضاجعہم فقاتلوا ثم قتلوا فی اللہ وفی سبیل اللہ وسیجمع اللہ بینک وبینہم وتتحاجون وتتخاصمون عند اللہ وان لک موقفا فاستعد للمسئلۃ جوابا اذا کان القاضی اللہ والخصم جدی رسول اللہ صلعم والسجن جہنم "

(ینابیع المودۃ ص ۳۵۱)

(۴۷) حضرت زینبؑ

(حسینؑ شہید راہ خدا ہیں)

پھر حضرت علیؑ کی صاحبزادی (اور حضرت رسولؐ کی نواسی) حضرت زینبؑ (دربار ابن زیاد میں) لائی گئیں۔ آپ کے کپڑے نہایت ہی معمولی (اور کہنہ) تھے۔ آپ ایک گوشہ میں بیٹھ گئیں اور آپ کی کنیزوں نے آپ کو حلقہ میں لے لیا۔ ابن زیاد نے آپ سے کہا "خدا کا شکر ہے کہ اس نے تم لوگوں کو ذلیل کیا اور قتل کیا" جناب زینبؑ نے فرمایا "خدا کا شکر ہے کہ اس نے ہم کو اپنے نبی حضرت محمدؐ کی ذریت میں پیدا کیا اور اس وجہ) سے (ہم کو) بزرگ قرار دیا۔ اور ہم کو تمام برائیوں سے پاک و پاکیزہ رکھا۔ بیشک ذلیل وہ ہوتا ہے جو فاسق ہو اور جھوٹ وہ بولتا ہے جو فاجر ہو۔ اے خدا اور رسول کا دشمن فاسق و فاجر تو ہے" ابن زیاد نے کہا "تم نے دیکھا خدا نے حسینؑ اور ان کے اہل بیت کے ساتھ کیسا سلوک کیا" حضرت زینبؑ نے جواب دیا "خدا نے ان کے لئے جہاد معین کر رکھا تھا۔ ان لوگوں (حسینؑ اور ان کے ساتھیوں) نے خدا کے حکم کی اطاعت میں جلدی کی اور اپنی خوابگاہوں کی طرف چلے گئے۔ ان لوگوں نے جہاد کیا اور نہم خدا کے لئے اور خدا کی راہ میں شہید ہو گئے۔ (اے ابن زیاد) عنقریب خدا تجھ کو اور ان (حسینؑ و اصحاب حسینؑ) کو (ایک جگہ) جمع کرے گا اور پھر خدا کی بارگاہ میں تجھ سے باز پرس ہوگی۔ لہذا جواب کے لئے تیار ہو جا (اس عدالت میں) جہاں خدا منصف ہوگا۔ میرے نانا رسول اللہؐ (تیرے) دشمن ہوں گے اور جہنم قید خانہ ہوگا"

(ینابیع المودۃ ص ۴۱۵)

۲۸

قال السہل ودخل الناس من باب الخیزران فدخلت فی جملتہم واذا قد اقبل ثمانیۃ عشر راساً واذا السبایا علی المطایا بغیر وطاء وراس الحسین بید شمر وھو یقول "انا صاحب الرمح الطویل انا قاتل ذی الدین الاصیل انا قتلت ابن سید الوصیین واتیت براسہ الیٰ امیر المومنین" فقالت لہ ام کلثوم "کذبت یالعین ابن اللعین الالعنۃ اللہ علی القوم الظالمین یا ویلک تفتخر بقتل من ناغاہ فی المھد جبرئیل ومیکائیل ومن اسمہ مکتوب علی سرادق عرش رب العالمین ومن ختم اللہ بجدہ المرسلین وقمع بابیہ المشرکین فمن این مثل جدی محمد المصطفیٰ وابی علی المرتضیٰ وامی فاطمۃ الزہراء" فاقبل علیہا خولی وقال "تاثیین الشجاعۃ وانت بنت الشجاع"

ابو مخنف ص ۱۲۲

(۴۸) حضرت ام کلثومؑ (

(جبرئیل و میکائیل حسینؑ کی گہوارہ جنبانی کرتے تھے۔)

سہل کہتے ہیں کہ لوگ (شہر دمشق میں) باب خیزران سے داخل ہوئے۔ میں بھی لوگوں کے ساتھ تھا۔ (میں نے دیکھا) اٹھارہ سر (نوک نیزہ پر) بلند ہیں اور کچھ قیدی بے کجاوہ اونٹوں پر سوار ہیں اور امام حسینؑ کا سر مبارک شمر کے ہاتھ میں ہے اور وہ کہتا جاتا ہے "میں بڑے نیزہ والا ہوں، میں حقیقی دین کے مالک کا قاتل ہوں، میں نے ہی سردار اوصیاء کے فرزند (حسینؑ) کو قتل کیا اور میں ہی ان کا سر مبارک امیر المومنین (یزید) کے پاس لایا ہوں" (یہ سن کر) حضرت ام کلثومؑ نے فرمایا "اے لعین ابن لعین تو نے غلط کہا۔ خدا کی لعنت ہو اس قوم پر جو ظالم ہے (اے شمر) تجھ پر خدا کی لعنت تو ایسی ذات کو شہید کر کے فخر کرتا ہے جس کو گہوارہ میں جبرئیل و میکائیل نے جھولا جھلایا اور جس کا نام پروردگار عالم کے عرش کے پردوں پر لکھا ہوا ہے، جس کے نانا (محمدؐ) پر خدا نے رسالت کو ختم کیا اور جس کے باپ (علیؑ) کے ذریعہ خدا نے مشرکین کا قلع قمع کیا (دنیا میں) کون ہے جو میرے نانا محمد مصطفیٰؐ میرے باپ علی مرتضیٰؑ اور میری ماں فاطمہ زہراؑ کے مثل ہو" اتنے میں خولی سامنے آیا اور بولا "کیا کہنا اس شجاعت کا اور آپ تو ایک بہادر شخص (حضرت علیؑ) کی صاحبزادی ہیں"

(البحر مخزن صفحہ ۱۲۲)

۲۹

ثم رفع راسه الی سکینة سلام اللہ علیہا وقال لہا "یا سکینہ ان اباکِ نازعنی فی سلطانی واراد قطع رحمی" فبکت وقالت "یا یزید لا تفرح بقتل ابی فانہ کان عبداً للہ ودعاہ الیہ فاجابہ وسعد بذلک واما انت یا یزید فاستعد لنفسک جواباً"

(ابو مخنف ص ۱۳۰)

(۴۹)

حضرت سکینہؑ

(حسینؑ خدا کے برگزیدہ بندے تھے)

پھر یزید نے حضرت سکینہؑ کی طرف رخ کیا اور آپ سے کہا "اے سکینہ تمہارے باپ نے مجھ سے میری حکومت میں جنگ کی اور رشتہ داری کے تعلق کو قطع کیا" (یہ سن کر) حضرت سکینہؑ رونے لگیں اور فرمایا "اے یزید میرے باپ کو شہید کر کے خوش نہ ہو۔ وہ خدا کے برگزیدہ بندہ تھے خدا نے انھیں طلب کیا اور انھوں نے لبیک کہا اور وہ کامیاب ہوئے۔ لیکن تو اے یزید (خدا اور رسولؐ خدا کی بارگاہ میں) جواب دینے کیلئے تیار ہو جا"

(ابو مخنف ص ۱۳۰)

۵۰

ثم ان محمد بن الحنفیہ سمع ان اخاہ الحسینؑ یرید العراق
بکی بکاء شدیدا ثم قال لہ "ان اھل الکوفۃ قد عرفت
غدرھم بابیک واخیک فان قبلت قولی اقم بمکۃ"، فقال "یا
اخی انی اخشی ان تقتلنی جنود بنی امیۃ فی مکۃ فاکون
کالذی یستباح دمہ فی حرم اللہ یا اخی ان جدی رسول
اللہ (صلعم) اتانی وانا نائم فضمنی الی صدرہ وقبل ما بین
عینی وقال لی "یا حسینؑ یا قرۃ عینی اخرج الی العراق
فان اللہ عزوجل قد شاء ان یراک قتیلا مخضبا بدمائک"
فبکی محمد بن الحنفیۃ بکاء شدیدا فقال "یا اخی اذا کان
الحال ھکذا فلا معنی لحملک لھؤلاء النسوۃ" فقال
قال جدی (ص) ایضا ان اللہ قد شاء ان یراھن سبایا
مھتکات یساقون فی اسر الذل وھن ایضا لا یفارقنی
ما دمت حیا"، فبکی محمد بن الحنفیہ بکاء شدیدا ثم قال
ادعتک اللہ یا حسینؑ فی دعۃ اللہ یا اخی"

(ینابیع المودۃ ص۳۳۵)

(۵۰) حضرت محمد بن حنفیہ

(حسینؑ رسولؐ کے حکم سے عراق کی طرف روانہ ہوئے)

جب حضرت محمد بن حنفیہ نے سنا کہ آپ کے بھائی حضرت حسینؑ عراق کا ارادہ رکھتے ہیں تو آپ بہت روئے اور امام حسینؑ سے عرض کیا "آپ جانتے ہیں کہ کوفہ والوں نے آپ کے پدر بزرگوار اور آپ کے بھائی کے ساتھ کیسی غداری کی۔ اگر آپ میرا کہنا مانیں تو مکہ ہی میں قیام فرمائیں"۔ امام نے جواب دیا "اے بھائی مجھے ڈر ہے کہ بنی امیہ کا لشکر مجھے مکہ میں نہ قتل کر دے اور میں وہ شخص نہیں ہونا چاہتا جس کے خون سے حرم خدا کی حرمت ضائع ہو۔ اے بھائی میں سو گیا تھا۔ دیکھا میرے نانا رسول اللہؐ تشریف لائے۔ مجھے سینہ سے لگایا، میری پیشانی کا بوسہ دیا اور فرمایا "اے حسینؑ۔ اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک تم عراق روانہ ہو جاؤ کیونکہ خدا تم کو شہید اور خون میں لتھڑا ہوا دیکھنا چاہتا ہے"۔ (یہ سن کر) حضرت محمد بن حنفیہ بہت روئے اور عرض کیا "اے بھائی اگر ایسا ہی ہے تو آپ اپنے ساتھ ان عورتوں کو کیوں لیجاتے ہیں؟" امام نے فرمایا "میرے نانا نے یہ بھی فرمایا کہ خدا ان عورتوں (آل محمدؐ) کو قیدی اور (شہر بہ شہر دیار بہ دیار) ذلت کے ساتھ پھرائے جاتے ہوئے دیکھنا چاہتا ہے (یعنی خدا ان عورتوں کے صبر و شکر کا امتحان لینا چاہتا ہے) اس کے علاوہ جب تک میں زندہ ہوں یہ عورتیں مجھے تنہا چھوڑ بھی نہیں سکتیں"۔ حضرت محمد بن حنفیہ ڈاڑھیں مار مار کر رونے لگے اور عرض کیا "اے حسینؑ میں آپ کو خدا کے حوالہ کرتا ہوں۔ خدا حافظ اے میرے بھائی"۔

(ینابیع المودۃ ص ۳۳۷)
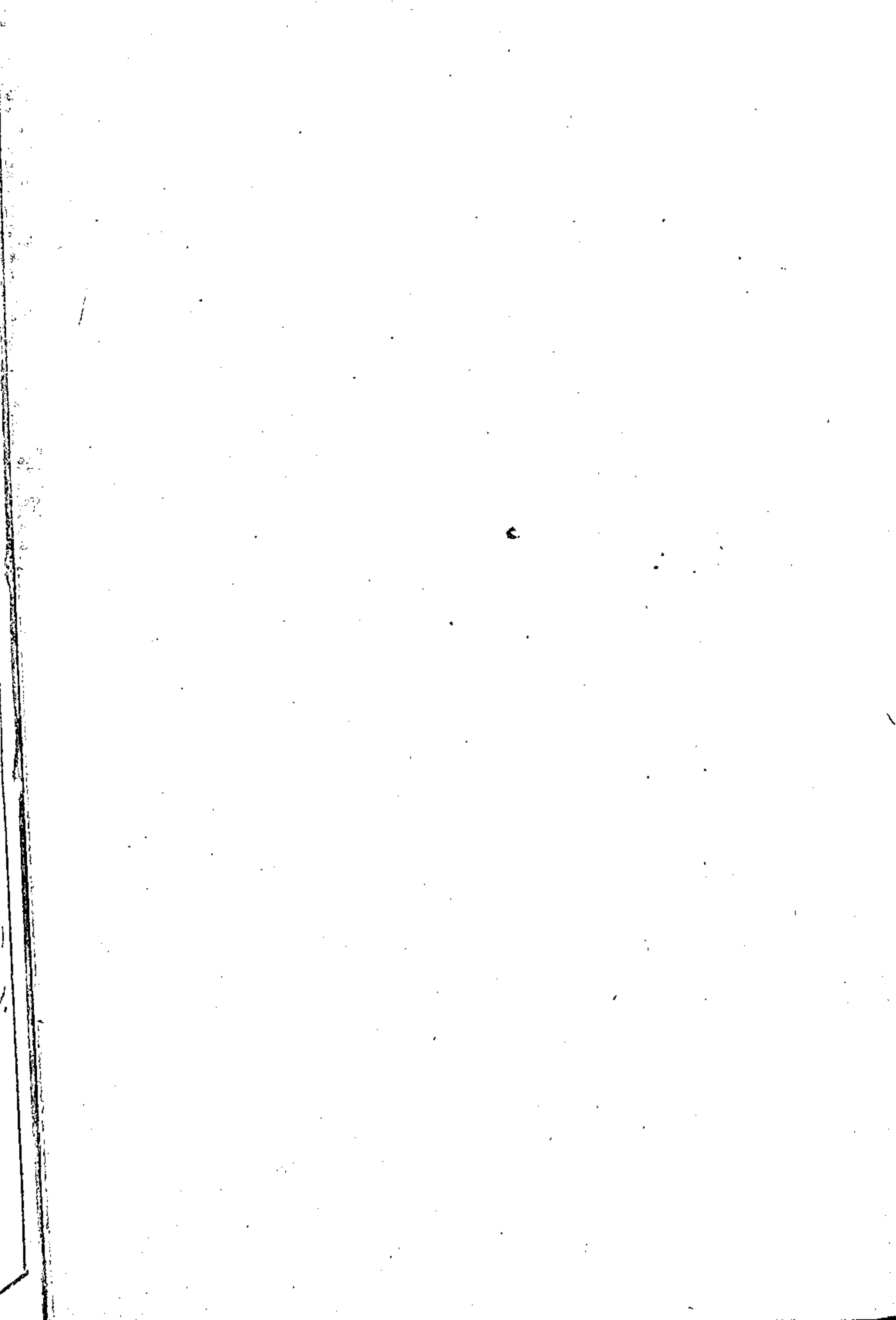
امام حسینؑ کی شخصیت اصحاب و ازواجِ رسولؐ و ازواجِ اصحابِ رسولؐ کی نگاہ میں

فی جمع الفوائد عائشة رفعته "ان جبرئیل اخبرنی ان ابنی حسینا مقتول فی ارض الطف وان امتی ستفتن بعدی للکبیر"

حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں کہ رسولؐ کریم نے فرمایا "مجھے جبرئیل آمین نے خبر دی ہے کہ میرا فرزند حسینؑ زمین طف (کربلا) پر شہید کر دیا جائے گا اور عنقریب میری امت میرے بعد ایک بہت ہی بڑے امر کے لیے فتنہ برپا کرے گی"

(ینابیع المودۃ ص۳۱۸)

(۵۱)

عن واقد قال سمعت ابی عن ابن عمر عن ابی بکر قال ارقبوا محمداً فی اھل بیتہ

(بخاری حدیث نمبر ۹۰۸)

(۵۲)

عن عبید بن حنین قال حدثنی الحسینؑ بن علیؑ قال "اتیت عمر بن الخطاب وھو یخطب علی المنبر فصعدت الیہ فقلت لہ "انزل عن منبر ابی واذھب الی منبر ابیک" فقال عمر بن الخطاب "لم یکن لابی منبر واجلسنی معہ" فلما نزل انطلق بی الی منزلہ فقال لی "من علمک؟" قلت واللہ ما علمنی احد"

(ینابیع المودۃ ص ۱۶۸)

(۵۱) حضرت ابوبکر

(رسولؐ کی خوشی حسینؑ کے ساتھ حسنِ سلوک پر موقوف ہے)

واقد نے اپنے باپ سے سنا کہ حضرت عبداللہ بن عمر نے حضرت ابوبکر کو کہتے ہوئے سنا "حضرت محمدؐ کی خوشی کو طلب کرو ان کے اہل بیت کے ساتھ اچھا سلوک کرکے" (حضرت محمدؐ اس وقت تک تم سے خوش اور راضی نہ ہوں گے جب تک تم ان کے اہل بیت یعنی حضرت علیؑ، حضرت فاطمہؑ، حضرت حسنؑ اور حضرت حسینؑ کے ساتھ بہتر سلوک نہ کروگے)

(بخاری حدیث نمبر ۹۰۸)

(۵۲) حضرت عمر

(منبرِ رسولؐ کے حقدار کون لوگ ہیں)

عبید بن حنیق کا بیان ہے کہ حضرت امام حسینؑ نے فرمایا "(ایک روز) میں مسجد میں آیا۔ (دیکھا) حضرت عمر منبر پر خطبہ پڑھ رہے تھے۔ میں منبر پر گیا اور حضرت عمر سے کہا "میرے باپ کے منبر سے اتر جاؤ اور اپنے باپ کے منبر پر چلے جاؤ" حضرت عمر نے جواب دیا "میرے باپ کا تو کوئی منبر نہیں" پھر انھوں نے مجھے اپنے پاس بٹھا لیا اور جب منبر پر سے اترے تو مجھے اپنے گھر لے گئے اور پوچھا "بتائیے آپ کو کس نے سکھایا تھا؟" میں نے جواب دیا "خدا کی قسم مجھ کو کسی نے نہیں سکھایا (بلکہ میں جانتا ہوں کہ اس منبر پر میرے نانا رسول اللہؐ یا میرے پدر بزرگوار علیؑ اور یا ہم اہل بیت رسولؐ بیٹھ سکتے ہیں)

(ینابیع المودۃ صفحہ ۱۶۸)

(۴۳)

واخرج ایضاً انہ کان لہ (ص) مشربۃ درجتھا فی حجرۃ عائشۃ یرقی الیھا اذا اراد لقی جبرئیل فرقی الیھا وامر عائشۃ ان لا یطلع علیھا احد فرقی حسین و لم تعلم بہ فقال جبرئیل "ومن ھذا؟" قال "ابنی" فاخذہ رسول اللہ فجعلہ علی فخذہ" فقال جبرئیل "ستقتلہ امتک" فقال "ابنی" قال "نعم وان شئت اخبرتک الارض التی یقتل فیھا" فاشار جبرئیل بیدہ الی الطف بالعراق فاخذ منھا تربۃ حمراء فراہ ایاھا وقال ھذہ من تربۃ مصرعہ"

(صواعق محرقہ ص ۱۹۱)

(۵۳)

حضرت عائشہ

(جبرئیل نے کیا کہا کہ رسولؐ تڑپ اٹھے)

حضرت پیغمبرؐ کا ایک چبوترہ تھا جس کا زینہ حضرت عائشہ کے حجرہ میں تھا۔ جب آپ چاہتے تھے وہاں تشریف لیجاتے تھے۔(ایک مرتبہ) جبرئیل نازل ہوئے۔ آپ اس جگہ تشریف لے گئے اور حضرت عائشہ سے تاکید کردی کہ کوئی وہاں نہ آنے پائے۔(اتنے میں) حضرت عائشہ کو خبر بھی نہ ہوئی اور امام حسینؑ وہاں (آنحضرت کے پاس) پہونچ گئے۔ جبرئیل نے آنحضرت سے پوچھا "یہ (بچہ) کون ہے؟" فرمایا "یہ میرا فرزند ہے" پھر آپ نے حضرت حسینؑ کو اٹھاکر اپنے گھٹنے پر بٹھالیا۔ جبرئیل نے کہا "(یا رسولؐ اللہ) عنقریب آپ کی امت اس (بچہ) کو شہید کردے گی" آنحضرت نے فرمایا "کیا میرے اس بچہ کو؟" کہا "ہاں اور اگر آپ فرمائیں تو میں آپ کو اس زمین کی خبر دوں جہاں یہ شہید کئے جائیں گے۔ پھر جبرئیل نے اپنے ہاتھ سے زمین کربلا (عراق) کی طرف اشارہ کیا اور سرخ مٹی لے کر رسولؐ کو دکھائی اور عرض کیا "یہ حسینؑ کے قتل گاہ کی مٹی ہے"

(صواعق محرقہ ص۱۹۱)

(۵۴)

عن انس ان النبیؐ قال "استاذن ملک ربہ ان یزورنی فاذن لہ کان یوم ام سلمۃ فقال "یا ام سلمۃ احفظی الباب لا یدخل احد" فبینا ھی علی الباب اذ دخل الحسینؑ فوثب علی جدہؐ فیلثمہ ویقبلہ فقال الملک "ان امتک ستقتلہ وان شئت اریک المکان الذی یقتل فیہ فاراہ"، فجاءہ بسہلہ وتراب احمر فاخذتہ ام سلمۃ فجعلتہ فی ثوبھا۔ وفی روایہ الملا وابن احمد قال "یا ام سلمۃ فمتی صارت دما فاعلمی انہ قد قتل"۔ قالت ام سلمۃ "فوضعتہ فی قارورۃ فرایتہ یوم قتل الحسینؑ قد صار دما"۔

(ینابیع المودۃ ص۳۱۹)

(۵۴)

حضرت ام سلمہ

(حسینؑ کی خبر شہادت پر رسولؐ کا اضطراب)

حضرت انس روایت کرتے ہیں کہ حضرت نبیؐ نے فرمایا "ایک فرشتہ نے خدا سے اجازت مانگی کہ وہ (زمین پر آکر) میری زیارت کرے۔ خدا نے اس کو اجازت دے دی آنحضرتؐ اس دن حضرت ام سلمہ کے گھر میں تشریف فرماتے۔ آپ نے حضرت ام سلمہ سے فرمایا "اے ام سلمہ دروازہ پر نظر رکھو کوئی گھر میں نہ آنے پائے"، حضرت ام سلمہ دروازہ ہی پر تھیں مگر حضرت حسینؑ گھر میں داخل ہو گئے اور آنحضرت کی گود میں جاکر بیٹھ گئے"، آنحضرت نے حضرت حسینؑ پر شفقت فرمائی اور ان کو بوسہ دیا۔ اس فرشتہ نے عرض کیا "یا رسول اللہؐ آپ کی امت عنقریب ان (حسینؑ) کو شہید کردے گی اور اگر آپ فرمائیں تو میں آپ کو وہ زمین دکھادوں جہاں یہ شہید کئے جائیں گے"، پھر اس فرشتہ نے آنحضرت کو وہ زمین دکھائی اور آپ کو نرم اور سرخ مٹی بھی دی۔ حضرت ام سلمہ نے اس مٹی کو اپنے ایک کپڑے میں (باندھ کر) رکھ لیا"، ملاؔ اور ابن احمد نے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے حضرت ام سلمہ سے فرمایا "اے ام سلمہ جب یہ مٹی خون ہو جائے تو سمجھنا کہ حسینؑ شہید کردیئے گئے"۔ (حضرت ام سلمہ کہتی ہیں) "میں نے اس مٹی کو ایک شیشی میں رکھ لیا اور جس دن امام حسینؑ شہید ہوئے وہ مٹی خون ہوگئی"

(ینابیع المودۃ ص۳۱۹)

(۸۵)

فی المشکوۃ عن ام الفضل بنت الحارث امرأۃ العباس رضی اللہ عنہما انہا دخلت علی رسول اللہ فقالت "یا رسول اللہ انی رأیت حلماً منکراً اللیلۃ"، قال "ماھو؟" قالت رأیت کان قطعۃ من جسدک المبارک قطعت و وضعت فی حجری" فقال علیہ السلام "رأیت خیراً تلد فاطمۃ ان شاء اللہ تعالی غلاماً یکون فی حجرک"، قالت "فولدت فاطمۃ الحسین فکان فی حجری - فدخلت یوماً علی النبی فوضعت فی حجرہ ثم حانت منی التفاتۃ فاذا عینا رسول اللہ تہریقان الدموع فقلت "یا رسول اللہ بابی امی مالک؟"، قال اتانی جبرئیل فاخبرنی ان امتی ستقتل ابنی ھذا"، فقلت "ھذا؟" قال "نعم واتانی بتربۃ حمراء" رواہ البیہقی"

(ینابیع المودۃ ص ۳۱۸)

(۵۸)
حضرت ام الفضل

(ایک اہم خواب)

مشکوٰۃ شریف میں روایت ہے کہ (ایک روز) حضرت ام الفضل بنت حارث زوجۂ حضرت عباس رسولؐ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا "یا رسولؐ اللہ میں نے رات ایک عجیب و غریب خواب دیکھا" رسولؐ نے فرمایا "وہ خواب کیا ہے؟" عرض کیا "میں نے دیکھا آپ کے جسم مبارک کا ایک ٹکڑا علیحدہ ہوا اور میری گود میں گر پڑا" آنحضرت نے فرمایا "(اے ام الفضل) تم نے جو کچھ خواب دیکھا وہ بہتر ہی ہے۔ انشاء اللہ عنقریب فاطمہؑ کے بچہ پیدا ہوگا۔ اور وہ تمھاری گود میں ہوگا (تم اس بچہ کی پرورش کروگی) حضرت ام الفضل کہتی ہیں (چند روز کے بعد) حضرت فاطمہ کے یہاں حسینؑ پیدا ہوئے اور اس بچہ کی پرورش میری گود میں ہونے لگی۔ ایک روز میں آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور حسینؑ کو آپ کی گود میں دیا۔ آنحضرتؐ نے میری طرف سے توجہ موڑ لی میں نے دیکھا کہ آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔ میں نے عرض کیا "یا رسول اللہ آپ پر میرے باپ، ماں قربان۔ آپ کو (رونے کا باعث) کیا ہوا؟" فرمایا "میرے پاس جبرئیل آئے تھے اور خبر دی ہے کہ عنقریب میری امت میرے اس فرزند کو شہید کردے گی" میں نے کہا "کیا اس بچہ (حسینؑ) کو؟" فرمایا "ہاں اور جبرئیل میرے پاس سرخ مٹی بھی لائے" (اس حدیث کو بیہقی نے روایت کی ہے) (ینابیع المودۃ ص۳۱۸)

وکذلک راٰہ ابن عباس فی المنام نصف النہار اشعث
اغبر بیدہٖ قارورة فیہا دم یلتقطہ فسئلہ فقال
"دم الحسینؑ واصحابہ"، فلم یزل یتردد الخبر
فوجد ان الحسینؑ قد قتل فی ذٰلک الیوم یوم الجمعة
عاشر المحرم احدی وستین ولہ ست وخمسون سنة
واشہر

(ینابیع المودة ص۳۲۰)

(۵۶)

حضرت عبداللہ بن عباس

(دنیا کے ذرہ ذرہ پر غم حسینؑ کا اثر)

حضرت ابن عباس نے بھی دو پہر کو خواب میں رسولؐ اللہ کو اس حال میں دیکھا کہ آپ کا جسم گرد و غبار میں آلودہ تھا اور آپ کے ہاتھ میں ایک شیشی تھی جس سے تازہ خون ٹپک رہا تھا اور آپ فرما رہے تھے " یہ حسینؑ اور ان کے ساتھیوں کا خون ہے " حضرت عبداللہ ابن عباس اس خواب کے بعد نہایت پریشان تھے آخر ان کو معلوم ہوا کہ امام حسینؑ اسی دن شہید ہوئے (جس دن انھوں نے آنحضرتؐ کو خواب میں دیکھا تھا) وہ دسویں محرم ۶۱ھ جمعہ کا دن تھا اس وقت امام حسین کی عمر چھپن سال اور کچھ مہینے تھی"

(ینابیع المودۃ صفحہ ۳۲۰)

(۵۸)

فی البخاری عن ابن ابی نعم البجلی قال سمعت ابن عمر سئلہ عن المحرم قال شعبۃ احسبہ بقتل الذباب فقال واھل العراق یسئلون عن الذباب وقد قتلوا ابن ابنۃ رسول اللہ وقال النبی صلعم "ھما ریحانتای من الدنیا"

(ینابیع المودۃ ص ۳۱۹)

○

کان ابن عمر جالساً فی ظل الکعبۃ اذ رای الحسین مقبلا فقال "ھذا احب اھل الارض الی اھل السماء الیوم"

(رسالۃ الصبان ص ۱۸۶)

○

(۵۷)

حضرت عبداللہ بن عمر

(ایک مسئلہ کا جواب)

صحیح بخاری میں ابن ابی نعم بجلی سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عمر سے ایک مسئلہ پوچھا گیا کہ اگر کوئی حالت احرام میں مکھی مار ڈالے تو کیا حکم ہے (بعض روایتوں میں بجائے مکھی مچھر کا لفظ ہے۔ لیکن) شعبہ کہتے ہیں میرا خیال ہے حالت احرام میں مکھی مارنے والے کے متعلق پوچھا گیا۔ آپ نے جواب دیا "عراق والوں کو دیکھو یہ مکھی کو (حالت احرام میں مار ڈالنے کا مسئلہ) پوچھتے ہیں۔ حالانکہ انھوں نے ہی رسولؐ کی صاحبزادی کے فرزند کو شہید کر ڈالا جن کے متعلق رسولؐ نے فرمایا ہے کہ "حسنؑ اور حسینؑ میری دنیا کی خوشبو ہیں"

(ینابیع المودۃ ص۳۱۳)

○

حضرت عبداللہ ابن عمر خانہ کعبہ کے سایہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ حضرت امام حسینؑ تشریف لاتے ہوئے دکھائی دیئے۔ آپ نے کہا "یہ (حسینؑ) آج تمام دنیا والوں میں سب سے زیادہ آسمان والوں کو دوست اور عزیز ہیں" (اس وقت آسمان والوں کے نزدیک امام حسینؑ سے زیادہ عزت و مرتبہ والا تمام روئے زمین پر کوئی شخص نہیں)

(رسالۃ البیان ص۱۸۶)

○

۵۸

فی جواہر العقدین عن حذیفۃ بن الیمان قال سمعت رسول اللہ یقول "یا ایہا الناس انہ لم یعط احد من ذریۃ الانبیاء الماضیین ما اعطی الحسینؑ بن علیؑ خلا یوسف بن یعقوب بن اسحق علیہم السلام"

(ینابیع المودۃ ص ۱۶۹)

○

۵۸

حضرت حذیفہ

(حضرت یوسفؑ اور حضرت حسینؑ کے فضائل میں مساوات)

حضرت حذیفہ یمانی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت رسولؐ کو فرماتے ہوئے سُنا
"اے لوگو گذشتہ تمام انبیاء کی اولاد میں سوائے حضرت یوسفؑ بن
یعقوبؑ بن اسحٰقؑ علیہم السّلام کے کسی کو وہ مدارج اور فضائل (خدا کی
طرف سے) نہیں دئیے گئے جو حضرت حسینؑ بن علیؑ علیہما السّلام کو دیئے
گئے"

(ینابیع المودۃ ص ۱۶۹)

(۵۹)

ان عبید اللہ بن زیاد لما ظفر بالحسین رضی اللہ عنہ واھلہ صعد علی المنبر "فقال الحمد للہ الذی اظہر الحق ونصر یزید بن معاویہ وحزبہ علی الکذاب حسین"، فوثب عبد اللہ بن عفیف رضی اللہ عنہ وکانت عینہ الیسری قد ذہبت یوم الجمل مع علی رضی اللہ عنہ وذہبت عینہ الاخری یوم صفین وکان یلازم المسجد یصلی فیہ الی اللیل فقال "یا بن مرجانۃ ان الکذاب ابن الکذاب انت وابوک والذی ولاک تقتلون ابناء الانبیاء وتتکلمون بکلام الصدیقین"، فارداہ الیہ ابن زیاد وقال "یا عدو اللہ ماتقول فی عثمان؟"، فقال "عدو اللہ انت ذاک الرجل احسن واساء واصلح وافسد واللہ ولی خلقہ یقضی فی عثمان وغیرہ بالحق والعدل ولکن ان شئت سلنی عند عن ابیک وعن یزید وعن ابیہ" فقال "لا اسئلک حتی اذیقک الموت"، فقال "دعوت اللہ ان یرزقنی شہادۃ قبل ان تلد امک علی ید اعدی خلق اللہ تعالیٰ وابغضہم لہ فلما ذہب بصری یئست منہا فالحمد للہ الذی رزقنیہا علی یاسی وعرفنی الاجابۃ منہ علی قدیم دعائی"، فنزل وقتلہ (نور الابصار صفحہ ۱۳۰)

(۵۹) حضرت عبداللہ بن عفیف ازدی

(صحابی رسول کی شہادت کا سبب)

جب عبیداللہ بن زیاد امام حسینؑ اور ان کے اہل بیت پر (ظاہری حیثیت سے) کامیاب ہوا تو منبر پر گیا اور بولا "اللہ کا شکر ہے جس نے حق کو ظاہر کیا اور یزید بن معاویہ اور اس کے گروہ کو (معاذ اللہ) جھوٹے حسینؑ پر کامیاب کیا"، (یہ سنکر) حضرت عبداللہ بن عفیف جنکی ایک آنکھ جنگ جمل میں اور دوسری آنکھ جنگ صفین میں جب کہ آپ حضرت علیؑ کے ساتھ (رہ کر) جنگ کر رہے تھے ختم ہو چکی تھی اور آپ مسجد ہی میں رہا کرتے تھے (ورشام) تک نمازیں پڑھتے تھے بپھرے اور (ابن زیاد پر) خفا ہو کر بولے "اے حرامزادے جھوٹا تو ہے، تیرا باپ ہو اور وہ ہے جس نے تجھے حاکم بنایا۔ تو انبیاء کی اولاد کو قتل کرتا ہے اور صدیقین کی ایسی باتیں کرتا ہے" ابن زیاد نے حضرت عبداللہ کی طرف اشارہ کر کے کہا "اے خدا کے دشمن۔ عثمان کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟" حضرت عبداللہ نے جواب دیا "اللہ کا دشمن تو ہے۔ عثمان وہ شخص تھے جنہوں نے اچھا کیا اور برا کیا، اصلاح کی اور فساد کیا۔ خدا اپنے مخلوق پر حاکم ہے وہ عثمان اور دوسروں کے درمیان حق اور انصاف کے ساتھ فیصلہ کرے گا (تجھ سے اور عثمان کے معاملہ سے کیا مطلب) ہاں اگر تو پوچھنا ہی چاہتا ہے تو اپنے، اپنے باپ، یزید اور یزید کے باپ کے متعلق پوچھ (میں پورا جواب دونگا)" ابن زیاد نے کہا "میں تم سے کچھ نہ پوچھوں گا یہاں تک کہ تم کو موت کا مزہ نہ چکھا لوں"، حضرت عبداللہ نے جواب دیا "قبل اسکے کہ تیری ماں تجھے جنے میں نے خدا سے دعا کی تھی کہ وہ مجھے درجۂ شہادت پر فائز کرے اور میرا قاتل تمام مخلوق خدا میں بدترین دشمنِ خدا ہو۔ لیکن جب میری آنکھیں چلی گئیں تو میں مایوس ہو گیا۔ خدا کا شکر ہے کہ اس نے مجھے مایوس نہ ہونے دیا اور میری پرانی دعا قبول فرمائی" ابن زیاد منبر سے نیچے اترا اور حضرت عبداللہ کو شہید کر دیا"۔

(نور الابصار صفحہ ۱۳۲)

۷۰

روی الترمذی وغیرہ انہ کان عندہ زید بن ارقم فقال له "ارفع قضیبك فوالله لطالما رأیت رسول الله صلعم یقبل ما بین ھذین الشفتین وبکی"، فاغلظ له ابن زیاد القول فاغلظ له زید الجواب وکان بالمجلس رسول قیصر فقال متعجبا" ان عندنا فی خزانة فی دیر حافر حمار عیسی ونحن نحج الیه کل عام من الاقطار ونعظمہ کما تعظمون کعبتکم فاشھد انکم علی باطل"

(رسالت الصبان ص۱۹۰)

حضرت زید بن ارقم

(سختی کا سختی سے جواب)

ترمذی وغیرہ نے روایت کی ہے (کہ جب ابن زیاد نے امام حسینؓ کے دانتوں پر چھڑی مارنی شروع کی تو) حضرت زید ابن ارقم نے جو وہاں موجود تھے (تڑپ اٹھے اور) کہا "ابن زیاد اپنی چھڑی ہٹا لے۔ خدا کی قسم میں نے بارہا رسول اللہؐ کو ان ہونٹوں کو بوسہ لیتے ہوئے دیکھا ہے" یہ کہکر آپ رونے لگے۔ ابن زیاد نے آپ سے سخت کلامی کی اور آپ نے بھی اس کا سختی سے جواب دیا۔ اس دربار میں قیصر روم کا ایک سفیر بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے (پریشان ہوکر) تعجب سے کہا "ہمارے گرجا کے خزانہ میں حضرت عیسٰیؑ کے گدھے کا کُھر ہے اور ہم لوگ تمام اطراف دنیا سے آکر ہر سال اس کا حج کرتے ہیں اور اس کی تعظیم کرتے ہیں۔ جس طرح تم (مسلمان) اپنے کعبہ کی تعظیم کرتے ہو۔ (لیکن تم سب نے اپنے نبی کے نواسہ کو شہید کر دیا) میں گواہی دیتا ہوں کہ تم سب باطل پر ہو"

(رسالۃ النعمان ص ۱۹۰)

باب ششم (روایات واقوال)

"امام حسین علیہ السلام کی شخصیت اصحاب حسینؑ کی نگاہ میں"

فقال له اخوته واهل بيته واصحابه "لا نفارقك لحظة ولا يبقى الله ايانا بعدك ابداً"

(امام حسین علیہ السلام کے بھائیوں نے، آپ کے اہل بیت نے اور آپ کے تمام اصحاب نے مل کر کہا "اے نواسۂ رسولؐ خدا کی قسم ہم آپ کو (اس طرح اکیلا اور تنہا) ایک لمحہ بھر بھی نہیں چھوڑ سکتے۔ آپ کے بعد خدا ہم کو (اس دنیا میں) کبھی بھی باقی نہ رکھے"

(ینابیع المودۃ ص۳۳۹)

(٦١)

ثم ادخلوه على ابن زیاد فلما نظر مسلم الی تجبّره قالَ " السلام علیٰ من اتبع الهدیٰ وخشی عواقب الردی و اطاع الملك الاعلیٰ " فتبسم ابن زیاد - فقال بعض حجّابه "یا مسلم اما تریٰ الامیر ضاحكاً علیك لو قلت السلام علیك ایها الامیر" فقال مسلم " واللّٰه ما علمت انّ لی امیراً غیر الحسینؑ وانما یسلم علیه بالامارة من یخاف منه" فقال ابن زیاد "سواء علیك سلمت او لم تسلم فانك مقتول فی هذا الیوم"

(ابی مخنف ص ٣٦)

(۶۱)

حضرت مسلم بن عقیل

(میرے امیر صرف امام حسینؑ ہیں)

(حضرت مسلم بن عقیل کو دھوکے سے گرفتار کرکے) ابن زیاد کے لشکر والے آپ کو ابن زیاد کے پاس لائے۔ جب حضرت مسلم نے ابن زیاد کے غرور و نخوت کو دیکھا تو فرمایا "سلام ہو اس پر جو ہدایت کی پیروی کرے، ہلاکت کے انجام سے ڈرے اور سب سے بلند بادشاہ (خدا) کی اطاعت کرے" (یہ سُن کر) ابن زیاد مسکرایا۔ اتنے میں اس کے ایک دربان نے حضرت مسلم سے کہا "اے مسلم دیکھتے نہیں کہ امیر تمھارے اوپر ہنس رہا ہے۔ تم کو السّلام علیک ایہا الامیر کہنا چاہئے تھا"۔ حضرت مسلم نے (فوراً) جواب دیا (کیا بکتا ہے) "میرا امیر سوائے امام حسینؑ کے کوئی نہیں ابن زیاد کو امیر کہہ کر وہ سلام کرے جو اس سے ڈرتا ہو" ابن زیاد (بگڑ کر) بولا "مسلم خواہ سلام کرو یا نہ کرو آج قتل ضرور کئے جاؤ گے"۔

(ابو مخنف صفحہ ۳۶)

(۶۲)

فجمع الحسینؑ اصحابہ وقال "اثنی علی اللہ احسن الثناء واحمدہ علی الشدۃ والرخاء معاشر المسلمین لست اعلم اصحاباً اصبر منکم ولا اہل بیت اوفی وافضل من اہل بیتی فجزاکم اللہ عنی احسن الجزاء وانی اظن ان آخر ایامی ہذہ مع ہولاء القوم الظالمین وقد اجتکم فانتم فی حل منی ذمام وحرج وہذا اللیل قد انسدل علیکم فلیاخذ کل رجل منکم بید رجل من اہل بیتی وتفرقوا فی البیداء یمیناً وشمالاً عسی ان یفرج اللہ عنا وعنکم فان القوم یطلبونی دونکم"۔ فقال لہ "اخوتہ وبنو اخیہ وموالیہ وبنو عبد اللہ بن جعفر لم نفعل ذلک یا سیدنا ولا اراناً اللہ فیک سوء ولا مکروہا"، وفی البحار - "ابدا ہم بہذا القول العباس بن علی واتبعتہ الجماعۃ علیہ فتکلموا بمثلہ ونحوہ"

(بحار جلد ۱۰ - ومقتل ابو مخنف ص ۶۲)

○

(۶۲) امام حسینؑ کے بھائی، بھتیجے اور بھانجے

(ہم امام حسینؑ کا ساتھ ہرگز نہ چھوڑیں گے)

(شب عاشور) امام حسینؑ نے اپنے اصحاب کو اکٹھا کیا اور فرمایا "میں خدا کی حمد وثنا کرتا ہوں بہترین حمد وثنا (جیسے وہ لائق ہے) اور اس کی تعریف کرتا ہوں ہر تکلیف وآرام کے اوقات میں۔ اے گروہ مسلمین۔ میں نہیں جانتا کہ کسی شخص کے اصحاب تم سے زیادہ صابر و شاکر ہوں اور کسی کے اہل بیت میرے اہل بیت سے زیادہ وفادار اور افضل ہوں۔ خدا میری طرف سے تم لوگوں کو جزائے خیر دے۔ مجھے یقین ہے کہ ان ظالمین (لشکر یزید) کے ساتھ میرا یہ آخری دن ہے اس لئے میں تم لوگوں کو (یہاں سے چلے جانے کی) اجازت دیتا ہوں اور اپنی بیعت تم لوگوں کی گردنوں سے اٹھالیتا ہوں۔ دیکھو رات کی تاریکی چھائی ہوئی ہے۔ تم میں کا ہر ہر مرد میرے اہل بیت میں سے ایک ایک مرد کا ہاتھ پکڑے اور میدان میں داہنے بائیں متفرق ہو جائے عنقریب خدا ہمارے اور تمہارے لئے آسانی پیدا کرے گا (اور تم سے مصیبتوں کو دور کرے گا) کیونکہ لشکر یزید مجھے چاہتا ہے ان کو تم سے کوئی مطلب نہیں"۔ (امام حسینؑ کی یہ تقریر سنکر) آپ کے بھائی، بھتیجے، غلام اور اولاد عبد اللہ ابن جعفر نے مل کر کہا "اے ہمارے سردار ہم ہرگز ایسا نہیں کر سکتے (کہ آپ کو تنہا چھوڑ کر چلے جائیں) خدا نہ کرے ہماری زندگی میں آپ پر کوئی مصیبت آنے پائے"۔

بحار میں ہے کہ سب سے پہلے حضرت عباسؑ بن علیؑ نے اس گفتگو کی ابتدا کی پھر امام حسینؑ کے تمام عزیزوں نے وہی کہا جو حضرت عباسؑ نے فرمایا"۔

(بحار جلد ۱۰، ابو مخنف ص۶۲)

۶۳

فقال الحسینؑ "یا بنی عقیل حسبکم من القتل بمسلم بن عقیل فاذهبوا انتم فقد اذنت لکم" فقالوا "سبحان الله ما یقول الناس و ماذا نقول انا ترکنا شیخنا و سیدنا و بنو عمومتنا خیر الاعمام ولم نرم معهم بسهم ولم نطعن معهم برمح ولم نضرب معهم بسیف ولا ندری ما صنعوا لا والله ما نفعل ذلک ولکن نفدیک بانفسنا و اموالنا و اهلینا و نقاتل معک حتی نرد موردک فقبح الله العیش بعدک"

(بحار جلد ۱۰ صـ ۱۹۱)

۹۴

اولاد حضرت عقیل بن ابی طالب

(ہماری جانیں، ہمارے بچے، ہمارا مال سب امام حسینؑ پر قربان)

امام حسین علیہ السلام نے اولاد حضرت عقیل سے فرمایا "اے اولاد عقیل، مسلم ابن عقیل کا شہید ہو جانا تمہارے لئے کافی ہے۔ میں تم سب کو اجازت دیتا ہوں (پردۂ شب حائل ہے) تم سب کے سب چلے جاؤ"، اولاد حضرت عقیل نے ملکر جواب دیا "سبحان اللہ (اے ہمارے سردار اگر ہم آپ کو چھوڑ کر چلے جائیں تو) لوگ ہم کو کیا کہیں گے اور ہم ان سے کیسے کہیں گے کہ ہم نے اپنے بزرگ و سردار اور بہترین چچا کی اولاد کو (دشمنوں میں) چھوڑ دیا اور ہم نے ان کے ساتھ رہ کر (ان کے دشمنوں کے مقابلہ میں) ایک تیر بھی نہ پھینکا نہ نیزہ بازی کی، نہ تلوار چلائی اور نہ ان کے حالات سے واقف رہے۔ خدا کی قسم ہم ایسا ہرگز نہیں کر سکتے (اور آپ کو تنہا ہرگز نہیں چھوڑ سکتے) بلکہ ہم اپنی جانیں، اپنا مال اور اپنے بچوں کو آپ پر قربان کر دیں گے یہانتک کہ آپ کے ساتھ ہم سب قتل ہو جائیں (اے ہمارے سردار) آپ کے بعد ہماری زندگی بیر لطف ہے"

(بحار جلد ۱۰ صفحہ ۱۹۱)

۶۴

وسار قیس بن مسهر طالبا الکوفۃ فلما بلغ القادسیۃ اخذہ الحصین بن نمیر واوثقہ کتافاً وبعث بہ الی ابن زیاد فلما وصل الیہ قال لہ " یا فتی اصعد المنبر وسب الکذاب بن الکذاب یعنی الحسین "، فصعد المنبر فحمد اللہ واثنی علیہ وذکر النبیؐ فصلی علیہ ثم قال " ایھا الناس ھذا الحسینؑ قد فارقتہ من الحاجر من بطن الرملۃ وانا رسولہ الیکم فاجیبوہ "، ثم سب یزید وابن زیاد وصلی علی الحسینؑ وعلی ابیہ وجدہ فامر ابن زیاد ان یرمی من اعلی القصر فرمی بہ فتقطع قطعاً رضوان اللہ علیہ۔

(ابو مخنف صـ ۲۲)

۶۴

حضرت قیس بن مسہر

(دشمن حسینؑ کے سامنے حسینؑ پر درود و سلام)

قیس بن مسہر صیداوی (امام حسینؑ کا خط لیکر) کوفہ کی طرف روانہ ہوئے۔ جب قادسیہ پہونچے تو (ابن زیاد کے جاسوس) حصین ابن نمیر نے آپ کو گرفتار کر لیا اور ابن زیاد کے پاس بھیجدیا۔ جب آپ ابن زیاد کے پاس پہونچے تو ابن زیاد نے آپ سے کہا "اے جوان منبر پر جا اور (معاذ اللہ) جھوٹے اور جھوٹے کے بیٹے حسینؑ کو برا کہہ" قیس بن مسہر منبر پر گئے، خدا کی حمد و ثنا کی، حضرت نبیؐ کا ذکر کیا اور ان پر درود بھیجا پھر فرمایا "اے لوگو میں امام حسینؑ کو مقام حاجز پر چھوڑ کر آیا ہوں (وہ تم لوگوں تک پہونچنا ہی چاہتے ہیں) میں تم لوگوں کی طرف ان کا پیغامبر ہوں۔ تم امام کی مدد کے لئے تیار رہو جاؤ"

پھر آپ نے یزید اور ابن زیاد کو بُرا کہا اور امام حسینؑ، ان کے پدر بزرگوار (حضرت علیؑ)، ان کے نانا (حضرت محمدؐ) پر درود بھیجا۔ ابن زیاد (سخت برہم ہوا اور) حکم دیا کہ آپ کو قلعہ کی بلندی سے نیچے پھینک دیا جائے۔ چنانچہ آپ کو قصر کی بلندی سے گرا دیا گیا اور آپ کے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔"

(ابو مخنف ص۴۳)

٦٥

ثم حمل على القوم وقال "يا اهل الكوفة يا اهل الغدر و المكر علام دعوتم بهذا الامام و زعمتم انكم تنصرونه حتى اذا اتاكم غدرتم به وتعديتم عليه واحطتم به من كل جانب ومكان و منعتموه و اهله من الرجوع الى ماشاء من هذه الارض العريضة فاصبح فى ايديكم وحيداً ومنعتموه و اهل بيته من شرب الماء الذى تشرب منه اليهود و النصارى و الكلاب و الخنازير بئس والله ما خلفتم نبيكم فى اهل بيته و ذريته مالكم لا اسقاكم الله يوم العطش الاكبر ثم بكى بكاء عالياً و برز وهو يرتجز"

(ابو مخنف صـ ٤٨)

(۶۵)

حضرت حر

(لشکر یزید سے خطاب)

(امام حسینؑ سے رخصت ہو کر) حضرت حر نے لشکر یزید پر حملہ کیا اور (بہ آواز بلند) فرمایا "اے کوفہ کے باشندو! اے دھوکہ باز اور مکارو! تم نے (مسلسل خطوط بھیجکر) امام (حسینؑ) کو بلایا اور سمجھتے تھے کہ تم ان کی مدد کرو گے۔ لیکن جب امام حسینؑ تمہارے پاس آ گئے تو تم نے ان سے بے وفائی کی۔ تم نے ان پر ظلم کیا اور ہر طرف سے ان کو گھیر لیا اور ان کو اور ان کے اہل بیتؑ کو اس لمبی چوڑی زمین پر کسی طرف چلے جانے سے روک دیا (آج) وہ یکہ و تنہا تمہارے قبضہ میں ہیں۔ یہ پانی جس کو یہودی، عیسائی، کتے اور سور تک سب پیتے ہیں اس کو تم نے ان پر، ان کے اہل بیتؑ پر اور ان کی ذریت پر بند کر دیا ہے۔ اپنے نبی کے اہل بیت اور ذریت کے ساتھ تم نے بہت برا سلوک کیا۔ لہذا تمہیں ہرگز اس (قیامت کے) دن سیراب نہ کرے جس دن بہت سخت پیاس ہوگی"۔ پھر حضرت حرؓ دھاڑیں مار مار کر روئے اور رجز پڑھتے ہوئے میدانِ جنگ کی طرف بڑھے۔

(ابو مخنف ص۷۸)

ثم برز حبیب ویقول

"انا حبیب وابی مظاہر ÷ فارس الهیجا ولیث قسور
سبط النبیؐ اذا اتی یستنصر ÷ یا شر قوم فی الوریٰ واکفر

(ینابیع المودۃ ص ۳۴۲)

نادی الحسینؑ "یا عمر بن سعد انسیت شرائع الاسلام الا تکف عنا الحرب حتیٰ نصلی" فلم یجبہٗ عمر فناداہ الحصین بن نمیر "یا حسین صلّ فان صلوٰتک لا تقبل" فقال له حبیب بن مظاہر "ویلک لا تقبل صلوٰۃ الحسین وتقبل صلوٰتک یا بن الخمّارۃ"

(ابو مخنف ص ۶۵)

۶۶

حضرت حبیب بن مظاہر

(ہم نواسۂ رسولؐ کی مدد ضرور کریں گے)

پھر حضرت حبیب ابن مظاہر ایک بہادرانہ انداز سے رجز پڑھتے ہوئے (میدانِ جنگ کی طرف) روانہ ہوئے آپ فرما رہے تھے "میں حبیب ہوں میرے باپ مظاہر تھے، میں میدان جنگ کا شہسوار ہوں اور غضبناک شیر (کی طرح حملہ کرنے والا) ہوں۔ اے کافرو اور تمام مخلوق خدا میں بدترین قوم۔ جب حضرت نبیؐ کے نواسے حسینؑ مدد مانگ رہے ہیں تو ان کی مدد ضرور کرنی چاہیئے"

(ینابیع المودۃ ص۳۴۲)

○

حضرت امام حسینؑ نے بہ آواز بلند فرمایا "اے عمر بن سعد کیا تو ارکان اسلام کو بھی بھول گیا۔ کیا اتنی دیر لڑائی ملتوی نہیں کر سکتا کہ ہم نماز پڑھ لیں؟" عمر بن سعد نے کوئی جواب نہ دیا۔ حصین بن نمیر نے کہا "اے حسینؑ پڑھ لو نماز مگر تمہاری نماز قبول نہ ہوگی"، حضرت حبیب بن مظاہر نے جواب دیا "اے حرامزادے تجھ پر لعنت ہو۔ تیری نماز تو قبول ہو گی اور حسینؑ (فرزند رسولؐ) کی نماز نہ قبول ہو گی"

(الہ مخنف ص۶۵)

٦٧

ثم قام إليه مسلم بن عوسجة وقال " أنخليك يا ابن رسول الله
وحيداً فريداً فبما نعتذر غداً عند جدك وأبيك وأمك
وأخيك والله لأكسرن فيهم رمحي ولأضربنهم بسيفي ما ثبت
قائمه بيدي والله لو لم يكن معي سلاح أقاتلهم به لأقاتلهم
بالحجارة حتى يعلم الله أني قد حفظت ذرية نبيه والله
لو أني أقتل ثم أحيى ثم أقتل ثم أحرق ويفعل بي ذلك سبعين
مرة ما تركتك فكيف وهي قتلة واحدة وبعدها الكرامة"

(أبو مخنف ص ٦٢)

۶۷

حضرت مسلم بن عوسجہ

(جوشِ جہاد)

پھر حضرت مسلم بن عوسجہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا "اے فرزند رسولؐ کیا ہم آپ کو (دشمنوں میں) یکہ وتنہا چھوڑ دیں تو پھر کل (قیامت میں) آپ کے نانا (محمدؐ مصطفٰےؐ) آپ کے پدر بزرگوار (علیؑ مرتضیٰ) آپ کی مادر گرامی (فاطمہ زہراؑ) آپ کے بھائی (حسنؑ مجتبیٰ) کو کیا منہ دکھائیں گے۔ خدا کی قسم میں آپ کے دشمنوں کے سینوں کو اپنے نیزہ سے چھلنی کر دوں گا اور جبتک میرے ہاتھ میں تلوار کا قبضہ رہے گا۔ اپنی تلوار سے آپ کے دشمنوں کو قتل کرتا رہوں گا اور اگر میرے پاس کوئی ہتھیار جنگ نہ رہا تو میں آپ کے دشمنوں کو پتھر مارتا رہوں گا تاکہ خدا جان لے کہ میں نے اس کے نبیؐ کی ذریت کی حفاظت کی۔ خدا کی قسم اگر میں ستر مرتبہ قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں پھر قتل کیا جاؤں پھر جلا دیا جاؤں تب بھی آپ کا ساتھ نہ چھوڑوں گا چہ جائیکہ ایک مرتبہ کا قتل ہونا جس کے بعد مجھے (ہمیشہ باقی رہنے والی) بزرگی اور کرامت ملے گی"۔

(ابو مخنف صـ۶۲)

٦٨

فخرج اليهم زهير بن القين ونادى باعلى صوته "ايها الناس ان حق المسلم على المسلم النصيحة ونحن وانتم على دين واحد وقد ابتلانا الله بذرية نبيه لينظر ما نحن وانتم صانعون وانا ادعوكم الى نصرته وخذلان الطغاة وان الحسين احق بالنصرة والمودة من ابن سمية"

(ابو مخنف ص ٥٥)

ثم قام زهير بن القين وقال "والله يابن رسول الله لوددت انى قتلت ثم نشرت الف مرة وان الله تعالى قد دفع القتل عنك وعن هؤلاء الفتية من اخوانك وولدك واهل بيتك"

(لهوف ص ٤٠)

۶۸

حضرت زہیر بن قین

(نصرت حسینؑ کی طرف دعوت)

حضرت زہیر بن قین لشکر یزید کی طرف آئے اور بہ آواز بلند فرمایا "اے لوگو! مسلمان کا حق ہے کہ مسلمان کو نصیحت کرے۔ ہمارا اور تمہارا دین ایک ہے خدا اپنے نبیؐ کی ذریت کے معاملہ میں ہمارا امتحان لے رہا ہے تاکہ دیکھے کہ ہم اور تم (اہل بیت رسولؐ کے ساتھ) کیسا سلوک کرتے ہیں۔ میں تم کو حسینؑ کی نصرت و مدد کیطرف دعوت دیتا ہوں اور سرکشوں کو چھوڑ دینے کی نصیحت کرتا ہوں ایک بدکار عورت کے لڑکے (ابن زیاد) کی محبت اور مدد سے زیادہ (فرزند رسولؐ) حسینؑ محبت اور نصرت کے مستحق ہیں"

(ابو مخنف ص۵۵)

پھر حضرت زہیر بن قین کھڑے ہوئے اور عرض کیا "اے فرزند رسولؐ خدا کی قسم اگر میں ایک ہزار مرتبہ قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں (پھر قتل کیا جاؤں) اور میرے قتل ہو جانے سے آپ، آپ کے بھائی، آپ کی اولاد اور آپ کے اہل بیت محفوظ رہیں تو میں قتل ہونے کے لئے خوشی سے تیار ہوں"

(لہوف ص۷۰)

(۶۹)

ثم برز جون مولیٰ ابی ذر وکان عبداً اسود فقال له الحسینؑ "انت فی اذن منّی"، فقال "یا ابن رسولؐ الله انا فی الرخاء الحس قصاعکم وفی الشدة اخذلکم والله ان ریحی لمنتن وان حسبی للئیم ولونی لاسود فتنفس علی بالجنة فتطیب ریحی ویشرف حسبی ویبیض وجهی لا والله لا افارقکم حتی یختلط هذا الدم الاسود مع دمائکم ثم قاتل رضوان الله علیه حتی قتل"

(لہوف ص۱۴)

(۶۹)

حضرت جون

(حسینؑ کی بندہ نوازی)

پھر جون حضرت ابوذر کے غلام آگے بڑھے۔ آپ ایک حبشی غلام تھے۔ امام حسینؑ نے آپ سے فرمایا "جونؔ تم کو میری طرف سے اجازت ہے" (تم یہاں سے چلے جاؤ) جون نے عرض کیا "فرزند رسولؐ میں آرام کے زمانے میں تو آپ کے (دسترخوان کے) پیالے چاٹتا رہا اور مصیبت کے وقت آپ کو چھوڑ دوں؟ بیشک میرے جسم کی بو خراب ہے، میرا حسب و نسب اچھا نہیں اور میرا رنگ سیاہ ہے (لیکن آپ کی حفاظت کرکے، شہادت کے بعد) میں جنت میں جاؤں گا، میرے جسم سے خوشبو آنے لگے گی، میرا حسب نسب بزرگ ہو جائے گا اور میرا چہرہ نورانی ہو جائے گا۔ خدا کی قسم میں ہرگز آپ کو تنہا نہیں چھوڑ سکتا یہاں تک کہ میرا یہ سیاہ خون آپ لوگوں کے پاکیزہ خون سے مل جائے" پھر آپ نے جنگ کی اور شہید ہو گئے۔

(لہوف ص۴۷)

ثم اقبل علیہ السلام علی اصحابہ وقال لہم "یا اصحابی لیس طلب القوم غیری فاذا جنّ علیکم اللیل فسیروا فی ظلمتہ الی ما شئتم من الارض" فقالوا باجمعہم "یا ابن بنت رسول اللہ بای وجہٍ نلقی اللہ و نلقی جدک واباک لا کان ذلک ابدا و نقتل انفسنا دونک"

(ابو مخنف صلا)

قالوا "انفسنا لک الفداء نقیک بایدینا و وجوہنا فاذا نحن قتلنا بین یدیک نکون قد وفینا لربنا وقضینا ما علینا"

(لہوف صلا)

تمام اصحاب حسینؑ

(خلوص و عقیدت کا مظاہرہ)

پھر امام حسینؑ نے اپنے اصحاب سے فرمایا "اے میرے اصحاب۔ ان دشمنوں کو میرے علاوہ اور کسی کی تلاش نہیں۔ اس لئے جب رات آجائے تو اس کی تاریکی میں تمہارا جدھر جی چاہیے نکل جاؤ۔ (میں تم سب کو اجازت دیتا ہوں) لیکن تمام اصحاب نے ملکر جواب دیا "اے رسولؐ کی صاحبزادی کے فرزند اگر ہم آپ کو تنہا چھوڑ دیں گے تو) ہم آپ کے نانا (رسولِؐ خدا) پدر بزرگوار (علیؑ مرتضیٰ) کو کیا منہ دکھائیں گے۔ خدا کی قسم ہم ہرگز آپ کا ساتھ نہ چھوڑیں گے۔ اور ہم سب آپ کے سامنے شہید ہو جائیں گے"۔

(ابو مخنف صفحہ ۶۱)

تمام اصحاب نے عرض کیا "(اے فرزند رسولؐ) ہماری جانیں آپ پر قربان۔ ہم اپنے ہاتھوں اور اپنے چہروں سے آپ کی حفاظت کریں گے۔ اور جب ہم سب آپ کے سامنے شہید ہو جائیں گے تو سمجھیں گے کہ ہم نے اپنے خدا کا وعدہ پورا کیا اور اپنے فرض کو ادا کیا"۔

(الہوف صفحہ ۴۴)

بابِ ہفتم (اقوال)

(الف)

"امام حسین علیہ السّلام کی شخصیت مفکرین اسلام کی نگاہ میں"

"انہ علیہ السّلام فی ذالک الوقت افصح من نطق کانت الفصاحۃ لدیہ خاضعۃ والبلاغۃ لامرہ سامعۃ طائعۃ اما نظمہ فیجد طہل الکلام جوہر عقد منظوم و مشہر برد مرقوم"

○

امام حسین علیہ السّلام اپنے زمانے کے تمام متکلمین میں سب سے زیادہ فصیح تھے فصاحت اور بلاغت آپ کی فرمانبردار اور آپ کا حکم بجالانے والی (کنیز) تھی۔ سلسلۂ کلام میں آپ کے اشعار دھاگے میں پروئے ہوئے موتی کی طرح اور حسن و خوبی میں منقش چادر کی طرح معلوم ہوتے ہیں"

(مطالب السئول ص۲۲۷)

۱۷

في بيت النبوة المشرقة بالانسانية المثلى والمتصلة بالسماء بوشائج الوحي الالهي من اب هو علي بن ابي طالب الذي كان عنوان المروءة والرجولة ليس في التاريخ العربي وحده بل في التاريخ الانساني جميعاً من ام هي فاطمة الزهراء بنت محمد بن عبد الله التي تحمل قبسا من روحه وفيضا من نوره ولد في احدى ليالي شعبان من السنة الرابعة للهجرة طفل لا كالاطفال تطل الانسانية من وجوده وكانها من معاني الالوهية وقد دعي ذلك الطفل حسيناً"

(اعلام الهدى ص۱۸ بحواله بلاغة الحسين)

۷۱

حسن احمد البیرونی

(حسینؑ فخر انسانیت و مظہر صفات الوہیت)

استاد حسن احمد البیرونی لکھتے ہیں:۔

"نبوت کے ایسے گھر میں جہاں انسانیت کے صفات روشن تھے اور جہاں آسمان سے وحی الٰہی کا سلسلہ جاری رہا۔ باپ حضرت علیؑ ابن ابی طالب جو نہ صرف تاریخ عرب میں بلکہ تاریخ انسانیت میں سرنامۂ شجاعت و جوانمردی تھے اور ماں حضرت فاطمہؑ بنت محمد مصطفیٰؐ جو روح محمد مصطفیٰؐ اور نور رسالت کی ایک روشن جزو تھیں (انہیں دونوں ماں باپ سے) شعبان ۴ھ کی ایک رات کو ایک بچہ پیدا ہوا۔ یہ بچہ معمولی بچہ کی طرح نہ تھا بلکہ انسانیت کو عزت بخشنے والا اور معانی الوہیت کو ظاہر کرنے والا تھا۔ یہی بچہ حسینؑ کے نام سے مشہور ہوا"

(دار الہلال ص۱۸۵ بحوالہ بلاغت الحسینؑ)

(۴۲)

ومن ثم کان علیہ السّلام جدیرا بان یسمی البناء الثانی فی الاسلام بعد جدہ المصطفٰی صلوٰۃ اللہ علیہ وبانہ المجدد لبنایۃ التوحید کما یقول الشاعر الہندی معین الدین اجمیری علیہ رحمہ اللہ

شاہ ہست حسینؑ پادشاہ ہست حسینؑ ❊ دین ہست حسینؑ دین پناہ ہست حسینؑ
سر داد نہ داد دست در دست یزید ❊ حقا کہ بنائے لا الہ ہست حسینؑ

(سمو المعنی فی سمو الذات ص ۱۱۳)

(۷۴)

علامہ علائلی

(اسلام کا دوسرا بانی)

(علامہ علائلی سید الشہداء امام حسین علیہ السّلام کی شخصیت اور آپ کے کارہائے نمایاں سے متاثر ہو کر تحریر فرماتے ہیں کہ امام حسینؑ نے ایک عظیم الشان قربانی پیش کر کے دین اسلام کو بچایا) اسی لئے آپ اس بات کے حق دار ہیں کہ آپ کو آپ کے نانا محمد مصطفیٰؐ کے بعد اسلام کا دوسرا بانی کہا جائے۔ بلیشک آپ توحید کی بنیادوں کے مضبوط کرنے والے اور اس کے مجدد ہیں۔ جیسا کہ شاعر ہند خواجہ معین الدین چشتی اجمیری نے اپنی رباعی میں کہا ہے:-
حسینؑ شاہ ہیں، حسینؑ بادشاہ ہیں، حسینؑ دین ہیں حسینؑ دین کے پناہ دینے والے ہیں۔ حسینؑ نے راہ خدا میں اپنا سر دے دیا مگر یزید ایسے بدکار کی بیعت نہ کی۔ بلیشک حسینؑ ہی نے دین خدا (اسلام) کی بنیادیں استوار کیں"

(سمو المعنی فی سمو الذات ص۱۱۳)

(٤٣)

ان الکمالات التی افترقت فی الانبیاء علیہم السّلام قد اجتمعت فی نبینا وقد زیدت له کمالات اخر ولکن بقی له کمال لم یحصل له بنفسه وہی الشہادۃ فاقتضت حکمۃ اللّٰہ ان یلحق ہذ الکمال العظیم بسائر کمالاته بعد وفاته وانقضاء ایام خلافته التی تنافی المغلوبیۃ والمظلومیۃ برجال من اہل بیته بل باقرب اقاربه واعز اولادہ ومن یکون فی حکم ابنائه حتی تلحق حالہم بحاله ویندرج کمالہم فی کماله فتوجہت عنایۃ اللّٰہ بعد انقضاء ایام الخلافۃ الی ہذ الالحاق فاستنابت الحسنین علیہما السّلام مناب جدہما وجعلہما مرأتین لملاحظته وخدین لجماله"

(سر الشہادتین)

○

(۴۷) محدث دہلوی

(حسینؓ کی شہادت رسولؐ کی شہادت ہے)

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی تحریر فرماتے ہیں کہ وہ کمالات جو انبیائے کرام میں علیحدہ علیحدہ پائے جاتے تھے وہ ہمارے نبیؐ حضرت محمدؐ کی ایک ذات میں موجود تھے بلکہ آپ میں ایسے کمالات بھی تھے جو کسی نبی (یا رسول) میں نہیں پائے گئے۔ لیکن ایک کمال آپ کی ذات میں نہ تھا اور وہ تھی صفت شہادت چونکہ مغلوبیت اور مظلومیت آپ کی شان کے خلاف تھی (جو درجہ شہادت حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے) اس لئے حکمت خدا کا تقاضہ ہوا کہ صفتِ شہادت کا الحاق آپ کے وصال کے بعد آپ کے تمام کمالات کے ساتھ کیا جائے (وہ اس طرح ممکن تھا کہ) آپ کے اہل بیت میں سے بلکہ آپ کے قریبی رشتہ داروں میں سے کچھ نفوس اور آپ کی وہ اولاد جو آپ کے بیٹوں کے حکم میں ہو شہید ہوں تاکہ ان کا کارنامہ آپ کا کارنامہ سمجھا جائے اور ان کا کمال آپ کے کمالات میں شمار کیا جائے۔ اس لئے خدا نے چاہا کہ حضرت محمدؐ کے زمانۂ نبوت کے ختم ہونے کے بعد صفت شہادت کا آپ کے صفات کے ساتھ الحاق کیا جائے۔ لہٰذا خدا نے حسنؑ اور حسینؑ کو رسول کا نائب قرار دیا اور حسنؑ و حسینؑ کو آپ کے کمال و جمال کا آئینہ قرار دیا (حسنؑ و حسینؑ علیہما السلام نے شہید ہو کر رسول اللہؐ کے صفات میں صفت شہادت کا اضافہ کیا اور اس طرح حسنؑ اور حسینؑ شہید نہیں ہوئے بلکہ رسول اللہؐ شہید ہوئے)

(سر الشہادتین)

۴۲

فلیس فی العالم اسرۃ انجبت من الشھداء من انجبتھم
اسرۃ الحسینؑ عدۃ وقدرۃ وذکرۃ وحسبہ انہ وحدہ
فی تاریخ ھذہ الدنیا الشھید ابن الشھید ابو الشھداء
فی مئات السنین»

(ابو الشھداء ص۲۳ بحوالہ البلاغت الحسین)

عباس محمود العقاد

(امام حسینؑ، شہید، شہید کے فرزند اور شہداء کے باپ ہیں)

(عصر حاضر کے مشہور مورخ و ادیب عباس محمود العقاد سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام کے متعلق جو عقیدہ رکھتے ہیں۔ حسب ذیل الفاظ میں پیش کرتے ہوئے)
"شرافت، تعداد، قدر و منزلت اور ذکر و تذکرہ کے اعتبار سے ساری دنیا میں شہیدوں کا کوئی خاندان (اور گروہ) امام حسینؑ (شہید کربلا) کے خاندان (اور ان کے اصحاب) کا مقابلہ نہیں کر سکتا"۔ امام حسینؑ کی فضیلت جاننے کے لئے اتنا سمجھنا کافی ہے کہ اس دنیا کی تاریخ میں آپ خود شہید، شہید کے فرزند اور بہت سی صدیوں میں شہید ہونے والوں کے باپ ہیں"

(ابو الشہداء ص ۲۳ بحوالہ بلاغت الحسین)

(۷۵)

وقد حل الامام الحسین رضی اللہ عنہ من ھذا البیت الشریف فی اوج ذراہ وعلا فیہ علوا تطامنت الثریا عن ان تصل الی معناہ ولما انقسمت غنائم المجد کان لہ منہ السھم الاوفر والحظ الاکبر،،

(کتاب الاتحاف ص ۱۹ بحوالہ بلاغت الحسین)

O

علامہ شبراوی

(فضائل امام حسینؑ کی عظمت)

علامہ شبراوی تحریر فرماتے ہیں :-

" اہل بیت رسالت میں امام حسین علیہ السّلام فضائل کے ان بلند مقامات پر ہیں کہ ثریا بھی آپ کے کمالات تک نہیں پہونچ سکتی ۔ (روز ازل) جب فضائل اور بزرگیاں تقسیم کی گئیں تو سب سے زیادہ حصہ امام حسین علیہ السّلام ہی کو ملا "

(کتاب الاتحاف صہ ۱۹ بحوالہ بلاغت الحسین)

(ب)

امام حسین علیہ السّلام کی شخصیت مفکرین مغرب کی نگاہ میں،

"With an equal measure of Piety, Hossain, the younger brather of Hassan, inherited a remnant of his father's spirit"

حضرت علیؑ علیہ السّلام کے چھوٹے صاحبزادے حضرت امام حسینؑ اپنے پدر بزرگوار کے تمام فضائل وکمالات روحانیہ کے صحیح وارث اور سچے جانشین تھے "

(گبن)

(۷۶)

واشنگٹن ارونگ

(مذہبی ریفارمر)

مسٹر واشنگٹن ایک مشہور مفکر مغرب لکھتا ہے :-

"۱۰ محرم الحرام ۶۱ھ مطابق ۱۰ اکتوبر ۶۸۰ء اس لاجواب لڑائی کی تاریخ ہے۔ کئی ہزار افواج کے ساتھ لڑنے میں بہتر آدمیوں کا زندہ رہنا محال تھا۔ زندگی تلف ہو جاتے کا یقین کامل تھا نہایت آسانی سے ممکن تھا کہ امام حسینؑ یزید سے اس کی تمنا کے موافق بیعت کر کے اپنی جان بچا لیتے مگر اس ذمہ داری کے خیال نے جو مذہبی ریفارمر کی طبیعت میں ہوتا ہے اس بات کا اثر نہ ہونے دیا اور نہایت سخت مصیبت اور تکلیف پر ایک بے مثل صبر و استقلال کے ساتھ قائم رکھا۔ اولاد کا سامنے قتل عام ہونا۔ چھوٹے چھوٹے معصوم بچوں کا مارا جانا۔ زخموں کی تکلیف۔ عرب کی دھوپ پھر اس دھوپ میں زخمی کی پیاس۔ یہ ایسی تکلیفیں نہ تھیں جو کسی شخص کو اپنے ارادہ پر قائم و دائم رہنے دیتیں"

(۷۷)

کارلائل

(شہادت حسینؑ سے کیا سبق ملتا ہے)

ہیروز اور ہیرو ورشپ کے مصنف مسٹر کارلائل لکھتے ہیں:۔

"آؤ ہم دیکھیں کہ واقعہ کربلا سے ہم کو کیا سبق ملتا ہے۔ سب سے بڑا سبق یہ ہے کہ شہدائے کربلا کو خدا کا کامل یقین تھا اور وہ اپنی آنکھوں سے اس دنیا سے اچھی دنیا دیکھ رہے تھے۔ اس کے علاوہ قومی غیرت اور حمیت کا بہترین سبق ملتا ہے جو اور کسی واقعہ سے نہیں ملتا۔ اور ایک نتیجہ یہ بھی حاصل ہوتا ہے کہ جب دنیا میں معصیت اور غضب وغیرہ بہت ہو جاتا ہے تو خدا کا قانون قربانی مانگتا ہے۔ اس کے بعد تمام راہیں صاف ہو جاتی ہیں"

(78)

"HE PRESSED HIS FRIENDS TO CONSULT THEIR SAFETY BY A TIMELY FLIGHT; THEY UNANIMOUSLY REFUSED TO DESERT OR SERVIUE THEIR BELOVED MASTER AND THEIR COURAGE WAS FORTIFIED BY A FERVENT PRAYER AND THE ASSURANCE OF PARADISE.

ON THE MORNING OF FATAL DAY HE MOUNTED ON THE HORSE BACK WITH HIS SWORD IN ONE HAND AND THE KORAN IN THE OTHER, HIS GENEROUS BAND OF MARTYRS CONSISTED ONLY OF THIRTY TWO HORSE AND FORTY FOOT."

(DECLINE AND FALL OF ROMAN EMPIRE PP. 287)

GIBBON

(۷۸)
گبن

(صبح عاشور)

امام حسینؑ نے اپنے اصحاب پر زور دیا کہ وہ (میدانِ کربلا سے) فوراً ہٹ کر اپنی (جانوں کی) حفاظت کریں۔ لیکن تمام (اعزا اور اصحاب) نے اپنے پیارے اور جان سے زیادہ عزیز امام کو تنہا چھوڑنے سے انکار کر دیا۔ امام حسینؑ نے دعا کر کے اور جنت کا یقین دلا کر ان کی ہمت افزائی کی۔ روز عاشور کی ہولناک صبح کو امام حسینؑ گھوڑے پر سوار ہوئے۔ آپ کے ایک ہاتھ میں تلوار اور ایک ہاتھ میں قرآن مجید تھا آپ کے ساتھی شہداء کا بہادر اور سخی گروہ صرف بتیس سوار اور چالیس پیادوں پر مشتمل تھا"

(ڈکلائن اینڈ فال آف رومن امپائر ص۲۸۷ گبن)

ایڈورڈ گبن۔ دوسرے مقام پر لکھتا ہے :-

"حضرت امام حسینؑ کا پر درد واقعہ ایک دور دراز ملک میں ہوتا ہوا جو بے رحم اور سنگدل کو بھی متاثر کر دیتا ہے۔ اگرچہ کوئی کتنا ہی بے رحم ہو مگر امام حسینؑ کا نام سنتے ہی اس کے دل میں ایک جوشش ہمدردی پیدا ہو جائے گا"

(79)

"THE GLORY OF MARTYDOM SUPERSEDED THE RIGHT OF PRIMOGENITURE, AND THE TWELVE IMAMS OR PONTIFFS ARE ALI, HASAN, HUSAIN AND THE LINEAL DESCENDANTS OF HUSAIN TO THE NINTH GENERATION. WITHOUT ARMS OR TREASURES, OR SUBJECTS, THEY SUCEESSINELY ENJOYED THE VENERATION OF THE PEOPLE AND PROVOKED THE JEALOUSY OF THE REIGNING CALIPH. THEIR NAMES WERE OFTEN THE PRETENCE OF SEDITION AND CIVIL-WAR:— BUT THESE ROYAL SAINTS DESPISED THE POMP OF THE WORLD, SUBMITTED TO THE WILL OF GOD AND THE INJUSTICE OF MAN AND DEVOTED THEIR INNOCENT LINES TO THE STUDY AND PRACTICE OF RELIGON"

(Decline and Fall of Roman Empire PP. 289)

(۷۹)

(شہادتِ حسینؑ کے اثرات)

(امام حسین علیہ السلام کی) شاندار شہادت نے (منصب امامت کے) حقوق کو مستحکم بنادیا۔ اور بارہ امام یا (مذہب اسلام کے) برگزیدہ عالم حضرت علیؑ، حضرت حسنؑ، حضرت حسینؑ اور حضرت حسینؑ کی ذریت میں نویں نسل تک ہیں۔ (یعنی حضرت علی، حضرت حسنؑ، حضرت حسینؑ اور نو امام حضرت حسینؑ کی ذریت ہیں۔ اس طرح کل بارہ امام ہیں) بغیر فوج، خزانے اور رعیت کے ان اماموں نے (اپنی روحانیت سے عوام کی توجہ کو اپنی طرف موڑ لیا) عوام ان کی نہایت درجہ تعظیم کرتے تھے اور اسی وجہ سے (ان کے زمانے کے) حکمران خلفاء ان سے حسد کیا کرتے تھے۔ ان کے ناموں کو اکثر ہنگاموں اور ملک میں اندرونی لڑائیوں کا ذریعہ بنایا گیا۔ لیکن یہ شاہی پیشوایانِ مذہب خود ہمیشہ دنیاداری اور مادی شان و شوکت کو برا سمجھتے رہے۔ یہ ہمیشہ خدا کی مرضی کے مطابق چلتے رہے۔ لوگوں کے ساتھ ان کا برتاؤ منصفانہ رہا اور انھوں نے اپنی تمام معصومانہ زندگی مذہب (اسلام) کی تعلیم و تبلیغ میں اور اعمالِ صالحہ میں صرف کردی"

(ڈکلائن اینڈ فال آف رومن ایمپائر ص ۲۸۹) (گبن)

(80)

"HUSAIN MARCHED WITH HIS LITTLE COMPANY NOT TO GLORY, NOT TO POWER OR WEALTH, BUT TO A SUPREME SACRIFICE AND EVERY MEMBER OF THAT GALLANT BAND, MALE AND FEMALE, KNEW THAT THE FOES AROUND WERE IMPLACABLE, WERE NOT ONLY READY TO FIGHT, BUT TO KILL. DENIED EVEN WATER FOR THE CHILDREN, THEY REMAINED PARCHED UNDER A BURNING SUN, AMID SCORCHING SANDS, YET NO ONE FATTERED FOR A MOMENT BUT BRAVELY FACED THE GREATEST ODDS WITHOUT FLINCHING"

DR. K. SHELDRAKE

۸۵

حسینؑ کا مقصد

شلڈریک ایک مشہور مفکر مغرب واقعہ کربلا کے سلسلہ میں لکھتا ہے:۔

"امام حسینؑ اپنی چھوٹی سی جماعت کے ساتھ روانہ ہوئے۔ آپ کا مقصد شان و شوکت اور طاقت اور دولت کا حاصل کرنا نہ تھا۔ آپ ایک بلند اور عدیم المثال قربانی پیش کرنا چاہتے تھے۔ آپ کے بہادر گروہ کا ہر فرد، مرد ہو یا عورت، (ہر ایک) جانتا تھا کہ دشمنوں سے مقابلہ کرنا (ان کی تعداد کی کثرت کی وجہ سے) بہت دشوار ہے اور یہ کہ وہ صرف ان سے لڑنے ہی کے لئے نہیں بلکہ ان کو شہید کرنے کے لئے جمع ہوئے ہیں۔ باوجودیکہ (حسینؑ اور اصحاب حسینؑ کے) بچوں پر پانی تک بند کر دیا گیا۔ لیکن وہ دہکتے ہوئے آفتاب کے نیچے تپتے ہوئے ریگستان پر عزم و استقلال کا پہاڑ بنے ہوئے قائم رہے۔ ان میں سے ایک بھی ایک لمحہ کے لئے نہ گھبرایا بلکہ نہایت بہادری سے سخت اور شدید مصیبتوں کا بغیر کسی ہچکچاہٹ کے مقابلہ کرتا رہا"

امام حسین علیہ السّلام کی شخصیت مخلوقات عالم کی نگاہ میں

"وما ظهر يوم قتله من الآيات" "ان السماء اسودت اسوداداً عظيماً حتى رؤيت النجوم نهاراً ولم يرفع حجر الا وجد تحته دم عبيط"

○

امام حسین علیہ السّلام کی شہادت کے دن جو خوفناک آثار ظاہر ہوئے ان میں سے ایک یہ تھا کہ آسمان بالکل سیاہ ہوگیا یہاں تک کہ ستارے دن کو دکھائی دینے لگے۔ اور (دنیا میں) جہاں بھی کوئی پتھر اٹھایا جاتا تھا اس کے نیچے سے تازہ خون ابلتا ہوا نظر آتا تھا"

(صواعق محرقہ ص ۱۹۲)

○

۸۱

عن نصرة الازدیة انہا قالت "لما قتل الحسین بن علیؓ امطرت السماء دماً فاصبحنا وجبابنا وجراءنا مملوة دما"

○

حکی ابن عیینہ "ان السماء احمرت لقتلہ وانکسفت الشمس حتی بدت الکواکب نصف النہار وظن الناس ان القیامۃ قد قامت ولم یرفع حجر فی الشام الا رؤی تحتہ دم عبیط"

(صواعق محرقہ ص ۱۹۲)

○

۸۱

شہادت حسینؑ کے اثرات

نصرۃ ازدیہ سے روایت ہے وہ کہتی ہیں "جب حسینؑ بن علیؑ شہید کردیئے گئے تو آسمان سے خون برسا اور ہم لوگوں نے صبح کو دیکھا تو ہمارے مٹکے اور برتن خون سے بھرے ہوئے تھے"

○

ابن عیینہ نے روایت کی ہے "کہ امام حسینؑ کی شہادت کی وجہ سے آسمان سرخ ہوگیا اور سورج کو گہن لگ گیا یہانتک کہ ستارے دوپہر کو دکھائی دینے لگے۔ لوگوں نے سمجھا قیامت آگئی۔ اور ملک شام میں جہاں کہیں بھی پتھر اٹھایا گیا اس کے نیچے سے تازہ خون ابلتا ہوا دکھائی دیا۔"

(صواعق محرقہ ص۱۹۲)

۸۲

نقل ابن الجوزی عن ابن سیرین " ان الدنیا اظلمت ثلثة ایام ثم ظهرت الحمرة فی السماء " وقال ابو سعید ما رفع حجر من الدنیا الا وتحته دم عبیط ولقد مطرت السماء دمًا بقی اثرہ فی الثیاب مدة حتی تقطعت

وفی روایة " انه مطر کالدم علی البیوت والجدر بخراسان والشام والکوفة وانه لما جیٔ براس الحسینؑ الی دار زیاد سالت حیطانها دمًا "

(صواعق محرقه ص ۱۹۲)

(غمِ حسینؓ میں آسمان سے خون کی بارش)

ابن جوزی نے ابن سیرین سے نقل کیا ہے کہ " (امام حسینؓ کی شہادت کے بعد) ساری دنیا تین روز تک تاریک رہی اور آسمان میں سرخی ظاہر ہوئی" ابوسعید کہتے ہیں کہ دنیا میں جہاں کہیں بھی کوئی پتھر اٹھایا گیا اس کے نیچے سے تازہ خون ابلتا ہوا دکھائی دیا۔ اور آسمان سے اتنا خون برسا کہ اس کے اثرات مدتوں کپڑوں پر باقی رہے۔ یہاں تک کہ کپڑے پھٹ گئے مگر خون کے دھبے نہ چھوٹے)

○

ایک روایت میں ہے کہ خراسان، شام اور کوفہ کے مکانات اور دیواروں پر خون کی بارش ہوئی اور جب امام حسینؓ کا سر مبارک ابن زیاد کے دارالامارۃ میں لایا گیا تو اس کی دیواروں سے خون ابل پڑا"

(صواعق محرقہ صہ ۱۹۲)

(۸۳)

اخرج الثعلبی " ان السّماء بکت وبکاءھا حمرتھا "، وقال غیرہ " احمرت آفاق السّماء ستۃ اشہر بعد قتلہ ثم لازالت الحمرۃ تری بعد ذلک "

○

عن ابن سیرین قال " اخبرنا ان الحمرۃ التی مع الشفق لم تکن قبل قتل الحسینؑ " وذکر ابن سعید " ان ھذہ الحمرۃ لم تری فی السّماء قبل قتلہ " قال ابن الجوزی " وحکمتہ ان غضبنا یوثر حمرۃ الوجہ والحق تنزہ عن الجسمیۃ فاظھر تاثیر غضبہ علیٰ من قتل الحسینؑ بحمرۃ الافق اظھاراً لعظم الجنایۃ "

(صواعق محرقہ صفحہ ۱۹۳)

○

(۸۴)

(آسمان کے سرخ ہونے سے کیا مطلب ہے)

ثعلبی نے روایت کی ہے کہ (غم حسینؑ میں) آسمان رویا۔ اور آسمان کا رونا اس کا سرخ ہوجانا تھا۔" ثعلبی کے علاوہ دوسرے مورخین نے روایت کی ہے کہ شہادت حسینؑ کے بعد آسمان کے افق چھ مہینے تک سرخ رہے اور پھر یہ سرخی ہمیشہ کے لئے باقی رہ گئی"

○

ابن سیرین کہتے ہیں " مجھے بتایا گیا کہ (آسمان پر) شفق کی سرخی امام حسینؑ کی شہادت سے پہلے نہ تھی۔ ابن سعد کا بیان ہے کہ " امام حسینؑ کی شہادت سے پہلے آسمان پر سرخی کبھی نہیں دیکھی گئی" ابن جوزی کہتے ہیں " آسمان کے سرخ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ غصہ کے وقت ہمارا چہرہ سرخ ہوجاتا ہے۔ آسمان امام حسینؑ کے (بے گناہ) قتل کئے جانے پر قطعاً غضبناک تھا اور چونکہ وہ جسم نہیں رکھتا اس لئے اس کا غصہ اس پر سرخی کی صورت میں ظاہر ہوا۔ تاکہ ظاہر ہوجائے کہ وہ قاتلانِ حسینؑ کے اس عظیم ارتکاب جرم پر غضبناک ہے"

(صواعق محرقہ ص ۱۹۲)

(۸۴)

ولما بعثوا برأسه الشريف الى يزيد الظالم فنزلوا اول مرحلة فجعلوا يشربون النبيذ فبينا هم اذ خرجت يد من الحائط معها قلم من حديد فكتبت سطراً بدم "اترجو امة قتلت حسيناً. شفاعة جده يوم الحساب" فهربوا وتركوا الرأس الشريف" اخرجه منصور بن عمار وذكر غيره ايضاً ان هذا البيت وجد بحجر مكتوب فيه هذا البيت قبل مبعثه صلى الله عليه وسلم بثلث مائة سنة وان هذا البيت مكتوب في كنيسة بارض الروم لا يدرى من كتبه"

(ينابيع المودة ص ۳۲۰)

۸۴

(ایک شعر)

جب لشکر یزید امام حسینؑ کا سرِ مبارک لے کر ظالم یزید کی طرف روانہ ہوا تو پہلی منزل پر قیام کیا اور شراب پینے میں مشغول ہو گیا۔ دفعتہً دیوار سے ایک ہاتھ نکلا جس میں ایک لوہے کا قلم تھا۔ اس نے خون سے یہ ایک سطر (شعر) دیوار پر لکھا "کیا وہ امت جس نے حسینؑ کو شہید کر دیا۔ قیامت کے دن ان کے نانا (رسولؐ اللہ) سے شفاعت کی امید رکھتی ہے؟"
یہ دیکھکر یزیدی لشکر امام حسینؑ کا سرِ مبارک چھوڑ کر بھاگا"، اس روایت کو منصور بن عمار نے بیان کیا ہے۔ بعض دوسرے مورخین نے روایت کی ہے کہ یہ شعر آنحضرتؐ کی بعثت سے تین سو برس پہلے ایک پتھر پر لکھا ہوا پایا گیا۔ اور ایک قول ہے کہ حکومت روم کے ایک گرجا میں یہ شعر لکھا ہوا پایا گیا لیکن نہیں معلوم کہ اس کا لکھنے والا کون تھا"

(ینابیع المودۃ ص۳۲۰)

(۸۵)

فلما جن اللیل نظر الراھب الی الراس الشریف المکرم رای نوراً قد سطع منه الی عنان السماء ورای ان الملائکة ینزلون ویقولون" یا ابا عبد الله علیک السلام" فبکیٰ وقال لھم" ما الذی معکم؟" قالوا" راس الحسین بن علیؑ" فقال" من امّه" قالوا" امه فاطمة الزھراء بنت محمد المصطفیٰ" قال" صدقت الاحبار" قالوا" ما الذی قالت الاحبار؟" قال" یقولون" اذا قتل نبی او وصی او ولد نبی او ولد وصی تمطر السّماء دمًا فرائنا ان السّماء تمطر دمًا وقال واعجباه من امّة قتلت ابن بنت نبیھا ثم قال" انا اعطیکم عشرة آلاف درھم ان تعطونی الراس الشریف فیکون عندی" فقالوا" احضر عشرة آلاف درھم" فاحضرھا لھم فاخذ الراس المبارک المکرم وجعله فی حجره ویقبله ویبکی ویقول" لیتنی اکون اول قتیل بین یدیک فاکون غداً معک فی الجنة واشھد لی عند جدک رسول الله بانی اشھد ان لا اله الا الله وحده لا شریک له وان محمداً عبده ورسوله" (ینابیع المودة ص ۳۵۳)

(۸۵) راہب نے کیا دیکھا

(راہِ شام میں) جب رات ہوئی (اور لشکر یزید نے ایک راہب کے دیر کے قریب قیام کیا) تو راہب نے دیکھا کہ ایک نور (امام حسینؑ کے) سرِ مبارک سے آسمان تک پھیلا ہوا ہے اور کچھ فرشتے (اس سرِ مبارک کے قریب) آتے ہیں اور کہتے ہیں "اے ابوعبداللہ آپ پر سلام ہو" (یہ دیکھکر) راہب ڈر گیا اور لشکر یزید سے پوچھا "تمھارے ساتھ یہ سر کس کا ہے؟" لشکر یزید نے جواب دیا "یہ حسینؑ بن علیؑ کا سر ہے" اس نے پوچھا "ان کی مادر گرامی کون تھیں؟" کہا "ان کی ماں محمد مصطفٰےؐ کی بیٹی فاطمہ زہراؑ تھیں" کہا "کتنا سچ احبار نے کہا تھا" لشکر یزید نے پوچھا "احبار نے کیا کہا تھا؟" جواب دیا "احبار کہتے تھے کہ جب کوئی نبی یا وصی یا نبی یا وصی کا فرزند شہید کیا جاتا ہے تو آسمان سے خون برستا ہے" ہم نے دیکھا کہ (شہادت امام حسینؑ کے بعد) آسمان سے خون برسا اور تعجب ہے اس امت (لشکر یزید) پر جس نے اپنے نبی کی بیٹی کے فرزند کو شہید کر دیا" پھر بولا "میں تم سب کو دس ہزار درہم دیتا ہوں یہ سر مجھے دے دو" لشکر یزید نے دس ہزار درہم لے کر (سرِ مبارک راہب کو) دے دیا۔ راہب نے سرِ مبارک اٹھا کر گود میں رکھ لیا۔ وہ سرِ مبارک کو بوسہ دیتا جاتا تھا، روتا جاتا تھا اور کہتا جاتا تھا "کاش میں آپ کے سامنے سب سے پہلے شہید ہو گیا ہوتا تو کل آپ کے ساتھ جنت میں ہوتا۔ اے حسینؑ آپ اپنے نانا رسول اللہ صلعم کے سامنے گواہی دیجئے کہ (میں مسلمان ہوا) میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور حضرت محمدؐ اس کے بندہ اور رسول ہیں"

(ینابیع المودۃ ص۳۵۱)

(۸۶)

عن الصادق علیہ السّلام قال " لم تبك السّماء والارض احداً منذ قتل یحیٰی بن زکریاؑ حتی قتل الحسینؑ فبکت علیہ۔ وقاتل الحسینؑ وقاتل یحیٰی علیہما السّلام کانا ولد زنا وقد احمرت السماء حین قتل الحسینؑ ویحیٰیؑ علیہما وحمرتها بکاء ھا "

(ینابیع المودۃ ص۳۵۷)

(۸۶)

(حضرت یحییٰؑ اور حضرت حسینؑ)

صادق آل محمد فرماتے ہیں کہ حضرت یحییٰ بن زکریا کی شہادت کے بعد آسمان اور زمین کسی پر نہ روئے۔ یہانتک کہ جب امام حسینؑ شہید ہوئے تو آسمان و زمین امام حسینؑ پر روئے۔ حضرت یحییٰؑ کا قاتل اور حضرت حسینؑ کا قاتل دونوں ولد الزنا تھے اور آسمان امام حسینؑ اور حضرت یحییٰؑ کی شہادت پر سُرخ ہوگیا۔ آسمان کا سرخ ہونا ہی اس کا رونا تھا،،

(ینابیع المودۃ ص۳۵۶)

۸۷

عن ام سلمة قالت " لما قتل الحسینؑ ناحت علیہ الجن ومطرنا دمًا " (اخرجه ابن السری) وعنها سمعت الجن تنوح علی الحسینؑ (اخرجه ابن الضحاک) وعنها " ما سمعت نوح الجن بعد رسول اللہ صلعم الا لیلة قتل الحسینؑ فقالت للجاریة " اخرجی فواللہ ما اری ابنی الا قد مات اخرجی فاسئلی فخرجت فسالت فقیل انه قتل " (اخرجه الملاقی سیرته)

(ذخائر عقبیٰ ص ۱۵۰)

(جنوں کا نوحہ)

ام المومنین حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں "جب امام حسینؓ شہید کئے گئے تو جنوں نے ان پر نوحہ کیا اور ہمارے اوپر خون کی بارش ہوئی۔ (اس روایت کو ابن سری نے بیان کیا ہے) ابن ضحاک نے روایت کی ہے کہ حضرت ام سلمہ نے فرمایا "میں نے جنوں کو امام حسینؓ پر نوحہ کرتے ہوئے سُنا" حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں "رسول اللہ صلعم کی وفات کے بعد ہم نے جنوں کو نوحہ کرتے ہوئے کبھی نہ سنا اس کے بعد پھر اس رات کو سنا جو امام حسینؓ کی شہادت کی رات تھی" حضرت ام سلمہ نے گھبرا کر اپنی کنیز سے کہا "باہر جاکر دریافت کر۔ بخدا مجھے یقین ہے کہ میرا فرزند (حسین) شہید کر دیا گیا" کنیز باہر آئی۔ دریافت کیا معلوم ہوا کہ امام حسینؓ شہید کر دیئے گئے"۔ (اس روایت کو ملا نے اپنی سیرت میں نقل کیا ہے)

(ذخائر عقبیٰ ص ۱۵۰)

۸۸

قال عبد اللہ بن عباس حدثنی من شهد الواقعه
ان فرس الحسینؑ جعل یحمحم ویتخطی القتلی فی
المعرکة قتیلا بعد قتیل حتی وقف علی جثة الحسینؑ
فجعل یمرغ ناصیته بالدم ویلطم الارض بیدہ ویصهل
صهیلا حتی ملاء البیداء فتعجب القوم من فعاله،،

(ابو مخنف ص ۹۲)

○

(۸۸)

(ذوالجناح کی حالت)

حضرت عبداللہ ابن عباس کہتے ہیں کہ مجھ سے ایک شخص نے بیان کیا جو
واقعہ کربلا میں موجود تھا کہ (ذوالجناح) امام حسینؑ کا گھوڑا (امام حسین کی
شہادت کے بعد) ہنہنانے لگا اور میدان میں لاشوں پر سے گزرتا ہوا
امام حسینؑ کی لاش مبارک کے قریب آکر کھڑا ہوگیا، اپنی پیشانی خونِ حسینؑ
سے رنگین کی، زمین کو اپنی ٹاپوں سے رگڑنا شروع کیا اور اتنے زور زور
سے ہنہنایا (اور چیخا) کہ اس کی آواز سے پورا میدان گونج اٹھا۔ گھوڑے
کی یہ حالت دیکھ کر تمام لشکر یزید حیرت میں پڑ گیا "

(ابو مخنف صہ ۹۴)

ومن القضاء والقدر ان طیراً من هذه الطیور قصد مدینة الرسول وجاء یرفرف والدم یتقاطر من اجنحته ودار حول قبر رسول اللہ صلعم یعلن بالنداء " الا قتل الحسینؑ بکربلاء الا ذبح الحسین بکربلاء "، فاجتمعت الطیور علیه وھم یبکون علیه وینوحون فلما نظر اھل المدینه من الطیور ذلك النوح وشاھد والدم یتقاطر من الطیر لم یعلموا ما الخبر حتی انقضت مدة من الزمان وجاء خبر مقتل الحسینؑ علموا ان ذلك الطیر کان یخبر رسول اللہ بقتل ابن فاطمة لیتولؑ وقرۃ عین الرسولؐ

(بحار جلد ۱۰ صـ۲۴۱)

(۸۹)

(روضۂ رسولؐ پر ایک طائر کی فریاد)

خدا کی قدرت دیکھو کہ انھیں طائروں میں سے ایک طائر (جس نے اپنے پروں کو خونِ حسینؑ سے تر کیا تھا) گریہ وبکا کرتا ہوا مدینۂ رسولؐ کی طرف روانہ ہوا۔ اس کے بازوؤں سے خون ٹپک رہا تھا۔ اس نے رسول اللہ صلعم کی قبر مبارک کا طواف کیا۔ اور زور زور سے اعلان کیا "آگاہ ہو جاؤ حسینؑ کربلا میں شہید کر دیئے گئے۔ آگاہ ہو جاؤ حسینؑ کربلا میں ذبح کر دیئے گئے" (یہ سنکر) تمام طائر جمع ہو گئے اور سب امام حسینؑ پر گریہ وبکا میں مشغول ہو گئے۔ جب مدینہ والوں نے ان طائروں کو روتے ہوئے اور اس ایک طائر کے پروں سے خون ٹپکتے ہوئے دیکھا تو ان کی سمجھ میں کچھ نہ آیا۔ یہاں تک کہ کچھ زمانہ گذرا اور جب شہادت امام حسینؑ کی خبر آئی، تو ان لوگوں نے سمجھا کہ وہ طائر رسول اللہ صلعم کو حضرت فاطمہ زہرا کے فرزند اور رسول اللہؐ کی آنکھوں کی ٹھنڈک (حسینؑ) کی شہادت کی خبر سنا رہا تھا"

(بحار جلد ۱۰ ص۲۷)

عن ابی عبد اللہ قال" وکل اللہ بالحسینؑ بن علیؑ سبعین الف ملک یصلون علیہ کل یوم شعثاً غبراً منذ یوم قتل الی ما شاء اللہ"

قال ابو عبد اللہ "عند قبر ابی عبد اللہ اربعۃ آلاف ملک شعث غبر یبکونہ الی یوم القیامۃ"

(بحار جلد ۱۰ صـ ۲۳۹)

(۹۰)

فرشتوں کو خدا کا حکم

حضرت ابو عبداللہ سے روایت ہے کہ خداوند عالم نے ستر ہزار فرشتوں کو حکم دیا ہے جو غبار آلود امام حسین ابن علی علیہما السلام پر جس دن سے آپ شہید ہوئے درود بھیجتے ہیں اور جبتک خدا کی مرضی ہوگی اس وقت تک درود بھیجتے رہیں گے ،،

حضرت ابو عبداللہ سے روایت ہے کہ چار ہزار فرشتے امام حسینؑ کی قبر مبارک کے پاس ہیں جن کا جسم گرد و غبار سے آلودہ ہے اور جو قیامت تک مصائب حسینؑ کو یاد کرکے روتے رہیں گے ،،

(بحار جلد ۱۰ ص ۲۹۴)

شاہ است حسینؑ بادشاہ است حسینؑ
دیں است حسینؑ دیں پناہ است حسینؑ
سر داد نہ داد دست در دستِ یزید
حقا کہ بنائے لا الہ است حسینؑ

(خواجہ معین الدین چشتی)

(حصہ دوم)

(قاتلانِ امام حسین علیہ السلام کی حقیقت اور ان کا انجام)

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "حرمت الجنة علی من ظلم اہل بیتی و آذانی فی عترتی"

رسول اللہ صلعم نے فرمایا "جس شخص نے میرے اہل بیت پر ظلم کیا اور میری عترت کے ساتھ برا سلوک کر کے مجھے تکلیف دی۔ اس پر جنت حرام ہے"

(صواعق محرقہ صفحہ ۲۳۷)

باب اوّل (آیات، احادیث و روایات)

یزید کی حقیقت خدا، رسولِ خدا اور اصحابِ رسولؐ کی نگاہ میں

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "ان اھل بیتی سیلقون بعدی من امتی قتلا و تشریدا و ان اشد قومنا لنا بغضا بنو امیہ و بنو المغیرۃ و بنو مخزوم"

رسول اللہ صلعم نے فرمایا "عنقریب میری امت میرے اہل بیت کو قتل کرے گی اور ان کی بے حرمتی کرے گی اور ہمارے سب سے بڑے دشمن بنی امیہ بنی مغیرہ اور بنی مخزوم ہوں گے"

(صواعق محرقہ ص۲۳۷)

قولہ تعالیٰ:۔ یوم ندعو کل اناسٍ بامامھم فمن اوتی کتابہ بیمینہ فاولئک یقرؤن کتابھم ولا یظلمون فتیلا ۵ »

○

عن ابن عباس فی قولہ تعالیٰ، یوم ندعو کل اناس بامامھم "قال اذا کان یوم القیامۃ دعا اللہ عزوجل ائمۃ الھدی ومصباح الدجی واعلام التقی امیرالمومنینؑ والحسنؑ والحسینؑ ثم یقال لھم جوزوا علی الصراط انتم وشیعتکم وادخلوا الجنۃ بغیر حساب ثم یدعوا ائمۃ الفسق وان واللہ یزید منھم فیقال لہ خذ بید شیعتک وامضوا الی النار بغیر حساب "

(امامۃ القرآن ص ۳۲۹)

۱

یزید خدا کی نگاہ میں

(ائمہ ہدایت و ائمہ ضلالت)

خدا فرماتا ہے " (اس دن کو یاد کرو) جس دن ہم تمام لوگوں کو ان کے پیشواؤں کے ساتھ بلائیں گے تو جن کا نامۂ عمل ان کے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا وہ لوگ (خوش خوش) اپنا نامۂ عمل پڑھنے لگیں گے اور ان پر ریشہ برابر بھی ظلم نہیں کیا جائے گا "

○

حضرت ابن عباس اس آیت کی تفسیر میں روایت کرتے ہیں کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو خدائے تعالیٰ ہدایت کے امام، تاریکی کے چراغ، زہد و تقویٰ کے نشان امیر المومنین (حضرت علیؑ) حضرت حسنؑ اور حضرت حسینؑ کو بلائے گا پھر ان سے کہا جائے گا " تم اور تمہارے ماننے والے پل صراط سے گذر جائیں اور جنت میں بغیر حساب داخل ہو جائیں " پھر خدا فسق و فجور کے اماموں کو بلائے گا اور بخدا یزید (ابن معاویہ) انھیں فاسق اماموں میں سے ہوگا۔ پھر ان سے کہا جائے گا " تم سب اپنے ساتھیوں اور ماننے والوں کا ہاتھ پکڑو اور جہنم میں بغیر حساب چلے جاؤ "

(امامۃ القرآن ص۳۳۹)

قولہ تعالیٰ: فھل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض وتقطعوا ارحامکم اولئک الذین لعنھم اللہ فاصمھم واعمیٰ ابصارھم ۵"

صالح بن احمد بن حنبل قال "قلت لابی ان قومًا ینسبوننا الی تولی یزید فقال "یا بنی وھل یتولی یزید احد یومن باللہ ولم لا یلعن من لعنہ اللہ فی کتابہ فقلت واین لعن اللہ یزید فی کتابہ فقال فی قولہ تعالیٰ: فھل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض وتقطعوا ارحامکم اولئک الذین لعنھم اللہ فاصمھم واعمیٰ ابصارھم، فھل یکون فسادًا اعظم من ھذا القتل"

(صواعق محرقہ ص۲۲۰)

۴

(یزید پر خدا کی لعنت)

خدا فرماتا ہے :۔ "عنقریب تم لوگ ایسے لوگوں کو والی (اور حاکم) بناؤ گے جو زمین پر فساد کریں گے اور قطع رحم کریں گے۔ انھیں لوگوں پر خدا نے لعنت کی ہے اور ان کو بہرہ اور اندھا بنا دیا ہے"

صالح ابن امام احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ (ایک روز) میں نے اپنے باپ سے پوچھا "لوگ ہم کو محبت یزید کی طرف منسوب کرتے ہیں" امام احمد بن حنبل نے جواب دیا "اے میرے بیٹے کیا وہ شخص جو خدا پر ایمان رکھتا ہے یزید سے کبھی محبت کر سکتا ہے۔ اور کیوں نہ کوئی اس شخص پر لعنت کرے جس پر خدا نے اپنی کتاب (قرآن مجید) میں لعنت کی ہے" (صالح کہتے ہیں) میں نے پوچھا "خدا نے قرآن میں کس مقام پر یزید پر لعنت کی ہے؟" جواب دیا "خدا فرماتا ہے عنقریب تم لوگ ایسے لوگوں کو والی (اور حاکم) بناؤ گے جو زمین پر فساد کریں گے اور قطع رحم کریں گے۔ وہی وہ لوگ ہیں جن پر خدا نے لعنت کی ہے اور ان کو بہرا اور اندھا بنا دیا ہے" تو اس (قتل حسینؑ) سے بڑا کون سا فساد ہو سکتا ہے (یزید نے امام حسینؑ کو قتل کر کے فساد عظیم کا ارتکاب کیا اس لیے اس پر خدا کی لعنت ہے)

(صواعق محرقہ صفحہ ۲۲۰)

ذکر القاضی ابو یعلی حدیث "من اخاف اهل المدینه ظلماً اخافه الله و علیه لعنة الله والملائکة والناس اجمعین ولاخلاف ان یزید غزا المدینه بجیش واخاف اهلها"

(صواعق محرقہ ص۲۲۲)

اخرج الرویانی (قال رسول الله صلعم) "اول من یبدل سنتی رجل من بنی امیہ یقال له یزید"

(نور الابصار ص۱۹۲)

(یزید رسول خدا صلعم کی نگاہ میں)

(جس نے مدینہ پر چڑھائی کی اس پر خدا، ملائکہ اور تمام لوگوں کی لعنت)

قاضی ابو یعلی نے حدیث بیان کی ہے کہ "جو شخص مدینہ والوں کو ڈرائے گا اور ان پر ظلم کرے گا اس کو خدا ڈرائے گا۔ اس پر خدا، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔ اور اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ یزید نے مدینہ پر لشکر کشی کی اور اہل مدینہ کو ڈرایا (اور ان پر ظلم کیا)

(صواعق محرقہ ص ۲۲۰)

رویانی نے روایت کی ہے "آنحضرتؐ نے فرمایا کہ (دور بنی امیہ میں) سب سے پہلے جو میری سنت کو بدلے گا وہ بنی امیہ کا ایک شخص ہو گا جس کا نام یزید ہو گا"

(نور الابصار ص ۱۹۲)

(۴)

ووقع من ذلك الجيش من القتل والفساد العظيم والسبي واباحة المدينة حتى فض نحو ثلثمأة بكرو قتل من الصحابة نحو ذلك ومن قرأ القرآن نحو سبعمأة نفس وابيحت المدينة ایاماً وبطلت الجماعة من المسجد النبوی ایاماً واختفت اهل المدینة ایاماً فلم یمکن احداً دخول مسجدها حتی دخلتہ الکلاب والذئاب وبالت علی منبرہ صلی اللہ علیہ وسلم تصدیقاً لما اخبر بہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم"

(صواعق محرقہ صـ ۲۲۰)

(۴)

یزیدی لشکر کے مظالم اہل مدینہ پر)

(یزید کے) اس لشکر نے قتل و غارتگری کا بازار گرم کر دیا۔ مدینہ کے لوگوں کو قید کر لیا اور مدینہ (شام والوں پر) مباح کر دیا گیا۔ تین سو باکرہ لڑکیوں کی عصمت دری کی گئی تین سو صحابہ اور سات سو قاریانِ قرآن شہید کر دیئے گئے۔ مدینہ (لشکر والوں پر) چند روز تک جائز کر دیا گیا۔ مسجد نبیؐ میں کئی روز تک نمازِ جماعت نہ قائم ہو سکی اور مدینہ والے کئی روز تک (ادھر ادھر) چھپے رہے، مسجد میں کوئی نہ جا سکا۔ یہاں تک کہ مسجد نبوی میں کتے اور بھیڑیئے گھس گئے اور منبرِ رسولؐ پر پیشاب کیا۔ ان تمام باتوں کی رسول اللہؐ نے پہلے ہی سے خبر دے دی تھی"

(صواعق محرقہ ص۲۲۰)

۵

روی ابن نما فی مثیر الاحزان عن ابن عباس قال لما اشتد برسول اللہ مرضہ الذی مات فیہ ضم الحسین الی صدرہ یسیل من عرقہ علیہ ویقول "مالی و لیزید لا بارک اللہ فیہ اللھم العن یزید ثم غشی علیہ طویلا و افاق وجعل یقبل الحسین وعیناہ تذرفان ویقول" اما ان لی ولقاتلک مقاما بین یدی اللہ عزوجل"

(بحار جلد ۱۰ ص ۱۶۱)

(رسول اللہ صلعم نے یزید پر لعنت کی)

ابن نما نے مثیر الاحزان میں حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جب پیغمبرؐ کے مرض میں (جس مرض میں آپ کی وفات ہوئی) شدت ہوئی تو آپ نے حضرت حسینؑ کو اپنے سینہ سے لگایا۔ آپ کا پسینہ ان کے اوپر گر رہا تھا اور آپ فرما رہے تھے "افسوس میرا اور یزید کا معاملہ۔ خدا یزید کو برکت نہ دے۔ اے خدا تو یزید پر لعنت کر"۔ بہت دیر تک آپ پر غشی کا عالم طاری رہا۔ پھر (غش سے) افاقہ ہوا۔ آپ نے امام حسینؑ کو بوسہ دینا شروع کیا۔ آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور آپ فرماتے جاتے تھے "(اے حسینؑ) میرے اور تمہارے قاتل کے درمیان خدا کی بارگاہ میں فیصلہ ہوگا"

(بحار جلد ۱۰ صـ ۱۶۱)

۶

فلما اجتمعت عند معاویہ وفود الامصار بدمشق وفیهم الاحنف بن قیس، دعا معاویہ الضحاک بن قیس الفهری فقال له اذا جلست علی المنبر وفرغت من بعض موعظتی وکلامی فاستاذنی للقیام فاذا اذنت لک فاحمد الله تعالیٰ واذکر یزید وقل فیه الذی یحق له علیک من حسن الثناء علیه ثم ادعنی الی تولیته من بعدی فانی قد رایت واجمعت علی تولیته - فاسال الله فی ذلک وفی غیره الخیرة" ثم دعا عبد الرحمٰن بن عثمان الثقفی وعبد الله بن مسعدة الفزاری وثور بن معن السلمی وعبد الله بن عصام الاشعری فامرهم ان یقوموا اذا فرغ الضحاک وان یصدقوا قوله ویدعوه الی بیعة یزید"

(الامامة والسیاسة جلد ۱ صـ ۱۲۶)

(۶) یزید معاویہ بن ابی سفیان کی نگاہ میں!

(حکومت یزید کی بنیاد کس طرح پڑی)

(یزید امیر معاویہ کے نزدیک بھی خلافت کے قابل نہ تھا مگر معاویہ کو بہر حال یزید کو بادشاہ بنانا تھا۔ چنانچہ انھوں نے حکومت یزید کی بنیاد کس طرح ڈالی، نیچے کی عبارت اس کی تصویر کشی کرتی ہے) جب (پایہ تخت) دمشق میں معاویہ کے پاس تمام شہروں کے وفد آ گئے۔ ان میں احنف بن قیس بھی تھے۔ تو معاویہ نے ضحاک بن قیس فہری کو بلایا اور اس سے کہا "جب میں منبر پر بیٹھوں اور اپنے وعظ اور گفتگو سے فارغ ہو جاؤں تو تم مجھ سے کھڑے ہونے کی اجازت مانگنا اور جب میں اجازت دے دوں تو اللہ کی تعریف کرنا اور یزید کا تذکرہ کرنا اور جو کچھ تم سے ہو سکے یزید کی خوب تعریف کرنا اور مجھ کو دعوت دینا کہ میں یزید کو اپنے بعد اپنا ولی (حاکم) بناؤں۔ کیونکہ میں نے طے کر لیا ہے کہ میں یزید کو ضرور والی (حاکم) بناؤں گا۔ میں یزید اور یزید کے علاوہ دوسروں کے معاملہ میں خدا سے خیریت کا طالب ہوں۔ (یہ جملہ خود بتاتا ہے کہ معاویہ یزید کے حالات پر مطمئن نہ تھے) پھر معاویہ نے عبدالرحمن بن عثمان، عبداللہ بن مسعدہ، ثور بن معن اور عبداللہ بن عصام کو بلایا اور ان سے کہا کہ ضحاک کے بعد تم بھی کھڑے ہو جانا، ضحاک کے قول کی تصدیق وتائید کرنا اور اس کو بیعت یزید کی طرف دعوت دینا"

(الامامۃ والسیاسۃ جلد ۱ ص ۱۴۶)

۷

"وانی لا ارجو ان لا ترض الا نفسک ولا تمحق الا عمالک فکدنی مابدا لک واتق الله یا معاویہ واعلم ان لله کتابا لا یغادر صغیرۃ ولا کبیرۃ الا احصاھا واعلم ان الله لیس بناس لک قتلک بالظنۃ واخذک بالتھمۃ وامارتک صبیا یشرب الشراب ویلعب بالکلاب ما اراک الا وقد اوبقت نفسک واھلکت دینک و اضعت الرعیۃ"

(الامامۃ والسیاسۃ جلد ا ص ۱۹۰)

○

ثم اتی الحسین الی قبر جدہ و بکی "یا جدی انی اخرج من جوارک کرھا لانی لم ابایع یزید شارب الخمور و مرتکب الفجور"

(ینابیع المودۃ ص ۳۳۴)

(۷) یزید حضرت حسینؑ بن علیؑ کی نگاہ میں

(امام حسینؑ کی امیر معاویہ کو تنبیہ)

(امیر معاویہ نے امام حسینؑ کو بیعت یزید کے سلسلہ میں ایک خط لکھا۔ اس خط کے لکھنے کا طریقہ دائرہ تہذیب سے خارج تھا۔ امام حسینؑ نے امیر معاویہ کو جواب میں ایک طویل خط لکھا۔ خط کے آخر میں تحریر فرمایا) "اے معاویہ! مجھے یقین ہے کہ تم اپنا ہی نقصان کر رہے ہو اور اپنے ہی عمل (خیر) کو ضائع کر رہے ہو۔ اے معاویہ میرے ساتھ جو مکاری کرنا چاہو کر لو لیکن خدا سے ڈرو اور یقین کر لو کہ خدا کے پاس ایک کتاب ہے جس میں ہر چھوٹی بڑی چیز لکھی جاتی ہے، اور یہ بھی اچھی طرح سمجھ لو کہ تمھارا صرف سوء ظنی پر (مومنین کا) قتل کر دینا، تہمت لگا کر (مومنین کو) گرفتار کر لینا اور اس لونڈے (یزید) کو امیر بنانا جو شراب پیتا ہے اور کتوں کے ساتھ کھیلتا ہے تمھاری ان تمام باتوں کو خدا نے فراموش نہیں فرمایا ہے میں تو دیکھ رہا ہوں کہ تم خود اپنے نفس کو ہلاک کر رہے ہو، اور اپنے دین اور حقوق رعیت کو تباہ و برباد کر رہے ہو"

(الامامۃ والسیاسۃ جلد ۱ ص ۱۹۰)

○

(مدینہ سے رخصت ہونیکے وقت) امام حسینؑ اپنے نانا (رسول اللہؐ) کے روضۂ مبارک پر تشریف لائے اور رو کر فریاد کی "اے نانا میں آپ کے پڑوس سے مجبوراً جا رہا ہوں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ میں نے شرابی اور فاسق و فاجر یزید کی بیعت نہیں کی"

(ینابیع المودۃ ص ۳۴۵)

وکتب (معاویہ) الی عبد اللہ بن جعفر" اما بعد فقد عرفت اثرتی ایاک علی من سواک وحسن رای فیک وفی اهل بیتک وقد اتانی عنک ما اکرہ فان بایعت تشکر وان تاب تجبر"

کتب الیہ عبد اللہ بن جعفر" اما بعد فقد جاءنی کتابک وفہمت ماذکرت فیہ من اثرتک ایای علی من سوای فان تفعل فبحظک اصبت وان تاب فبنفسک قصرت واما ما ذکرت من جبرک ایای علی البیعة لیزید فلعمری لئن اجبرتنی علیها لقد اجبرناک وایاک علی الاسلام حتی ادخلنا کما کارہین غیر طائعین"

(الامامة والسیاسة جلد ۱ ص ۱۸۹، ۱۸۲)

(۸) یزید حضرت عبداللہ بن جعفر کی نگاہ میں

(دندان شکن جواب)

امیر معاویہ نے حضرت عبداللہ بن جعفر کو لکھا "(اے عبداللہ بن جعفر) تم جانتے ہو کہ میں تم کو دوسروں پر ترجیح دیتا ہوں اور تمہارے اور تمہارے اہل بیت کے بارے میں بہت اچھی رائے رکھتا ہوں مجھے (بیعت یزید کے سلسلہ میں) تمہارے متعلق ایک ایسی خبر ملی ہے جو مجھے پسند نہیں (یعنی تم بیعت یزید پر تیار نہیں) تو اگر تم نے (یزید کی) بیعت کر لی تو تمہارا شکریہ اور اگر انکار کیا تو تم سے جبر کیا جائے گا"۔ حضرت عبداللہ بن جعفر نے امیر معاویہ کو جواب لکھا "(اے معاویہ) میرے پاس تمہارا خط آیا۔ تم نے جو یہ لکھا ہے کہ تم مجھ کو دوسروں پر ترجیح دیتے ہو تو میں اس کا مطلب سمجھا۔ اگر تم ایسا کرتے ہو تو تم نے اپنے لئے فائدہ پہنچایا اور اگر انکار کرتے ہو تو خود اپنا ہی نقصان کیا۔ اور تم نے جو یہ لکھا ہے کہ تم مجھ کو بیعت یزید پر مجبور کرو گے۔ (تو یہ ہرگز ممکن نہیں) میری عمر کی قسم تم مجھ کو بیعت (یزید) پر کیا مجبور کرو گے (بلکہ) ہم نے تم کو اور تمہارے باپ (ابوسفیان) کو اسلام (قبول کرنے) پر مجبور کیا تھا۔ اور تم دونوں اگرچہ (اسلام قبول کرنے کو) مکروہ سمجھتے تھے اور اس پر تیار نہ تھے مگر ہم نے تم دونوں کو (مجبور کر کے) اسلام کے دائرہ میں داخل کر لیا"۔

(الامامت والسیاست جلد ۱ ص ۱۸۹ تا ۱۸۷)

(۹)

(کتب معاویہ) الی ابن عباس «اما بعد فقد بلغنی ابطاؤك عن البیعۃ لیزید بن امیر المومنین وانی لو قتلتك بعثمان لکان ذلك الی لانك ممن الب علیہ واجلب ومامعك من امان فتطمئن بہ ولا عہد فتسکن الیہ فاذا اتاك کتابی ہذا فاخرج الی المسجد والعن قتلۃ عثمان وبایع عاملی فقد اعذر من انذر وانت بنفسك ابصر» فکتب الیہ (ابن عباس) «اما بعد فقد جاءنی کتابك وفہمت ماذکرت وان لیس معی منك امان وانہ واللہ ما منك یطلب الامان یامعاویہ وانما یطلب الامان من اللہ رب العالمین واما قولك فی قتلی فواللہ لو فعلت للقیت اللہ ومحمد خصمك فما اخالہ افلح ولا انجح من کان رسول اللہ خصمہ واما ماذکرت من انا ممن الب فی عثمان واجلب فذالك امر غبت عنہ ولو حضرتہ ما نسبت الی شیئا من التالیب علیہ واما قولك لی العن قتلۃ عثمان فلعثمان ولد وخاصۃ وقرابۃ وہم احق بلعنہم منی فان شاؤا ان یلعنوا فلیلعنوا وان شاؤا ان یمسکوا فلیمسکوا»

(الامامۃ والسیاسۃ جلد ۱ ص ۱۸۱-۱۸۲)

(۹) یزید حضرت عبداللہ بن عباس کی نگاہ میں

(امیر معاویہ کو سخت جواب)

امیر معاویہ نے حضرت ابن عباس کو لکھا "مجھے خبر ملی ہے کہ تم یزید کی بیعت میں تاخیر کر رہے ہو۔ اگر میں نے تم کو عثمان کے بدلہ میں قتل کر دیا ہوتا تو کر سکتا تھا کیونکہ تم نے (قتل عثمان کی) کوشش کی اور اس کے درپئے رہے حالانکہ نہ تو تمہارے پاس کوئی جائے امان ہے جہاں تم پناہ لے سکو اور نہ ہی کوئی پیمان جس کو تم ذریعہ بنا سکو۔ اس لئے جب میرا خط پہونچے تو تم مسجد میں جاؤ اور قاتلین عثمان پر لعنت کرو اور میرے عامل کی بیعت کرو۔ (یاد رکھو) تمہارا ڈرانے والا بہت سخت ہے اور تم اپنی حالت کو بہتر جانتے ہو" حضرت ابن عباس نے جواب لکھا "(اے معاویہ) میرے پاس تمہارا خط آیا۔ جو کچھ تم نے لکھا اس کو میں نے سمجھا میں کبھی تم سے امان کا طالب نہیں۔ اے معاویہ تم سے کبھی امان نہیں مانگی جا سکتی۔ امان تو صرف خدا سے طلب کی جاتی ہے جو تمام عالم کا پروردگار ہے۔ تم مجھے جو قتل کی دھمکی دیتے ہو تو اگر تم مجھے قتل کر دو تو (میں بہت خوش ہوں کیونکہ) اس وقت تم خدا سے اس حالت میں ملاقات کرو گے کہ حضرت تمہارے دشمن ہوں گے اور جس کے رسول خدا دشمن ہوں اس کو کبھی فلاح نصیب نہیں ہو سکتی۔ اور تم نے جو یہ لکھا کہ میں نے قتل عثمان میں (لوگوں کی) امداد (اور اس میں حصہ لیا) تو تم (اس وقت یہاں) موجود نہ تھے۔ اگر تم موجود ہوتے تو ہرگز ہماری طرف ایسی (غلط) بات منسوب نہ کرتے۔ اور تمہارا یہ کہنا کہ میں قاتلین عثمان پر لعنت کروں (تو مجھے کیا ضرورت ہے) عثمان کی اولاد، ان کے خاص لوگ اور ان کے قرابتدار موجود ہیں۔ وہ ہم سے زیادہ مستحق ہیں کہ قاتلین عثمان پر لعنت کریں۔ اب ان کا جی چاہے تو لعنت کریں، جی چاہے باز رہیں۔ (مجھ سے کیا تعلق)

(الامامۃ والسیاسۃ جلد ا صفحہ ۱۸۷، ۱۸۹)

فقال له عبد الرحمن بن ابي بكر "انك والله لوددت انا نكلك الى الله فيما جسرت عليه من امر يزيد والذى نفسى بيده لنجعلنها شورى او لاعيدنها جذعة ثم قام ليخرج فتعلق معاوية بطرف ردائه ثم قال "لا تظهرن لاهل الشام فانى اخشى عليك منهم"

(الامامة والسياسة جلد ۱ صـ ۱۹۲)

لما بايع معاويه لابنه يزيد قال مروان "سنة ابي بكر وعمر" فقال عبد الرحمن بن ابي بكر "سنة هرقل و قيصر"

(صواعق محرقه صـ ۱۲۹)

۱۰

یزید حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر کی نگاہ میں

(ایک تنبیہ)

حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر نے امیر معاویہ سے کہا "خدا کی قسم تم نے یزید کی بیعت کے سلسلہ میں جو جسارت کی ہے تو تم چاہتے ہو کہ اس معاملہ میں ہم تم کو خدا کے حوالہ کر دیں۔ (ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا) قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ ہم اس کے لیے شوریٰ کمیٹی بنائیں گے۔" پھر وہ باہر جانے کے لیے کھڑے ہوئے تو معاویہ نے ان کی ردا کا دامن پکڑ لیا اور کہا "آپ شام والوں سے اپنے خیالات کا اظہار نہ کریں کیونکہ میں ان لوگوں سے آپ کے معاملہ میں ڈرتا ہوں۔"

(الامامۃ والسیاسۃ جلد ا ۔ صـ۱۴۷)

○

جب امیر معاویہ نے اپنے بیٹے یزید کی بیعت لینی چاہی تو مروان بن حکم نے کہا "یہ ابوبکر و عمر کی سنت ہے..." اس پر عبدالرحمن بن ابی بکر نے کہا "یہ ہرقل اور قیصر روم کا طریقہ ہے۔"

(صواعق محرقہ صـ۱۲۹)

(۱۱)

فتکلم عبد اللہ بن عمر فقال " الحمد للہ الذی اکرمنا بدینہ وشرفنا بنبیہ ﷺ اما بعد فان ھذہ الخلافۃ لیست بھرقلیۃ ولا قیصریہ ولا کسرویۃ یتوارثھا الابناء عن الاباء ولو کان کذالک کنت القائم بھا بعد ابی "
یا معاویۃ لقد کان قبلک خلفاء وکان لھم بنون لیس ابنک بخیر من ابناءھم فلم یروا فی ابناءھم ما رایت فی ابنک "

(۲ الامامۃ والسیاسۃ جلد ۱ صـ ۱۹۷)

۱۱

(یزید حضرت عبداللہ بن عمر کی نگاہ میں)

(خلافت کا منصب نالائق کو نہیں سپرد کیا جاسکتا)

پھر حضرت عبداللہ بن عمر نے گفتگو شروع کی اور کہا،، خدا کا شکر ہے کہ اس نے اپنے دین کے ذریعہ ہم کو بزرگ قرار دیا اور اپنے نبیؐ سے ہم کو شرافت بخشی (اے معاویہ) یہ خلافت نہ ہرقلیہ ہے نہ قیصریہ ہے اور نہ کسرویہ ہے (یعنی خلافت ہرقل، قیصر اور کسریٰ کی حکومت نہیں) جہاں بیٹے اپنے باپ کے وارث ہوتے ہیں۔ اور اگر ایسا ہی ہوتا تو اپنے باپ کے بعد خلافت (بادشاہت) پر میں باقی رہتا۔ اے معاویہ تم سے پہلے بھی خلیفہ تھے اور ان کے لڑکے بھی تھے اور تمہارا لڑکا ان کے لڑکوں سے بہتر نہیں پھر بھی انھوں نے اپنے لڑکوں کے متعلق وہ نہ سوچا جو تم نے اپنے لڑکے کے متعلق سوچا، (تم یزید کی بیعت لے کر سخت غلطی کر رہے ہو۔ یزید قطعاً خلافت کے لائق نہیں،،

(الامامۃ والسیاسۃ جلد ۱ ص ۱۹۷)

(۱۲)

فلما قدم معاویة الشام اتاہ سعید بن عثمان بن عفان وقال "یا امیرالمؤمنین علام تبایع لیزید وتترکنی ؟ فواللہ لتعلم ان ابی خیر من ابیہ وامی خیر من امہ وانک انما نلت ما انت فیہ بابی" فضحک معاویة وقال "یا ابن اخی اما قولک ان اباک خیر من ابیہ فیوم من عثمان خیر من معاویة واما قولک ان امک خیر من امہ ففضل قرشیہ علی کلبیة فضل بین واما ان اکون نلت ما انا فیہ بابیک فانما ھو الملک یوتیہ اللہ من یشاء واما ان تکون خیرًا من یزید فواللہ ما احب ان داری مملوءة رجالًا مثلک بیزید ولکن دعنی عن ھذا القول وسلنی اعطک"

(الامامة والسیاسة جلد ۱ صـ۲۰۰)

○

(۱۷۱) یزید حضرت سعید بن عثمان بن عفان کی نگاہ میں

(امیر شام کے کرم کی بارش)

جب امیر معاویہ شام (واپس) آئے تو سعید بن عثمان بن عفان ان کے پاس آئے اور کہا "اے امیر المومنین آپ کب تک بیعتِ یزید کی کوشش کرتے رہیں گے اور مجھ سے بے اعتنائی برتتے رہیں گے؟ بخدا آپ جانتے ہیں کہ میرا باپ اس (یزید) کے باپ سے بہتر تھا اور میری ماں اس کی ماں سے بہتر اور جو کچھ تم نے پایا وہ میرے باپ ہی کی وجہ سے پایا"۔ (یہ سن کر) امیر معاویہ قہقہہ مار کر ہنسے اور کہا "اے بھتیجے تم نے یہ جو کہا کہ تمھارا باپ اس (یزید) کے باپ سے بہتر تھا تو عثمان کا ایک دن بھی معاویہ سے بہتر ہے۔ اور تمھارا یہ کہنا کہ تمھاری ماں یزید کی ماں سے بہتر ہے تو ظاہر ہے کہ قریش کی عورت بنی کلب کی عورت سے بہتر ہے اب رہا یہ کہ جو کچھ میں نے پایا وہ تمھارے باپ کی وجہ سے پایا تو یہ حکومت ہے اور خدا جس کو چاہتا ہے حکومت عطا فرماتا ہے اور یہ کہ تم یزید سے بہتر ہو تو بخدا میں چاہتا ہوں کہ بجائے یزید تمھارے ایسے لوگوں سے میرا گھر بھرا رہے۔ لیکن ان باتوں کو چھوڑو اور مانگو (تم کیا مانگنا چاہتے ہو) تاکہ میں تم کو (جو کچھ مانگو) دے دوں"۔

(الامامۃ والسیاسۃ جلد ا صـ ۲۰۰)

۱۳

فتکلم عبد اللہ بن الزبیر" اما بعد فان هذه الخلافة لقریش خاصة تتناولها بمآثرها السنیه و افعالها المرضیه مع شرف الآباء وکرم الابناء فاتق اللہ یا معاویة و انصف من نفسك فان هذا عبد اللہ بن عباس ابن عم رسول اللہ و هذا عبد اللہ بن جعفر ذو الجناحین ابن عم رسول اللہ و انا عبد اللہ بن زبیر ابن عمة رسول اللہ و علیؑ خلف حسنا و حسینا و انت تعلم من هما وما هما فاتق اللہ یا معاویة وانت الحاکم بیننا و بین نفسك ثم سکت"

(الامامة والسیاسة جلد ۱ صـ ۱۸۲)

(۱۴)

(یزید حضرت عبداللہ بن زبیر کی نگاہ میں)

(یزید کسی طرح خلافت کا مستحق نہیں)

پھر عبداللہ بن زبیر نے (امیر معاویہ سے اس طرح) گفتگو شروع کی۔
"یہ خلافت قریش کا مخصوص حق ہے۔ قریش اپنے بلند آثار، اچھے افعال، شریف آباء اور بزرگ لڑکوں کی وجہ سے اس خلافت کے منصب پر فائز ہوتے رہے۔ اے معاویہ تم خدا سے ڈرو اور خود انصاف کرو (دیکھو) یہ عبداللہ بن عباس رسول اللہ صلعم کے چچا کے لڑکے موجود ہیں، یہ عبداللہ بن جعفر ذوالجناحین رسول اللہ کے چچا کے فرزند موجود ہیں، میں عبداللہ بن زبیر رسول اللہؐ کی پھوپھی کا بیٹا موجود ہوں اور حضرت علیؓ کے صاحبزادے حسنؓ اور حسینؓ موجود ہیں اور تم جانتے ہو کہ یہ دونوں کون ہیں اور ان کے کیا مراتب ہیں۔ اے معاویہ خدا سے ڈرو (اور یزید کو اپنا نائب نہ مقرر کرو) کیونکہ تم ہم لوگوں کے اور اپنے درمیان حاکم ہو۔
پھر عبداللہ بن زبیر خاموش ہو گئے"

(الامامۃ والسیاسۃ جلد ۱ ص ۱۸۴)

۱۴

ثم قام احنف بن قیس فقال" یا امیر المومنین انت اعلمنا بلیله ونهاره و بسره وعلانیته فان کنت تعلم انه خیر لک فوله واستخلفه وان کنت تعلم انه شر لک فلا تزوده الدنیا وانت صائر الی الآخرة فانه لیس لک من الآخرة الا ما طاب واعلم انه لا حجة لک عند الله ان قدمت یزید علی الحسنؑ والحسینؑ وانت تعلم من هما والی ما هما وانما علینا ان نقول "سمعنا واطعنا غفرانک ربنا والیک المصیر"

(الامامة والسیاسة جلد ۱ ص ۱۸۰)

(۱۴)

یزید حضرت احنف بن قیس کی نگاہ میں

(یزید، امام حسینؑ پر ہرگز مقدم نہیں کیا جا سکتا) ؂

پھر احنف بن قیس کھڑے ہوئے اور (امیر معاویہ سے اس طرح) خطاب کیا:۔ وہ اے امیرالمومنین تم یزید کی رات، اس کے دن، اس کی پوشیدہ باتوں اور اسکی ظاہری چیزوں سے ہم سب سے زیادہ واقف ہو۔ اگر تم سمجھتے ہو کہ (تمھارا یزید کو حاکم بنانا) تمھارے لئے بہتر ہے تو اس کو اپنا ولی اور نائب بناؤ اور اگر تم (اس کو حاکم بناتے ہیں) اپنے لئے برائی سمجھتے ہو تو ہرگز (یزید کو حاکم بنا کر) اپنی دنیا نہ خراب کرو جب کہ تم آخرت کی طرف جارہے ہو۔ کیونکہ آخرت میں تم کو تمھارے نیک اعمال ہی کام آئیں گے اور (یاد رکھو) اگر تم نے یزید کو حسنؑ اور حسینؑ پر مقدم کیا تو تم خدا کو کوئی جواب نہ دے سکو گے۔ جب کہ تم جانتے ہو کہ حسنؑ اور حسینؑ کون ہیں اور ان کے کیا مراتب ہیں۔ ہم پر تو بس یہی فرض تھا کہ ہم تم کو مطلع کر دیں (اب تم جانو اور تمھارا کام جانے) اے خدا ہم نے تیرا حکم سنا اور تیری اطاعت کی۔ اے خدا ہم تجھ سے مغفرت چاہتے ہیں اور تیری ہی طرف ہماری بازگشت ہے۔

(الامامت والسیاست جلد ۱ ص ۱۸۰)

(۱۵)

وکان مع ابی ہریرۃ علم من النبیؐ فی یزید فانہ کان یدعو " اللھم انی اعوذبک من راس الستین وامارۃ الصبیان فاستجاب اللہ فتوفاہ لہ سنۃ تسع وخمسین وکانت وفاۃ معاویۃ وولایۃ ابنہ سنۃ ستین فعلم ابوہریرہ بولایۃ یزید فی ہذہ السنۃ فاستعاذ منہا لما علمہ من قبیح احوالہ بواسطۃ اعلام الصادق المصدوق صلی اللہ علیہ وسلم بذلک "

(صواعق محرقہ ص ۲۱۹)

۱۵

یزید حضرت ابوہریرہ کی نگاہ میں

(خلافت یزید سے نفرت)

حضرت ابوہریرہ یزید کے متعلق (پہلے ہی) حضرت رسولؐ سے (بہت کچھ) معلوم کر چکے تھے۔ اس لئے آپ دعا کیا کرتے تھے کہ "اے خدا میں ۶۰ھ سے اور لونڈوں کی حکومت سے تیری بارگاہ میں پناہ مانگتا ہوں"
خدا نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور آپ کا انتقال ۵۹ھ میں ہو گیا اور امیر معاویہ کی وفات اور ان کے بیٹے (یزید) کی حکومت ۶۰ھ میں ہوئی۔ حضرت ابوہریرہ جانتے تھے کہ یزید ۶۰ھ میں حاکم ہوگا اس لئے آپ ۶۰ھ سے پناہ مانگا کرتے تھے کیونکہ مخبر صادق (حضرت پیغمبرؐ) نے یزید کے افعال قبیح سے آپ کو واقف کر دیا تھا"

(صواعق محرقہ ص ۲۱۹)

باب دوم (روایات واقوال)

یزید بن معاویہ کی حقیقت علماء ومفکرینِ اسلام کی نگاہ میں

"قال الذہبی ولما فعل یزید باھل المدینۃ ما فعل مع شربہ الخمر واتیانہ المنکرات اشتد علیہ الناس وخرج علیہ غیر واحد ولم یبارک اللہ فی عمرہ"

ذہبی کہتے ہیں کہ جب یزید نے اپنی شراب خواری اور بدکاری کے باوجود مدینہ والوں کے ساتھ نہایت برا سلوک کیا تو لوگ اس سے سخت برہم ہوئے اور تمام لوگوں نے اس کے خلاف آواز بلند کی۔ لیکن خدا نے اسکی عمر میں برکت نہ دی (اور وہ جلد ہی مر گیا)

(صواعق محرقہ صـ ٢١٩)

۱۶

ان اهل السنة اختلفوا فی کفر یزید بن معاویه و ولی عهده من بعده فقالت طائفة انه کافر لقول سبط ابن الجوزی و غیره المشهور انه لما جیئ راس الحسین رضی الله عنه جمع اهل الشام و جعل ینکت الراس الشریف بالخیزران و ینشد ابیات الزبعری "لیت اشیاخی ببدر شهدوا. الابیات المعروفة وزاد فیها بیتین مشتملتین علی صریح الکفر" (والابیات هذه)
"لست من خندف ان لم انتقم ؛ من بنی احمد ما کان فعل
لعبت هاشم بالملك فلا ؛ خبر جاء و لا وحی نزل"

(صواعق محرقه ص ۳۲۵)

(۱۶)

علمائے اہل سنت

(یزید کافر تھا)

علمائے اہل سنت نے معاویہ کے بیٹے اور اس کے بعد اس کے ولی عہد یزید کے کافر ہونے میں اختلاف کیا ہے۔ ایک گروہ کا خیال ہے کہ یزید قطعاً کافر تھا کیونکہ علامہ سبط ابن جوزی اور دوسرے مشہور مورخین نے ذکر کیا ہے کہ جب امام حسینؑ کا سر مبارک (دربار یزید میں) لایا گیا تو اس نے شام والوں کو جمع کیا اور بید کی چھڑی سے سر مبارک کو مارنا شروع کیا اور (زبعری کے) مشہور اشعار پڑھے (اشعار یہ ہیں) آج اگر میرے بزرگ جو جنگ بدر میں قتل کر دیئے گئے موجود ہوتے (تو وہ دیکھتے کہ میں نے محمدؐ رسول اللہ کے اہل بیت سے کیسا بدلہ لیا) اس کے بعد یزید بار اپنے دو شعر پڑھے جو صاف صاف اس کے کفر کو ظاہر کرتے ہیں (وہ اشعار یہ ہیں) "میں بنی خندف سے نہیں اگر میں اولاد احمدؐ رسول اللہ سے ان کے کارناموں کا بدلہ نہ لیتا۔ تو یہ بنی ہاشم نے (حکومت و عزت حاصل کرنے کیلئے) ایک ڈھونگ رچایا تھا ورنہ (نہ تو محمدؐ کوئی نبی تھے) نہ کوئی خبر آئی اور نہ کوئی وحی نازل ہوئی"

(صواعق محرقہ ص۲۱۸ وینابیع المودۃ ص۳۲۰)

۱۷

فکتب سعید بن العاص الی معاویۃ" امابعد فانک امرتنی ان ادعوالناس لبیعۃ یزید وان اکتب الیک بمن سارع ممن ابطاء وانی اخبرک ان الناس عن ذلک بطاء لاسیما اهل البیت من بنی ہاشم فانہ لم یجبنی منہم احد، وبلغنی عنہم مااکرہ واما الذی جاہر بعداوتہ وابائہ لہذا الامر فعبد اللہ بن الزبیر ولست اقوی علیہم الا بالخیل والرجال او تقدم بنفسک فتری رأیک فی ذلک"

(الامامۃ والسیاسۃ جلد ۱ ص ۱۸۶)

۱۷

اہلِ مدینہ

(اہل مدینہ یزید کی بیعت پر ہرگز تیار نہ تھے)

سعید بن عاص (حاکم مدینہ) نے امیر معاویہ کو لکھا "آپ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں لوگوں سے یزید کی بیعت لوں اور جو (بیعت میں) تاخیر کرے اس کے متعلق آپ کو لکھوں۔ تو سنئے میں آپ کو خبر دیتا ہوں کہ یہاں کے لوگ یزید کی بیعت میں سستی کر رہے ہیں خصوصاً بنی ہاشم میں اہل بیت رسول[۲] ان میں سے کسی نے بھی یزید کی بیعت نہیں کی اور ان لوگوں نے اس سلسلہ میں ایسی باتیں کیں جو مجھے بری معلوم ہوئیں۔ اور عبداللہ بن زبیر کھلم کھلا دشمنی کا اظہار کرتے ہیں اور بیعت سے انکار کرتے ہیں۔ اور جب تک گھوڑے اور مرد (یعنی لشکر) نہ ہوں میں ان مدینہ والوں پر زور نہیں ڈال سکتا۔ (یا لشکر بھیجئے اور) یا آپ خود آئیے۔ (میں نے آپ کو خبر کر دی) اب جو آپ کی رائے ہو"

(الامامۃ والسیاستہ جلد ۱ صفحہ ۱۸۶)

(١٨)

ثم سار جيشه هذا الى قتال ابن الزبير فرموا الكعبة بالمنجنيق واحرقوا بالنار فاى شئ اعظم من هذه القبائح التى وقعت فى زمنه ناشئة عنه وهى المصداق الحديث السابق " لا يزال امر امتى قائماً بالقسط حتى يثلمه رجل من بنى امية يقال له يزيد "

(صواعق محرقه ص٢٢٠)

O

۱۸

اہلِ مکہ

(یزیدی لشکر نے یزید کے حکم سے خانہ کعبہ میں آگ لگادی)

(اہل مدینہ کو تباہ و برباد کر کے) پھر یزید کا یہ لشکر حضرت عبداللہ بن زبیر سے جنگ کرنے کیلئے (مکہ کی طرف) روانہ ہوا۔ یزیدی لشکر نے خانہ کعبہ پر منجنیق کے ذریعہ آگ برسائی اور خانہ کعبہ کو جلادیا،
پھر اس برائی اور گناہ سے بڑھ کر کون سی برائی ہو سکتی ہے جو یزید کے زمانے میں یزید ہی کی وجہ سے ہوئی۔ اور یہ بالکل آنحضرتؐ کی اس حدیث کے مطابق ہوا جس میں آپ نے فرمایا تھا کہ "میری امت دین اسلام پہ باقی رہے گی یہانتک کہ دیوار اسلام کو شکستہ کرنے والا بنی امیہ میں سے ایک شخص ہوگا جس کا نام یزید ہوگا،" (یزید کے اس فعل قبیح پر تمام اہل مکہ یزید کے خلاف ہو گئے)

(صواعق محرقہ صفحہ ۱۳۲)

اخرج الواقدی من طرق ان عبد اللّٰہ بن حنظلۃ بن الغسیل قال "واللّٰہ ماخرجنا علی یزید حتی خفنا ان نرمی بالحجارۃ من السَّماء ان کان رجلا ینکح الامہات والبنات والاخوات ویشرب الخمر ویدع الصلوۃ"

(صواعق محرقہ ص۲۱۹)

عبداللہ بن حنظلہ

(یزید محرمات کا مرتکب اور نماز کا تارک تھا)

واقدی نے روایت کی ہے کہ عبداللہ بن حنظلہ کہا کرتے تھے "خدا کی قسم جب بھی ہم یزید کے پاس جاتے تھے تو ڈرتے رہتے تھے کہ کہیں آسمان سے ہمارے اوپر پتھر نہ برسنے لگیں۔ یزید ایسا بدکار مرد تھا کہ وہ اپنی ماؤں، لڑکیوں اور اپنی بہنوں سے شادیاں کرتا تھا، شراب پیتا تھا اور نماز کو ترک کرتا تھا"

(صواعق محرقہ ص۲۱۹)

قال نوفل بن ابی الفرات "کنت عند عمر بن عبد العزیز فذکر رجل یزید فقال "قال امیر المومنین یزید بن معاویه" فقال "تقول امیر المومنین" فامر به فضرب عشرین سوطاً"

(صواعق محرقہ ص ۲۱۹)

حضرت عمر بن عبد العزیز

(یزید کو امیر المومنین کہنے پر بیس کوڑے لگوائے)

نوفل بن ابی الفرات کا بیان ہے کہ (ایک روز) میں حضرت عمر بن عبد العزیز کے پاس بیٹھا تھا۔ ایک شخص نے یزید کا تذکرہ کیا اور بولا "امیر المومنین یزید بن معاویہ نے کہا" حضرت عمر بن عبد العزیز نے (یہ سن کر اس شخص سے) کہا "تو یزید کو امیر المومنین کہتا ہے" پھر آپ نے حکم دیا کہ اس شخص کو بیس کوڑے لگائے جائیں (تاکہ آئندہ نہ وہ نہ کوئی دوسرا شخص یزید کو امیر المومنین کہہ سکے)

(صواعق محرقہ: ص ٢١٩)

وبعد اتفاقهم علیٰ فسقہ اختلفوا فی جواز لعنہ بخصوص اسمہ فاجازہ قوم منہم ابن الجوزی ونقلہٗ عن احمد بن حنبل وغیرہ فان ابن الجوزی قال فی کتابہ المسمیٰ بالرد علی المتعصب العنید المانع من لعن یزید سئلنی سائل عن یزید بن معاویۃ فقلت یکفیہ مابہ فقال الیجوز لعنہ قلت قد اجازہ العلماء الورعون منہم احمد بن حنبل فانہ ذکر فی حق یزید علیہ اللعنۃ"

(ینابیع المودۃ ص۳۲۶ - وصواعق محرقہ ص۲۲۰)

(۲۱)

امام احمد بن حنبل

(امام احمد بن حنبل نے یزید پر لعنت کرنا جائز قرار دیا ہے)

تمام علمائے اہل سنت نے یزید کے فاسق ہونے پر اتفاق کیا ہے لیکن اختلاف اس میں ہے کہ آیا یزید پر اس کا نام لے کر لعنت کر سکتے ہیں؟ علمائے اہل سنت کے ایک گروہ نے یزید پر لعنت کرنا جائز قرار دیا ہے ان علماء میں ابن جوزی بھی ہیں۔ انھوں نے ذکر کیا ہے کہ امام احمد بن حنبل نے یزید پر لعنت کرنا جائز قرار دیا ہے۔ چنانچہ وہ (ابن جوزی) اپنی کتاب الرد علی المتعصب العنید المانع من لعن یزید میں لکھا ہے کہ مجھ سے ایک پوچھنے والے نے یزید کے متعلق پوچھا۔ میں نے کہا "یزید کو سمجھنے کیلئے اس کے افعالِ بد اور اعمال قبیحہ کافی ہیں"۔ اس نے پوچھا "کیا یزید پر لعنت کرنا جائز ہے؟" میں نے جواب دیا "بے شک یزید پر لعنت کرنا جائز ہے کیونکہ (اہل سنت کے) مقدس علماء نے جن میں امام احمد بن حنبل بھی ہیں یزید پر لعنت کرنا جائز قرار دیا ہے"

(ینابیع المودۃ ص ۳۲۶ وصواعق محرقہ ص ۲۲۰)

۲۲

قال ابن الجوزی لیس العجب من قتال ابن زیاد للحسینؑ وانما العجب من خذلان یزید وضربه بالقضیب ثنایا الحسینؑ وحمله آل الرسولؐ سبایا علی اقتاب الجمال وذکر اشیاء من قبیح ما اشتهر عنه ثم قال وما کان مقصوده الا الفضیحة ولو لم یکن فی قلبه احقاد جاهلیة واضغان بدریة لاحترم الراس الشریف المبارک واحسن الی آل الرسولؐ

(ینابیع المودة ص۳۲۵)

علامہ ابن الجوزی

(واقعہ کربلا کی ذمہ داری یزید ہی پر ہے)

علامہ ابن جوزی کہتے ہیں کہ ابن زیاد کا امام حسینؑ سے جنگ کرنا تعجب کی بات نہیں ہے۔ تعجب تو یہ ہے کہ یزید نے امام حسینؑ کو رسوا کیا۔ اس نے امام حسینؑ کے دندان مبارک پر چھڑی ماری اس نے آلِ رسولؐ کو قید کرکے، اونٹوں کی پشتوں پر بٹھا کر (شہر بہ شہر اور دیار بہ دیار) پھرایا اور (بھرے دربار میں آل محمدؐ کو رسوا کرنے میں) بہت سی ذلیل باتوں کا تذکرہ کیا۔ ان تمام باتوں سے اس کا مقصد صرف (آل محمدؐ کو) ذلیل کرنا تھا۔ اگر یزید کے دل میں زمانہ جاہلیت کا کینہ اور جنگ بدر کا بغض و حسد نہ ہوتا تو (کم از کم) وہ امام حسینؑ کے سر مبارک اور آلِ رسولؐ کا احترام ضرور کرتا۔"

(ینابیع المودۃ ص۳۴۵)

ان یزید کان قد اشتہر بالمعازف و شرب الخمر و
والغنا و الصید و اتخاذ الغلمان و الکلاب و النطاح
بین الکباش و الذباب والقرود وما من یوم الا یصبح
فیہ مخمورا وکان یشد القرد علی فرس مسرج بحبال
و یسوق بہ و یلبس القرد قلانس الذھب وکذلک
الغلمان وکان اذا مات القرد یحزن علیہ "

(تاریخ ابن اثیر)

مورخ ابن اثیر

(یزید کے چند اوصاف)

یزید کے متعلق مشہور ہے کہ وہ جوا کھیلتا تھا، شراب پیتا تھا، گانے بجانے میں مست رہتا تھا۔ شکار میں دلچسپی لیتا تھا۔ اس کا دربار لڑکوں، کتوں، بندروں اور گانے بجانے کے سامانوں سے گرم رہتا تھا وہ ہمیشہ صبح کو اس حالت میں اٹھتا تھا کہ شراب سے مست رہتا تھا۔ وہ بندر کو گھوڑے کی زین پر رسی سے بندھواتا تھا اور اسے (ادھر ادھر) کھینچ کر اس کا تماشہ دیکھتا تھا۔ وہ بندروں اور لڑکوں کو سونے کی ٹوپی پہناتا تھا اور اگر کوئی بندر مر جاتا تھا تو اس کو بہت رنج ہوتا تھا"

(تاریخ ابن اثیر)

(۲۴)

ان یزید نشاء نشاۃ مسیحیۃ یتبعد کثیرا عن عرف الاسلام لقد کان یتزید فی تقریب المسیحیین و یستکثر منہم فی بطانتہ الخاصۃ لما انہ یقع بینہم علی من یمتزاج بہ و ینسجم معہ علی ما یقولون ولقد اطمان الیہم عصد بتربیۃ ابیہ الی مسیحی علی ما اختلاف فیہ بین المورخین ولا یمکن ان نعلل ہذہ الصلۃ الوثیقۃ والتعلق الشدید بالاخطل وغیرہ الا الی مکان التربیۃ ذات الصبغۃ الخاصۃ واللون التالی۔ اذا کان یقینا او یشبہ الیقین ان یزید لم تکن فیہ الاسلامیۃ خالصۃ او بعبارۃ اخری کانت مسیحیۃ خالصۃ فلم یبق ما یستغرب معہ ان یکون متجاوزا و متہیزا مستخفا بما علیہ الجماعۃ الاسلامیۃ لا یحسب لتقالیدہا و اعتقاداتہا ای حساب ولا یقیم لہا وزنا بل الذی یستغرب ان یکون علی غیر ذلک۔ لذلک اعتمد روایۃ الیعقوبی المحققۃ من ان یزید امر ابن زیاد بقتل الحسین"

(سمو المعنی فی سمو الذات صفحہ ۶۱)

(۲۴۷) علامہ علائلی

(یزید کی پرورش اور تربیت مسیحیت پر ہوئی تھی)

یزید مسیحیت کی آغوش میں پلا جس کو اسلام سے دور کا بھی تعلق نہ تھا۔ یزید نے بہت سے عیسائیوں کو اپنا مقرب بنا لیا تھا۔ اور بہت سے عیسائی اس کے محرم راز تھے۔ مورخین کا فیصلہ ہے کہ وہ عیسائیوں سے اتنا مانوس تھا کہ اس نے بھی اپنے باپ (معاویہ) کی طرح اپنے بیٹے کا اتالیق ایک عیسائی کو مقرر کر دیا تھا۔ (یہ کھلی ہوئی تاریخی حقیقت ہے) جس میں مورخین میں کوئی اختلاف نہیں یہی وجہ ہے کہ وہ اخطل وغیرہ مشہور عیسائی شاعر سے بہت اتحاد و ارتباط رکھتا تھا۔ بہ یقین کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ یزید کی تربیت اور پرورش اسلام پر نہیں بلکہ خالص مسیحیت پر ہوئی تھی۔ اور اسی بنا پر یزید کا اسلام سے دور رہنا، قوانین اسلام سے بغاوت کرنا، دین اسلام کو حقیر سمجھنا اور اس کی نظروں میں مذہبی اعتقادات کا وزن نہ ہونا کوئی تعجب کی بات نہیں۔ بلکہ تعجب تو اس وقت ہوتا جب وہ عقائد اسلام کا پابند ہوتا۔ اسی لئے میں مورخ یعقوبی کی روایت کو صحیح سمجھتا ہوں کہ یزید نے قطعاً ابن زیاد کو امام حسینؑ کے قتل کر دینے کا حکم دیا تھا۔"

(سمو المعنی فی سمو الذات ص۶۰)

Ameer Ali

"On Muawiyah's death, the Domitian of the House of Ommeyya ascended the throne founded by his father on fraud and treachery. As cruel and treacherous as Muawiyah, he did not, like his father, possess the capacity to clothe his cruelities in the guise of policy. His depraved nature knew no pity or justice, He killed and tortured for the pleasure he derived from human suffering. Addicted to the grossest of vices, his boon companions were the most abondoned of both sexes. Such was the caliph - the commander of the faithful"

(Spirit of Islam p.p.300)

امیر علی

(یزید کی فطرت)

امیر معاویہ کے مرنے کے بعد خاندانِ بنی امیہ کا ایک جابر اور ظالم (بادشاہ یزید) اس تخت (حکومت) پر بیٹھا جس کو اس کے باپ نے چالبازی اور مکاری سے حاصل کیا تھا (جہاں تک ظلم اور مکر و فریب کا تعلق ہے یزید اپنے باپ کی ہوبہو تصویر تھا) مگر اس میں اس بات کی بالکل صلاحیت نہ تھی کہ وہ اپنے باپ (امیر معاویہ) کی طرح ظلم و ستم کو سیاست کا لباس پہنا سکے۔ اس (یزید) کی بیہودہ اور ظالم طبیعت میں رحم و انصاف کا شائبہ بھی نہ تھا اس نے (سیکڑوں کو) قتل کر دیا (ہزاروں پر) ظلم ڈھائے اور انسانیت کا خون کر کے اپنی خوشیوں کو پورا کیا۔ یزید بدترین گناہوں کے ارتکاب کا عادی تھا۔ اس کے بہترین ساتھی بدکردار مرد اور عورتیں تھیں۔ یہ تھے خلیفہ (کے صفات) جو مومنین کے امیر (یعنی امیر المؤمنین) کہلاتے تھے"

(اسپرٹ آف اسلام ص۳۰۰)

"یزید ابن معاویہ کی حقیقت مفکرین مغرب کی نگاہ میں"

"He (Yazid) inherited his mother's poetic talent and infinitely preferred wine, music and sport to the drudgery of public affairs"

"یزید نے شاعری کی لیاقت اپنی ماں سے وراثتاً پائی تھی۔ وہ عوام کی فلاح وبہبودی کے معاملات پر شراب، رقص وسرود اور لہو ولعب کو بہت زیادہ ترجیح دیتا تھا"

(نکلسن)

Gibbon

"The premogeniture of the line of Hashim and holy caracter of the grand son of the Apostle had centered in his person, and he was at liberty to prosecute his claim against Yazeed, the tyrant of Damascus whose vices he despised and whose title he had never designed to acknowledge"

(Decline and Fall of the Romon Empire Vol. V. P. 77.)

گبن

(امام حسینؑ اور یزید)

ن مفکر مغرب امام حسینؑ کی شخصیت اور یزید کی حقیقت پر اس طرح تبصرہ کرتا ہے (
ا ندانِ ہاشم کی شان و شوکت و عزتِ نفس اور نواسۂ رسول کی پاک و پاکیزہ اخلاقی
یاں آپ (امام حسینؑ) میں موجود تھیں ۔ (چونکہ امام حسینؑ ہی صحیح معنوں میں خلافت
حقدار تھے اس لئے) آپ نہایت آزادی کے ساتھ یزید کے خلاف اپنی خلافت
عویٰ کر سکتے تھے ۔ وہ یزید جو دمشق کا ایک ظالم (حاکم) تھا۔ جس کو آپ
م حسینؑ) اس کے برے اعمال کی وجہ سے نہایت حقارت و نفرت کی نظر سے
تے تھے اور جس کی خلافت (حکومت) کو ہرگز نہیں تسلیم کیا تھا "

(ڈکلائین اینڈ فال آف رومن امپائر جلد ۵ ص ۱۷۲)

Nicholson

Violators of its laws and spurners of its ideals, they could never be any thing but tyrants, and being tyrants, they had no right to slay blievers who rose in arms against their usurped authority. It is well to remember that in Muslim eyes the distinction between church and state does not exist. Yazid was a bad church man, therefore he was wicked tyrant.

(Lit. History of Arab P.P. 197)

(۲۷)

(نکلسن)

(یزید ایک ظالم دنیاوی بادشاہ تھا)

(نکلسن مفکر مغرب کی نظر میں) بنی امیہ قوانین اسلام سے لاپرواہی کرنے والے اور مقاصد دین کو حقارت کی نظر سے دیکھنے والے ظالم تھے۔ چونکہ وہ ظالم تھے اسلئے ان کو کوئی حق نہ تھا کہ وہ ان مومنین کو تباہ و برباد کرتے جو اپنے غصب شدہ حقوق کو حاصل کرنے کیلئے ان کے سامنے سلاح جنگ سے آراستہ ہو کر آئے تھے۔
یہ اچھی طرح سمجھ لینا چاہیئے کہ مسلمانوں کی نگاہ میں سیاست دنیویہ اور سیاست الہیہ میں کوئی فرق نہیں۔ یزید بدترین سیاست دنیویہ کا حامل تھا اس لئے وہ بدخصلت اور ظالم تھا اور منصب خلافت کے قابل نہ تھا)

(اے لٹریری ہسٹری آف عرب)

"The slaughter of Husayn does not complete the tale of Yazeed's enormities. Medina, the prophet's city, was sacked by a Syrian army, while Mecca itself, where Abdullah b. Zubayr had set up as rival caliph, was besieged and the Kaaba laid in ruins, These outrages, shocking to muslim sentiment, kindled a flame of rebellion."

(A literary History of the Arabs P. 198)

نکلسن لکھتا ہے :-

" یزید کی سفاکیت و ظلم و استبداد کا سلسلہ شہادتِ امام حسینؓ ہی پر ختم نہیں ہوا بلکہ (اس کے حکم سے) حضرت پیغمبرؐ کے شہر مدینہ کو شامی فوجوں نے تباہ و برباد کر دیا۔ مکہ معظمہ کا جہاں عبداللہ ابن زبیرؓ (یزید کے خلاف) خود خلیفہ بن بیٹھے تھے۔ محاصرہ کر لیا گیا (یزیدی فوج نے) خانۂ کعبہ کو برباد کر دیا۔ یہ یزید کے وہ سیاہ کارنامے تھے جن کی وجہ سے مسلمانوں کے جذبات کو ٹھیس لگی اور (یزید کے خلاف تمام اسلامی ممالک میں) بغاوت کی آگ بھڑک اٹھی "

(اے لٹریری ہسٹری آف عرب ص ۱۹۸)

Asborn

Asborn says, "The first caliph of the Ommayas shrank from no crime necssary to secure his position, Murder was his accustomed mode of removing a formindable opponent. The grand son of the prophet he caused to be poisoned, Malike Ashtar, the heroic lieuftenant of Ali was destroyed in a like way, To secure the succession of his son Yazid, Muamiyah hesitated not to break the word he had pledged to Husain, the serviving son of Ali"

(Spirit of Islam PP 299)

۲۹

آسبارن

(یزید کی حکومت خلافِ معاہدہ تھی)

مغرب کا مشہور مفکر و مورخ لکھتا ہے "بنی امیہ کے پہلے خلیفہ اپنے عہدہ اور منصب کی حفاظت میں کسی بڑے سے بڑے جرم کے ارتکاب سے کبھی نہ ہچکچاتے تھے۔ خوفناک دشمن سے نجات پانے کیلئے قتل کر دینا ان کی طبیعت ثانیہ میں داخل تھا۔ انھوں نے حضرت پیغمبرؐ کے نواسے (حضرت حسنؑ) کو زہر دلوا دیا۔ انھوں نے حضرت علیؑ کے مشہور اور بہادر لفٹیننٹ مالک اشتر کو تباہ و برباد کر دیا اور اپنے لڑکے یزید کو اپنا جانشین بنانے کیلئے امیر معاویہ نے اس عہد و پیمان کو توڑنے میں ذرہ برابر بھی ہچکچاہٹ محسوس نہ کی جو وہ حضرت علیؑ کے فرزند حضرت حسینؑ کے لئے کر چکے تھے۔"

(اسپرٹ آف اسلام ص ۲۹۶)

(30)

Price

"Moawiyah is said to have finally acknowledged to his ministers before he expired that there were to him three things as were the source of bitter regret. First, that he should have suffered himself to be misled by the spirit of ambition to deprive the sacred fimily of the prophet of their rights, secondly that he should have suborne the wife of Imam Hasan to poison her husband and, thirdly that he should have prematurely nominated Yazeed to succession"

(History of the Mohammaden Empire, Vol.1, P. 389,)

پرائس

(وقتِ آخر انکشافِ حقیقت)

پرائس ایک مشہور مفکر و مورخ اپنی کتاب "ہسٹری آف دی محمڈن امپائر" جلد اول صفحہ ۳۸۹ پر لکھتا ہے:-

"معاویہ نے آخر کار اپنے مرنے سے پہلے اپنے وزراء اور مشیر کاروں کو یقین دلایا کہ ان کو اپنے تین کاموں کے کرنے کا سخت افسوس ہے -

(۱) انھوں نے کیوں نہیں اپنے کو روکا اور کیوں اپنے خواہشاتِ نفسانی کی پیروی کی اور پاک و پاکیزہ اہل بیتِ رسولؐ کو ان کے حقوق سے کیوں باز رکھا۔

(۲) ان کو نہیں چاہیئے تھا کہ وہ امام حسنؑ کی بیوی (جعدہ بنت اشعث) کے ذریعہ امام حسنؑ کو زہر دلواتے -

(۳) ان کو ہرگز نہیں چاہیئے تھا کہ وہ یزید کو اپنا جانشین بناتے "

باب چہارم (روایات)

قاتلینِ امامِ حسین علیہ السلام کا انجام

عن الزہری انہ لم یبق احد ممن قتل الحسین الا عوقب فی الدنیا قبل الآخرۃ اما بالقتل او سواد الوجہ او تغییر الخلقۃ او زوال الملک فی مدۃ یسیرۃ"

زہری کا بیان ہے کہ قتل امام حسینؑ میں جو بھی شریک ہوا اس کو آخرت سے پہلے اس دنیا ہی میں سزا مل گئی۔ یا وہ قتل کر دیا گیا یا اس کا چہرہ سیاہ ہوگیا یا اس کی صورت مسخ ہوگئی اور یا اس کی حکومت تھوڑے ہی عرصہ میں ختم ہوگئی"

(نور الابصار ص ۱۳۳)

۳۱

عن سلمان قال" وهل بقی فی السموات ملک لم ینزل الی رسول الله صلعم یعزیه فی ولده الحسین و یخبره بثواب الله ایاه و یحمل الیه تربته مصروعاً علیها مذبوحاً مقتولاً طریحاً مخذولاً فقال رسول الله اللهم اخذل من خذله واقتل من قتله واذبح من ذبحه ولا تمتعه بما طلب قال عبد الرحمن فوالله لقد عوجل الملعون یزید ولم یتمتع بعد قتله بات سکراناً واصبح میتاً متغیراً کانه مطلی بقار وما بقی احد ممن تابعه علی قتله او کان فی محاربته الا اصابه جنون او جزام او برص صار ذلک وراثة فی نسلهم"

(بحار جلد ۱ ص ۱۹۴)

(۳۱) یزید ابن معاویہ

(یزید کی موت)

حضرت سلمان فارسی سے روایت ہے کہ آسمانوں کا کوئی فرشتہ ایسا نہ تھا جو رسولؐ کی خدمت میں نہ حاضر ہوا ہو۔ ہر فرشتہ نے آپ کی خدمت میں آپ کے فرزند حسینؑ کی تعزیت پیش کی آپ کو شہادت حسینؑ کے ثواب (اور مراتب) سے باخبر کیا اور آپ کو (اس زمین کی) مٹی دی جس پر حسینؑ شہید کئے گئے اور جہاں آپ کی لاش مطہر (بے کفن) چھوڑ دی گئی۔ (یہ دیکھکر) رسول اللہؐ نے فریاد کی " خدایا جو حسینؑ کو چھوڑے اس کو تو چھوڑ دے، جو حسینؑ کو قتل کرے اس کو تو قتل کر اور جو حسینؑ کو ذبح کرے اس کو تو ذبح کر اور قاتل حسینؑ کو کوئی فائدہ نہ پہونچا" عبدالرحمن کہتے ہیں " خدا کی قسم یزید ملعون کیلئے (اس کی موت میں) بہت جلدی کی گئی اور شہادت حسینؑ کے بعد اس کو کوئی (دنیاوی) فائدہ نہ ہوا۔ اس نے ساری رات شراب کے نشہ میں گذاری، صبح کو مرا ہوا پڑا رہا اور (مرنے کے بعد) اس کا جسم کوئلہ کی طرح سیاہ ہوگیا۔ (یزید ہی کیا) جس جس نے بھی قتل امام حسینؑ میں یزید کا ساتھ دیا یا امام حسینؑ سے جنگ کی وہ یا پاگل ہوگیا یا جذام یا برص کے مرض میں مبتلا ہوگیا اور یہ مرض جذام اور برص اس کے خاندان اور اس کی نسل میں باقی رہا "

(بحار جلد ۱۰ صـ ۱۵۴)

(۴۲)

قضی اللہ ان قتل عبید اللہ بن زیاد ھو و اصحابہ یوم عاشورا سنۃ سبع و ستین جھز الیہ المختار ابن ابی عبید جیشاً فقتلہ ابراھیم بن الاشتر فی الحرب و بعث براسہ الی المختار و بعث بہ المختار الی ابن زبیر فبعثہ ابن زبیر الی علیؑ بن الحسینؑ۔

روی الترمذی "انہ لما جیئ براسہ و نصب فی المسجد مع رؤس اصحابہ جاءت حیۃ فتخللت الرؤوس حتی دخلت فی منخرہ فمکثت ھنیھۃ ثم خرجت فعلت ذلک مرتین او ثلاثا و کان نصبھا فی محل راس الحسینؑ "

(نور الابصار ص۱۳۷)

عبیداللہ بن زیاد

(ابن زیاد کا سر امیر مختار کے دربار میں)

خدا کی قدرت دیکھو کہ عبیداللہ بن زیاد اور اس کے ساتھی ۶۷ھ میں دسویں محرم ہی کو قتل کئے گئے۔ حضرت مختار ابن ابی عبیدہ ثقفی نے (ابن زیاد کے خلاف) لشکر بھیجا۔ ابراہیم ابن مالک اشتر نے اس کو میدانِ جنگ میں قتل کیا اور اس کا سر امیر مختار کے پاس بھیجدیا۔ امیر مختار نے اس سر کو عبداللہ بن زبیر کے پاس بھیجدیا اور ابن زبیر نے حضرت علیؑ بن الحسینؑ کے پاس بھیجدیا"

ترمذی نے روایت کی ہے کہ جب ابن زیاد کا سر (دربار امیر مختار میں) لایا گیا اور مسجد میں اس کے ساتھیوں کے سروں کے ساتھ رکھا گیا تو ایک سانپ آیا اور تمام سروں سے گذرتا ہوا ابن زیاد کے سر کے پاس پہونچا اور اسکی ناک میں گھس گیا۔ وہ سانپ کچھ دیر تک اس کی ناک میں رہا پھر دو تین مرتبہ ناک کے اندر گیا اور باہر آیا (پھر غائب ہو گیا) ابن زیاد کا سر وہیں رکھا گیا جہاں امام حسینؑ کا سر مبارک رکھا گیا تھا"

(نورالابصار ص۱۱۳)

(۴۳)

جاء الهيثم بن الاسود فقعد فجاء حفص بن عمر بن سعد فقال للمختار يقول لك ابو حفص" این لنا بالذی کان بيننا وبينك ؟" قال" اجلس" فدعا المختار ابا عمرة فجاء رجل قصير يتخشخش فی الحديد فساره ودعا برجلين فقال اذهبا معه فذهب فوالله ما احسبه بلغ دار عمر بن سعد حتى جاء براسه فقال المختار لحفص " اتعرف هذا ؟" قال" انا لله وانا اليه راجعون" قال "يا ابا عمرة الحقه به" فقتله - فقال المختار "عمر بالحسين وحفص بعلی بن الحسين ولا سواء"

(بحار جلد ۱۰ ص ۲۷۹)

(۴۳) عمر بن سعد

(عمر بن سعد کے سیاہ کارناموں کا انجام)

ہشیم ابن اسود آکر (امیر مختار کے پاس) بیٹھ گئے۔ اتنے میں عمر بن سعد کا لڑکا حفص آیا۔ (ہشیم نے) امیر مختار سے کہا "یہ حفص آپ سے کہتا ہے کہ ہمارے اور آپ کے درمیان جو باتیں تھیں وہ کب پوری ہونگی"۔ امیر مختار نے اس سے کہا "بیٹھ جاؤ" پھر امیر مختار نے ابو عمرہ کو بلایا۔ تو ایک پستہ قد آدمی لوہے کے ہتھیار سے آراستہ آیا۔ امیر مختار نے اس سے کچھ چپکے چپکے باتیں کیں اور دو آدمیوں کو بلایا اور ان سے کہا "اس شخص کے ساتھ جاؤ" (ہشیم کہتے ہیں) مجھے یہ گمان بھی نہ تھا کہ وہ ابن سعد کے گھر جا رہے ہیں (تھوڑی ہی دیر میں) ابو عمرہ عمر ابن سعد کا سر لے کر آئے امیر مختار نے حفص سے کہا "کیا تم جانتے ہو کہ یہ کس کا سر ہے؟" حفص نے جواب دیا "انا للہ وانا الیہ راجعون" امیر مختار نے کہا "اے ابو عمرہ اس کو بھی اس کے باپ (ابن سعد) کے ساتھ روانہ کر دو"۔ ابو عمرہ نے حفص کو بھی قتل کر دیا۔ تب امیر مختار نے کہا "عمر بن سعد حضرت حسینؑ کے بدلے ہیں اور حفص حضرت علی اکبر کے بدلے ہیں مگر پھر بھی یہ برابر کا بدلہ نہیں ہوا"۔

(بحار جلد ۱۰ صفحہ ۲۸۹)

طلب المختار شمر بن ذی الجوشن فهرب الی البادیه فسعی به الی ابی عمرة فخرج الیه مع نفر من اصحابه فقاتلهم قتالاً شدیداً فاثخنته الجراحة فاخذه ابو عمرة اسیراً وبعث به الی المختار فضرب عنقه واغلیٰ له دهناً فی قدر فقذفه فیها فتفسخ "

(بحار جلد ۱ ص ۲۷۹)

شمر بن ذی الجوشن

(شمر کس طرح واصلِ جہنم ہوا)

امیر مختار نے شمر بن ذی الجوشن کو طلب کیا وہ ایک دیہات کی طرف بھاگا۔ ابو عمرہ کو خبر کی گئی یہ اپنے کچھ ساتھیوں کو لے کر (شمر کی طرف) روانہ ہوئے۔ شمر سے زبردست لڑائی ہوئی اور وہ شدید زخمی ہوا۔ ابو عمرہ نے اس کو گرفتار کیا اور امیر مختار کے پاس بھیجدیا۔ امیر مختار نے اس کو قتل کیا اور ایک دیگ میں تیل گرم کر کے اس میں شمر ملعون کو ڈال دیا جس سے اس کا جسم پھٹ گیا"

(بحار جلد ۱۰ ص ۲۷۹)

(۳۵)

فما مضت الایام حتی ظهر المختار بن ابی عبیدۃ الثقفی یطلب بثار الحسین فی الکوفۃ فوقع ذلک الملعون بیدہ و ھو خولی فلما وقف بین یدیہ قال لہ "ما صنعت یوم کربلاء؟" قال "اتیت الی علی بن الحسین فاخذت نطعاً من تحتہ و اخذت قناع زینب بنت علیؑ و قرطیھا" فبکی المختار وقال "فما قالت لک؟" قال "قالت قطع اللہ یدیک و رجلیک و احرقک اللہ بنار الدنیا قبل نار الآخرۃ" قال المختار "فواللہ رایتین دعوۃ الطاھرۃ المظلومۃ ثم قدمہ وقطع یدیہ و رجلیہ و احرقہ بالنار"

(ابو مخنف ص ۹۸)

(۳۵)

خولی بن یزید

(خولی جہنم سے پہلے دنیا ہی میں جلا دیا گیا)

چند ہی روز گذرے تھے کہ حضرت مختار ابن ابی عبیدہ ثقفی کوفہ میں ظاہر ہوئے اور امام حسین علیہ السلام کے (خونِ ناحق) کا انتقام لینا شروع کیا۔ آپ کے قبضہ میں ملعون خولی بھی آیا۔ جب خولی آپ کے سامنے کھڑا ہوا تو آپ نے اس سے پوچھا "تونے کربلا میں کیا کیا تھا؟" خولی نے جواب دیا "میں علیؑ بن الحسینؑ (امام زین العابدین) کے پاس آیا اور ان کے نیچے سے چمڑا (جس پر آپ بیمار پڑے ہوئے تھے) گھسیٹ لیا۔ اور حضرت زینبؑ بنت علیؑ کا مقنعہ اور ان کے گوشوارے چھین لئے" (یہ سنکر) حضرت مختار رو دیئے اور پوچھا "پھر حضرت زینبؑ نے تجھ سے کیا کہا؟" خولی نے کہا "حضرت زینبؑ نے فرمایا کہ خدا تیرے ہاتھ اور پیر کو قطع کر دے اور تجھے آخرت کی آگ (جہنم) سے پہلے دنیا ہی کی آگ میں جلا دے" حضرت مختار نے کہا "قسم بخدا میں طاہرہ اور مظلومہ کی آواز پر ضرور لبیک کہوں گا" پھر حضرت مختار نے اس کے ہاتھ پیر کاٹ دیئے اور اس کو آگ میں جلا دیا۔

(ابو مخنف ص ۹۸)

(٣٦)

عن المنهال بن عمر قال "دخلت على علیؓ ابن الحسینؓ منصرفی من مکة فقال لی "یا منهال ما صنع حرملة بن الکاهل الاسدی ؟" فقلت "ترکته حیًا بالکوفة" قال "فرفع یدی جمیعا ثم قال "اللهم اذقه حر الحدید اللهم اذقه حر النار" قال منهال "فقدمت الکوفة وقد ظهر المختار بن ابی عبیدة الثقفی وکان لی صدیقا فکنت فی منزلی ایامًا حتی انقطع الناس عنی ورکبت الیه فلقیته خارجا عن داره فقال "یا منهال لم تاتینا فی ولایتنا هذه ولم تهنئنا بها ولم تشرکنا فیها فاعلمته انی کنت بمکة وانی قد جئتک الآن وسایرته ونحن نتحدث حتی اتی الناس فوقف فوقفًا کانه ینتظر شیئًا وقد کان اخبر بمکان حرملة بن کاهل فما لبثنا ان جی به فلما نظر الیه المختار قال لحرملة "الحمد لله الذی مکننی منك" ثم قال الجزار فاتی بجزار فقال له اقطع یدیه فقطعتا ثم قال له اقطع رجلیه فقطعتا ثم قال النار النار وقصب فالقی علیه فاشتعل فیها النار

حرملہ بن کاہل

(امیر مختار کا ایک سجدۂ شکر)

منہال بن عمر کہتے ہیں کہ میں مکہ سے واپسی پر حضرت علیؑ ابن الحسینؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے مجھ سے پوچھا "اے منہال حرملہ کی کیا خبر ہے؟" میں نے کہا "میں نے تو اس کو کوفہ میں زندہ چھوڑا تھا" آپ نے اپنے ہاتھ بلند کئے اور فرمایا "اے خدا تو حرملہ کو لوہے اور آگ کی گرمی کا مزہ چکھا" منہال کہتے ہیں کہ پھر میں کوفہ واپس آیا۔ اس وقت مختار وہاں کے حاکم تھے اور مجھ سے اور مختار سے دوستانہ تعلقات تھے۔ میں کچھ دنوں تک تو اپنے گھر ہی میں رہا۔ جب لوگوں کا آنا جانا بند ہوا تو (ایک روز) میں مختار سے ملنے کیلئے چلا۔ وہ گھر سے نکل چکے تھے (مجھے دیکھکر) کہا "اے منہال تم ہماری حکومت کے زمانے میں ہمارے پاس نہ آئے نہ ہم کو مبارکباد دی اور نہ ہمارے کاموں میں حصہ بٹایا" میں نے جواب دیا کہ میں مکہ میں تھا اور ابھی آیا ہوں۔ پھر میں امیر مختار کے ساتھ ساتھ چلا۔ اور ہم آپس میں بات چیت کرنے لگے۔ یہاں تک کہ وہ چوراہے کے پاس پہنچے اور ایک جگہ کھڑے ہو کر کسی چیز کا انتظار کرنے لگے۔ ان کو حرملہ کا پتا

فقلت سبحان الله فقال لی "یا منهال ان التسبیح لحسن نفیهم سمیت؟" فقلت "ایها الامیر دخلت فی سفرتی هذه منصرفی من مکة علی علی ابن الحسین فقال لی یا منهال ما فعل حرملہ بن کاهل فقلت ترکته حیاً بالکوفة فرفع یدیه فقال اللهم اذقه حر الحدید اللهم اذقه حر النار فقال لی المختار اسمعت علی بن الحسین یقول هذه فقلت والله لقد سمعته یقول هذا فنزل عن دابته وصلی رکعتین واطال السجود ثم قام فرکب واحترق حرملہ"

(بحار جلد ۱۰ ص ۲۷۸)

کی خبر دی گئی۔ تھوڑی ہی دیر کے بعد حرملہ لایا گیا۔ جب امیر مختار نے اس کو دیکھا تو کہا "خدا کا شکر ہے کہ اس نے مجھ کو تیرے اوپر قابو دیا" پھر جلاد کو بلایا اور حکم دیا کہ اس کا ہاتھ کاٹے۔ دونوں ہاتھ کاٹ دیئے گئے پھر کہا پیر کاٹے دونوں پیر بھی کاٹ دیئے گئے۔ پھر آگ اور لکڑی منگوائی اور حرملہ کو اس میں ڈال دیا گیا۔ وہ آگ میں جل گیا۔ (منہال کہتے ہیں) "میں نے سبحان اللہ کہا" امیر مختار نے کہا "اے منہال تسبیح پڑھنا تو بہر حال بہتر ہے لیکن اس وقت تم نے سبحان اللہ کیوں کہا؟" میں نے جواب دیا "اے امیر جب میں اس سفر میں مکہ سے واپس آ رہا تھا تو حضرت علیؑ ابن الحسینؑ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے حرملہ کے متعلق پوچھا۔ میں نے کہا "میں تو اس کو کوفہ میں زندہ چھوڑ کر آیا تھا" آپ نے اپنا ہاتھ بلند کیا اور فرمایا "اے خدا تو حرملہ کو لوہے اور آگ کا مزہ چکھا" (میں نے اس لئے سبحان اللہ کہا کہ امام کی بد دعا کا کس قدر جلد اثر ہوا) مختار نے پوچھا "کیا اسی طرح حضرت علیؑ بن الحسینؑ کو تم نے کہتے ہوئے سنا؟" میں نے کہا "ہاں بخدا اسی طرح سنا" امیر مختار فوراً گھوڑے سے اتر پڑے۔ دو رکعت نماز پڑھی۔ دیر تک سجدے میں رہے پھر سوار ہو کر روانہ ہوئے اور حرملہ جل کر خاک ہو گیا"

(بحار جلد ۱۰ ص ۲۷۸)

وذهب سنان بن انس الی البصرة فهدم داره ثم خرج من البصرة نحو القادسية وکان علیه عیون فاخبروا المختار فاخذه بین العذیب والقادسیة فقطع انامله ثم یدیه ورجلیه واغلی زیتاً فی قدر ورماه فیها،

(بحار جلد ۱۰ ص ۲۹۰)

(۲۷)

سنان بن انس

(عبرتناک انجام)

سنان بن انس بصرہ کی طرف بھاگا۔ لیکن اس کا گھر گرا دیا گیا۔ پھر وہ بصرہ سے
ل کر قادسیہ کی طرف روانہ ہوا۔ وہاں (حضرت مختار کے) جاسوس موجود تھے
ھوں نے حضرت مختار کو (سنان بن انس کی) خبر کی۔ وہ عذیب اور قادسیہ کے
رمیان گرفتار کر لیا گیا۔ پہلے اس کی انگلی کاٹی گئی پھر اس کے ہاتھ اور پیر کاٹے
ئے، ایک دیگ میں روغن زیتون گرم کیا گیا اور سنان کو اس میں ڈال دیا گیا،

(بحار جلد ۶۰ ص۲۹۰)

۳۸

اخرج ابو الشیخ ان جمعاً تذاکروا انہ ما من احد اعان علی قتل الحسینؓ الا اصابہ بلاء قبل ان یموت فقال شیخ "انا اعنت وما اصابنی شئی" فقام لیصلح السراج فاخذتہ النار فجعل ینادی النار النار وانغمس فی الفرات ومع ذلک فلم یزل بہ حتی مات"

واخرج منصور بن عمار ان بعضہم ابتلی بالعطش و کان یشرب راویہ ولا یروی"

(صواعق محرقہ ص۱۹۳)

(۳۸)

قتلِ امام حسینؓ میں مدد کرنے والا دنیا ہی میں جل گیا

ابوالشیخ نے بیان کیا ہے کہ کچھ لوگ گفتگو کر رہے تھے کہ جس کسی نے بھی قتل امام حسینؓ میں حصہ لیا وہ مرنے سے پہلے کسی نہ کسی مصیبت میں ضرور گرفتار ہوا (وہاں موجود لوگوں میں) ایک بوڑھے نے کہا "میں نے تو (قتل امام حسینؓ میں) مدد کی تھی مگر مجھے کچھ بھی نہ ہوا" رات کو وہ چراغ درست کرنے اٹھا کہ دفعتاً اس کے بدن میں آگ لگ گئی۔ وہ (بدحواس ہوکر) آگ آگ چلانے لگا اور دریائے فرات میں کود پڑا پھر بھی آگ نہ بجھی یہانتک کہ وہ مرگیا۔

منصور بن عمار روایت کرتے ہیں کہ قاتلین امام حسینؓ میں سے ایک پیاس کے مرض میں گرفتار ہوا۔ وہ پانی پیتا تھا مگر اس کی پیاس نہ بجھتی تھی"

(صواعق محرقہ ص ۱۹۳)

۳۹

حکی سبط ابن الجوزی عن الواقدی ان شیخاً حضر قتله
فقط فعمی فسئل عن سببه فقال انه رای النبیؐ حاسراً
عن ذراعیه و بیدہٖ سیف و بین یدیه نطع و رای عشرۃ
من قاتلی الحسین من ذوحین بین یدیه ثم لعنہ و سبه بتکثیرہ
سوادهم ثم اکحله بمرود من دم الحسین فاصبح اعمیٰ"

(صواعق محرقہ ص ۱۹۳)

(۳۹)

(خونِ حسینؓ کا انتقام)

سبط ابن جوزی نے واقدی سے نقل کیا ہے کہ ایک بوڑھا شہادتِ امام حسینؓ کے وقت صرف موجود تھا (یعنی اس نے قتل امام حسین میں کوئی حصہ نہ لیا مگر کربلا میں موجود تھا) اندھا ہوگیا۔ لوگوں نے اس کے اندھے ہونے کا سبب پوچھا تو اس نے بیان کیا کہ اس نے حضرت پیغمبرؐ کو خواب میں اس حال میں دیکھا کہ آپ آستینیں چڑھائے ہوئے ہیں۔ آپ کے ہاتھ میں تلوار ہے، آپ کے سامنے چمڑا پڑا ہوا ہے اور قاتلین حسینؓ میں سے دس اشخاص آپ کے سامنے ذبح کیے ہوئے پڑے ہیں۔ اس بوڑھے کو دیکھ کر رسول اللہ صلعم نے اس پر لعنت کی، اس کو برا کہا کیونکہ اس نے قاتلان امام حسینؑ کے ساتھ رہ کر ان کی تعداد میں اضافہ کیا تھا۔ اور خونِ حسینؓ کی ایک سلائی اس کی آنکھوں میں پھیر دی جس سے وہ اندھا ہوگیا"

(صواعق محرقہ ص۱۹۳)

(٤٠)

واخرج ایضاً ان شخصاً منہم علق فی لبب فرسہ راس الحسینؑ بن علیؑ فروی بعد ایام ووجہہ اشد سوداً من القار فقیل لہ انک کنت انضر العرب وجہاً فقال مامرت علی لیلۃ من حین حملت تلک الراس الا واثنان یاخذان بضبعی ثم ینتہیان بی الی نارٍ تاجج فیدفعانی فیہا وانا انکص فتسفنی کما تری ثم مات علی اقبح حالۃٍ

(صواعق محرقہ ص۱۹۴)

(۶۰)

(ایک بدبخت کی موت)

ر قاتلین امام حسینؓ میں سے) ایک شخص نے حضرت حسینؓ بن علیؓ کے سر مبارک کو
اپنے گھوڑے کے تنگ میں لٹکایا تھا۔ چند روز کے بعد دیکھا گیا تو اس کا چہرہ
کوئلے سے زیادہ سیاہ تھا اس سے پوچھا گیا کہ تیرا شمار تو عرب کے خوبصورت لوگوں
میں تھا (پھر تیرا چہرہ کیسے سیاہ ہوگیا) اس نے جواب دیا " میں نے امام حسینؓ
کا سر مبارک اٹھایا (اور اپنے گھوڑے کے تنگ میں لٹکایا) ابھی ایک رات
بھی نہ گذری تھی کہ میں نے دو شخصوں کو دیکھا جو مجھے پکڑ کر ایک دہکتی ہوئی آگ کے
پاس لے گئے اور مجھے اس آگ میں ڈال دیا جس سے میری حالت ایسی ہوگئی جیسی
تم دیکھ رہے ہو۔ پھر وہ نہایت ہی بری حالت میں مرگیا "

(صواعق محرقہ ص ۱۹۴)

واخرج عبد بن محمد القرشی عن شیخ بن اسد قال "رأیت النبی صلعم فی المنام والناس یعرضون علیه وبین یدیه طشت فیها دم فیلطخهم بالدم حتی انتهیت الیه فقلت مارمیت بسهم ولا طعنت برمح فقال لی هویت قتل الحسینؑ فاوماء الی باصبعه فاصبحت اعمیٰ

(ینابیع المودۃ ص۳۲۰)

(۴۱)

(ایک خوفناک خواب)

عبد بن محمد قرشی سے روایت ہے۔ ان سے شیخ ابن اسد نے بیان کیا کہ" میں نے حضرت پیغمبرؐ کو خواب میں دیکھا۔ آپ کے سامنے کچھ لوگ پیش کئے جاتے تھے۔ آپ اس طشت میں جو آپ کے سامنے رکھا ہوا تھا اور جس میں خون تھا۔ ان لوگوں کو ڈالتے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ میں آپ کے سامنے پہونچا۔ میں نے عرض کیا کہ نہ تو میں نے (امام حسینؑ) کو تیر مارا اور نہ ہی نیزہ لگایا۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا تو نے قتل حسینؑ کی خواہش تو کی (اور وقت شہادت موجود تو تھا) پھر آپ نے میری طرف انگلی سے اشارہ کیا اور میں اندھا ہو گیا،،

(ینابیع المودۃ ص۳۲۰)

(۴۲)

واخرج ایضاً عن عامر بن سعد البجلی قال رأیت النبی صلعم
فی المنام فقال لی اذا رأیت البراء بن عازب فاقرءه السلام
واخبره ان قتلة الحسین فی النار وکاد ان یعذب اللہ اهل
الارض بعذاب الیم فاخبرت البراء فقال صدق اللہ و
رسوله قال صلی اللہ علیه وسلم من رانی فی المنام فقد رانی
فان الشیطان لایتصور فی صورتی" ینابیع المودة ص۳۳۱)

ولما وضعت بین یدی عبید اللہ بن زیاد وانشد قاتله
املاء رکابی فضة وذهبا ٭ فقد قتلت الملک المحجبا
ومن یصلی القبلتین فی الصبا ٭ وخیرهم اذ یذکرون النسبا
قتلت خیر الناس اماً وابا

فغضب ابن زیاد من قوله وقال" اذا علمت ذلک فلم قتلته؟
واللہ لانلت منی خیرا ولالحقنک به ثم ضرب عنقه"

(صواعق محرقہ ص۱۹۶)

(۴۲) قاتلانِ امام حسینؑ کے متعلق رسولؐ کریم کی پیشین گوئی

عامر بن سعد بجلی کہتے ہیں "میں نے حضرت نبیؐ کو خواب میں دیکھا۔ آپ نے مجھ سے فرمایا "براء بن عازب کو میرا سلام کہو اور خبر کر دو کہ قاتلان حسینؑ جہنم میں ہونگے اور عنقریب خداوند عالم زمین والوں پر ایک دردناک عذاب نازل فرمائے گا۔"
(عامر بن سعد کہتے ہیں) میں نے براء بن عازب کو (خواب اور آنحضرتؐ کی) خبر دی تو براء نے کہا "خدا اور اس کے رسول نے سچ کہا"، رسول اللہ صلعم فرما چکے ہیں کہ اگر کوئی مجھ کو خواب میں دیکھے تو مجھ ہی کو دیکھے گا کیونکہ شیطان میری صورت میں نہیں آسکتا"۔
(ینابیع المودۃ ص ۳۳۳)

(۴۳) (امام حسینؑ کے قاتل کو کیا ملا)

جب (سید الشہداء کا سر مبارک) عبید اللہ بن زیاد کے سامنے رکھا گیا تو امام حسینؑ کے قاتل نے یہ اشعار پڑھنا شروع کئے:۔
(اے ابن زیاد) میرے برتن کو چاندی اور سونے سے بھر دے کیونکہ میں نے ایک بلند مرتبہ بادشاہ کو قتل کیا ہے (میں نے اس کو قتل کیا ہے) جو بچپنے میں دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھ چکا ہے اور جب نسب کا ذکر کیا جائے تو نسب میں تمام لوگوں سے بہتر ہے میں نے اس کو قتل کیا ہے جو ماں اور باپ دونوں طرف سے تمام لوگوں میں سب سے بہتر ہے"، ابن زیاد کے غصہ کی آگ بھڑکی اور اس نے (قاتل امامؑ سے) کہا "جب تو جانتا تھا (کہ حسینؑ اتنے بلند مرتبہ والے ہیں) تو ان کو کیوں قتل کیا۔ خدا کی قسم تو میری طرف سے کسی بھلائی کا مستحق نہیں۔ میں تجھ کو بھی انھیں سے ملا دوں گا"، پھر ابن زیاد نے اس کو قتل کر دیا۔
(صواعق محرقہ ص ۱۹۶)

فاقبلوا علی سلب الحسینؑ فاخذ قمیصہ اسحق بن حویۃ الحضرمی فلبسہ فصار ابرص واخذ سراویلہ ابجر بن کعب وروی انہ صار زمناً مقعداً من رجلیہ واخذ عمامتہ اخنس بن مرثد وقیل جابر بن یزید فاعتم بھا فصار معتوھاً مجذوماً۔ واخذ درعہ مالک بن بشیر فصار معتوھاً واخذ خاتمہ بجدل بن سلیم فقطع اصبعہ مع الخاتم وھذا اخذہ المختار فقطع یدیہ و رجلیہ وترکہ یتشحط فی دمہ حتی ھلک۔

(بحار جلد ۱۰ ص ۲۵۶)

(۴۴)

(خدائی عذاب کا ایک منظر)

امام حسینؑ کو شہید کرکے) لشکر یزید نے امام حسینؑ کے لباس کو لوٹنا شروع کیا۔
حق بن حمویہ نے آپ کی قمیص اتاری اور پہن لی۔ اس کو برص ہوگیا۔ بحر بن کعب نے
پ کا پائجامہ اتارا۔ اس کے پیر شل ہوگئے، اخنس بن مرثد یا جابر بن یزید نے
پ کا عمامہ لیا اور اس کو سر پر رکھا وہ پاگل ہوگیا۔ اور مرض جذام میں گرفتار
وگیا۔ مالک بن بشیر نے آپ کی زرہ لوٹی وہ پاگل ہوگیا اور بجدل بن سلیم نے
پ کی انگلی کاٹی اور انگوٹھی اتاری اس کو امیر مختار نے گرفتار کیا۔ اس کے ہاتھ
ر کاٹے اور چھوڑ دیا۔ وہ اپنے خون میں لوٹتا رہا یہاں تک کہ مرگیا۔"

(بحار جلد ۱۰ صفحہ ۲۵۶)

(۲۵)

ثم نادی عمر بن سعد فی اصحابه من ینتدب للحسین ع فیوطی الخیل ظهره فانتدب منهم عشرة فداسوا الحسین بحوافر خیلهم حتی رضوا ظهره وصدره وجاء ہولاء العشرة حتی وقفوا علی ابن زیاد فقال ابن زیاد من انتم ؟ فقالوا " نحن الذین وطینا بخیولنا ظهر الحسین حتی طحنا جناجن صدره فامر لهم بجائزة یسیرة قال ابو عمر الزاہد فنظرنا فی ہولاء العشرة فوجدنا ہم جمیعاً اولاد زنا ۔ وہولاء اخذہم المختار فشد ایدیہم وارجلہم بسکک الحدید واوطاء الخیل ظهورہم حتی ہلکوا "

(بحار جلد ۱۰ ص ۲۵۶)

(۴۵)

امام مظلوم کی لاش پر گھوڑے دوڑانے والوں کا انجام)

ر اامام مظلوم کو شہید کرنے کے بعد) عمر بن سعد نے اپنے ساتھیوں کو پکارا اور بولا
کون ہے جو لاش حسینؑ کی پشت پر گھوڑا دوڑائے ؟" لشکر یزید سے دس آدمی
نکلے اور انھوں نے اپنے گھوڑوں کی ٹاپوں سے امام حسینؑ کی پشتِ مبارک اور
سینۂ اقدس کو چور چور کر ڈالا ۔ یہ دسوں (کوفہ) آئے اور ابن زیاد کے سامنے کھڑے
ہوئے ۔ ابن زیاد نے پوچھا "کون ہو تم لوگ ؟" انھوں نے جواب دیا "ہم نے
ہی اپنے گھوڑے لاشِ حسینؑ کی پشت پر دوڑائے اور ان کے سینے کی ہڈیوں کو
چور چور کر ڈالا" ابن زیاد نے حکم دیا کہ ان کو تھوڑا سا انعام دے دیا جائے۔
ابو عمر زاہد کہتے ہیں " میں نے ان دسوں کو دیکھا جو کل کے کل حرامی تھے ، ان کو
امیر مختار نے گرفتار کیا اور ان کے ہاتھوں اور پیروں کو لوہے کی زنجیروں میں
جکڑوا کر ان کی پشت پر گھوڑے دوڑائے یہاں تک کہ ان کے جسم چور چور ہو گئے
اور) وہ ہلاک ہو گئے "

(بحار جلد ۱۰ ص ۲۵۶)

(ماخذ کتاب عربی)

اہل سنت

تفسیر در منثور
صحیح بخاری
ترمذی
سنن ابن ماجہ
صواعق محرقہ
ینابیع المودۃ
نور الابصار
رسالۃ الصبان
ذخائر عقبیٰ
مقتل ابو مخنف
مقتل الحسین
مطالب السؤل
تاریخ ابن اثیر
الامامۃ والسیاسۃ
سر الشہادتین
سمو المعنی فی سمو الذات

اہل تشیع

تفسیر صافی
بحار جلد ۱۰
مناقب جلد ۲
لہوف
امامۃ القرآن (اردو)
ریاض القدس
بلاغۃ الحسین

(ماخذ کتاب انگریزی)

ڈکلائن اینڈ فال آف رومن امپائر
تاریخ ادب عربی (نکلسن)
اسپرٹ آف اسلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون

اور جو لوگ راہ خدا میں شہید کیے جائیں اُن کو مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں مگر تم کو اُن کی زندگی کی حقیقت کا کچھ بھی شعور نہیں

الشہید

تالیف

سید علی جعفری (ادیب فاضل، صدر الافاضل ۔ ایم ۔ اے)
ابن جناب مولانا سید محمد رضا صاحب قبلہ مرحوم ۔ طاب اللہ ثراہ